طبع اول

فلاحۃ النخل

کھجور کی کاشت

مولفہ

نواب عزیز جنگ بہادر اول تعلقہ دار وظیفہ یاب حسنِ خدمت سرکار نظام
و معتمد و صدر تعلقہ دار علاقہ پائگاہ نواب سر وقار الامرا مرحوم

مطبوعہ

عزیز المطابع

حیدرآباد دکن

۱۳۱۳ ف

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدا خود [illegible]	محمد گلشن ایجاد [illegible]
سحاب رحمت [illegible]	[illegible] و آل محمد برگ و [illegible]
ہوا خواہان کہ جویائے بہار	[illegible] فصل چار یارانند
اگر داری ہوائے رنگ و بویش	ببین [illegible]
ہمانا فکر مظہر لاجواب است	کہ حمد و نعت را [illegible]
محمد از تو میخواہم خدا را	خدایا از تو عشق[2] مصطفیٰ
محمد حامد حمد خدا بس	خدا مدح آفرین مصطفیٰ بس
اگر داری ز غالب التجائے	ز دست فکر جامی کن دعائے
الٰہی غنچۂ امید بکشائے	گلے از روضۂ جاوید بنمائے
بخندان از لب آن غنچہ باغم	وزین گل [illegible] سرپرور کن دماغم

[1] لب اللباب بمعنی خلاصہ اور لُب درخت خرما کے گابہہ کو بھی کہتے ہین — ۱۲

[2] امراض خرما سے ایک مرض کا نام عشق بھی ہے ۔ ۱۲

مدح والی ریاست

بمدحِ خسروے دارم خیالے ‏— کنم از طوطی طبع امقالے

بحمد اللہ کہ من ہم تر زبانم ‏— ازین آب وہوا روشن بیانم

قلم شاخے زنخلِ وصفِ شاہی ‏— رطب[۵۱] از شیرہ می ریزد سیاہی

بود طلعش[۵۲] مضامینِ شگفتہ ‏— دُرِ الفاظ ہمچون بلحِ[۵۳] سُفتہ

چو فکرِ پختہ در نظمم اثر کرد ‏— تو گوئی بسر[۵۴] را خرماے تر کرد

زبانِ خشک را ذوقش چہ باشد ‏— رطوبت در تمر[۵۵] حاشا کہ باشد

طرازِ مدحِ شہ حسنِ کتاب است ‏— کہ ہم خرما وہم عینِ ثواب است

الا اے خسروِ فرخندہ بنیاد ‏— چمن آراے باغِ حیدرآباد

نظام الملک آصف جاہ دوران ‏— سخن سنج و سخن فہم و سخن دان

توئی ماوا و ملجاے رعیت ‏— شریکِ خار[۵۶] و خرماے رعیت

قوی از نیروِ تو ناتوانان ‏— بشیشش[۵۷] از خندہ است پژمردہ جانان

دکن از ابرِ احسانِ تو شاداب ‏— وطن از چشمۂ لطفِ تو سیراب

سرابستانِ عالم را بہاری ‏— بحقِ تشنہ کامان جویباری

ہر آن فصلے کہ باشد بسیر ہنگام ‏— بہ ہنگامِ نکویت میکند نام

---

۵۱ خرماے تر کو عربی مین رطب کہتے ہین۔ ۵۲ طلع۔ گلِ خرما۔ ۵۳ بلح۔ خرما کی ابتدائی شکل جو نازک اور مدور ہوتی ہے۔ ۵۴۔ بسر۔ خرماے خام۔ ۵۵۔ تمر۔ خرماے خشک۔ ۵۶ خار و خرما بمعنی رنج وراحت۔ ۵۷ بشیشش بمعنی بشاشت اور خرما کی ایک قسم کا نام۔ ۱۲

اُمیدِ خلق را سر سبز کشت است
بہنگامِ تو تیر اردی بہشت است

لبالب چشمۂ فیضِ تو جاری
زمینداران بفکرِ کاشتکاری

گہِ دمبالۂ کشتِ زمینت
ثریای فلک یک خوشہ چینت

مویشی خانۂ ملکت یگانہ
دہد گاوِ زمین را آب و دانہ

بعہدِ میمنت مہدِ تو یکبار
شنیدم خشک سالی شد نمودار

سحابِ دستِ جودت کرد کارے
کہ در دل یاد دار روزگارے

بتالیفِ قلوبِ کاشتکاران
تقاوی از گہر آورد باران

بدل تخمِ محبت کاشت۔ کارت
فلاحت را فلاح از اعتبارت

کریمان انتظامت را ستودند
دعاگویانِ تو سر در سجودند

فضائے عالمی را بوستانی
گلستانِ دکن را باغبانی

سہی سروت عدیلِ سروِ آزاد[1]
ببالائے[2] قدت شرمندہ شمشاد

نگاہِ نرگست چشمِ امید است
زبانِ سبزہ ات بانگِ نوید است

نسیمِ فیضِ عامت دلکشا شد
ہواخواہت گُلِ رنگین قبا شد

ق

فلک زد سکۂ نصرت بنامت
ملک گفتا کہ حُسنِ انتظامت

درختِ ظلم را از بیخ برکند
زشاخِ عدل و دادش داد پیوند

برومند از تو نخلِ شادکامی
بگلزارِ دکن نامِ تو نامی

دعای مؤلف

ولا شد عندلیبِ شاخسارت
ترنم ریز آئینِ بہارت

[1] آزاد کھجور کی ایک قسم کا نام ہے۔ [2] بالا بھی کھجور کی ایک قسم ہے۔ ۱۲

بمنقارش ہمین یک نغمہ تر		حلاوت خیز چون قند مکرر
بہنگام مساعد شاد باشی		ز آثار خزان آزاد باشی
درخشان باد نخل[1] زندگانی		مقارن با تو شاہی و جوانی
طبرزد[2] در دہان خیر خواہت		رسد سنگی[3] بفرق سنگ راہت
ز فرط خار خار دل دو صد بار		شود بدخواہ تو از لب جگر بار
بزیر سایۂ طوبائے ذاتت	ق	ز فیض چشمۂ آب حیاتت
نہالت باد برخوردار و سرسبز		عدویت را شود زخم جگر سبز

شکریۂ ولی نعمت

اما بعد بندۂ ناچیز **احمد عبد العزیز** المخاطب بہ **خان بہادر عزیز جنگ** وظیفہ یاب حسنِ خدمتہ عہدۂ اول تعلقہ داری سرکار عالی اپنے آقائے نعمت والی ریاست اعلیٰحضرت حضور پرنور بندگانِ عالی متعالی مدظلہ العالی آصف جاہ نظام الدولہ نظام الملک **نواب میر محبوب علی خان بہادر** فتح جنگ جی۔سی۔ایس۔آئی۔جی۔سی۔بی ادام اللہ اقبالہم واجلالہم فرمانروائے سلطنت آصفیہ فرخندہ بنیاد حیدرآباد دکن صانہ اللہ عن الشرور والفتن کا شکرگزار ہے جنکے ظل ہمایون مین رعایا خوشحال ہے اور جنکی خاص توجہ سے کاشتکارون کا گروہ سرسبز اور مالا مال۔ نمبرداران اراضی اسی عہد میمنت مہد مین اپنی محنت کا ثمرہ پاتے ہین اور مختلف اقسام معافیات سی خوشیان مناتے ہین۔ رعایائے مالگزار کو آزادی حاصل ہے کہ اپنی مقبوضہ اراضی مین میوے کے

---

[1] نخل بمعنی بہیل اور کہجور کے نر کو بھی نخل کہتے ہین۔ [2] طبرزد بمعنی نبات اور نیز کہجور کی ایک قسم کا نام ہے [3] سنگی بھی ایک قسم ہے کہجور کی۔

درخت لگاوین اور خود اُس کا پھل پاوین - اگرچہ سیندہی اور تاڑ اور گلموہ کے درختون پر ماناپولی کے قواعد نے سرکاری حق قائم کردیا ہے لیکن مولف کی تحریک پر رعایا پرور حکومت نے اس خاص قاعدہ سے درخت خرما کو استثنار کا شرف بخشا ہے (دیکھو مجلس مالگزاری کا مراسلہ نشان (۱۲۸۰) مورخہ ۱۱ بہمن ۱۳۰۹ف موسومہ مؤلف) کیون نہ شاداب ہو ایسا باغ اور کیون نہ آباد ہو ایسا ملک جسکا مالک اپنے اصول انتظام مین بلبلِ شیراز کے ترانہ کو ہمیشہ پیشِ نظر رکھتا ہے -

رعایت دریغ از رعیت مدار | مرادِ دلِ دادِ خواہان برآر
رعیت چو بیخ است سلطان درخت | درخت اے پسر ماند از بیخ سخت

تمہید یعنی سبب تالیف

عرصہ دراز سے مین خیال کررہا تہا کہ ہندوستان مین عموماً اور سلطنت آصفیہ مین خصوصاً درختِ خرما کی کاشت مین ترقی نہ ہونے کے کیا اسباب ہین - جس زمانہ مین مجھکو سرکار نظام کے سررشتۂ مالگزاری مین اول تعلقہ داری کی عزت حاصل تھی اور جسوقت مجھ کو بحیثیت کمشنری سرکار پائگاہ کے علاقہ مین کام کرنے کا اتفاق ہوا تو دونون حیثیت سے مین نے ملک کے تجربہ کار کاشتکارون سے اسکے متعلق گفتگو کی اور ممالک محروسہ کے اکثر اقسام اراضی کو دیکھا - اسی عرض مدت مین مجھکو ہندوستان کے مختلف مقامات کے حالات دریافت کرنے کا اتفاق ہوا - بعض زمینداران ہند سے اس بارہ مین گفتگو کی نوبت بھی آئی - میری تحقیقات مین یہ بات ثابت ہوئی کہ ممالک ہند اور بالخصوص ریاست حیدرآباد کی زمینات ہر اعتبار سے کھجور کی کاشت کیلئے صلاحیت رکھتی ہین -

اور ہندوستان اور دکن کی آب وہوا بجمیع وجوہ اوسکے لئے موافق ہے اور ہر طرح پہ اسکی توقع ہے کہ کاشت کارون کو کہجور کی کاشت مین کامیابی ہو بشرطیکہ وہ اسکے متعلق اپنی معلومات کو بڑہاوین اور باقاعدہ طریقہ پر اس کام کو شروع کرین۔ ہند کے کاشتکارون کا سکوت درحقیقت قابل اعتراض نہین ہے اسلئے کہ اون کو اپنی معلومات کے بڑہانے کا کوئی ذریعہ حاصل نہ تہا۔ اگرچہ برٹش انڈیا نے مدراس۔ پونہ۔ کانپور وغیرہ مین کاشتکاری کی تعلیم کا سلسلہ جاری رکہا ہے اور گورنمنٹ فارمس کے ذریعہ سے کاشت اجناس کا عملی تجربہ بڑہانے کے سامان مہیا کئے ہین اور جدید تحقیقات کی اشاعت انگریزی اور اردو ماہانہ رسائل کے ذریعہ سے کی جارہی ہے لیکن اسوقت تک گورنمنٹ کی خاص توجہ کہجور کی کاشت کے متعلق مبذول نہین ہوی۔ سال بھر کے رسائل مین ایک دو ارٹکلز بھی اسکے متعلق نہین نظر آتے۔ میرا قطعی خیال ہے کہ یا تو گورنمنٹ کو اسکے متعلق ذمہ دار حکام سے کوئی مناسب امداد نہین ملی یا گورنمنٹ نے اس بات کا غلط فیصلہ اپنے ذہن مین کرلیا ہے کہ ہندوستان کی آب وہوا کہجور کی کاشت کیلئے موافق نہین ہے ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ ایسی بیبہا چیز سے ابتک اسقدر چشم پوشی کیجاتی اور تمام رعایاے ہند اوسکے برکات سے محروم رکھی جاتی

فن فلاحت سے دلچسپی رکہنے والے مصنفین نے جسقدر کتابین انگریزی اور اردو زبان مین لکہی ہین اون مین بھی ہندوستان کی بدقسمتی سے اسکا ذکر یا تو بالکل متروک ہے یا اسقدر مجمل کہ اون کے پڑہنے والون کو اون سے کافی مدد نہین مل سکتی۔ بعض حضرات نے محض اپنے مذاق طبیعت اور دلچسپی کیوجہ سے موقت رسائل جاری کررکہے ہین اور اپنے تجربہ اور معلومات سے کاشتکارون کے گروہ کو

امداد پہونچانے کا ارادہ کیا ہے۔ جنمین ہمارے معزز دوست مولوی **خلیل الرحمن** بجنوری اور مولوی **سراج الدین احمد** لاہوری کا درجہ سب مین بڑہا ہوا ہے۔ صاحب اول الذکر کی توجہ سے "زمیندار و کاشتکار" کے نام سے ایک ماہانہ رسالہ اور ثانی الذکر کے التفات سے "زمیندار" کے نام سے ایک ہفتہ وار پرچہ نہایت آب و تاب کے ساتہ شائع ہوتا ہے مگر حیرت ہے کہ ان دونون رسالون مین کہجور کے متعلق خال خال مضامین بھی نظر نہین آتے۔ لیکن ان دونون بزرگوارون کے نسبت ہم اسلئے کوئی شکایت نہین کرسکتے کہ جب گورنمنٹ نے باانیہمہ قدرت واختیار و وسعتِ انتظام اس خاص امر کی نسبت آجتک کچھ بھی نہین کیا تو ان بیچارون کو اوسکا سامان کن ذرائع سے مل سکتا اور ایسا کوئی سرمایہ انکو کہان سے نصیب ہونے لگا تہا جسکو اس خاص ضرورت پر وہ صرف کرسکتے۔

سچ یہ ہے کہ بدقسمت ہندوستان کے لئے یہ بات نہایت افسوس کے قابل ہے کہ ایسی بے بہا چیز کے نسبت آج تک اوسکو کوئی مدد نہین ملی۔ اس موقع پر ہمارا فرض ہے کہ ہم لی بوناویا۔ یم۔ ڈی بریگیڈ سرجن انڈین مڈیکل ڈپارٹمنٹ کے شکرگزار ہون جنہون نے ۱۸۹۵ء مین "ڈیٹ پام ان انڈیا" کے نام سے ایک بہت ہی مختصر کتاب انگریزی زبان مین شائع کی جو اس خاص ضرورت کے لئے وہ اپنی آپ ہی مثال ہے۔ لیکن اوس کے مضامین کا بڑا حصہ ہمارے خیال مین غیر ضروری بحثون پر شامل ہے اور کام کی باتین اوسمین بہت کم ہین۔ اور اونکو اسلئے معذور سمجہنا چاہیے کہ اونکی معلومات اسی قدر تہی اور اونکو کوئی ذاتی ضرورت زیادہ کوشش کرنے کی نہ تھی لیکن اونہون نے جسقدر لکہا تہا وہ رہنمائی کے لئے بہت کچھ تہا۔ کسی زبردست قوت کی توجہ اوسپر مبذول ہوتی

تو اخشک بہت بڑا مواد اوسکی تکمیل کا بہم پہونچ سکتا۔ مگر افسوس ہے کہ ایسا نہین ہوا اگرچہ میرے معلومات بھی اس بارہ مین بالکل بے حقیقت ہین اور میری ذاتی تحقیق اور تجربہ ایک محدود حلقہ سے تعلق رکھتا ہے لیکن مجھکو اپنی خوش قسمتی پر ناز ہے کہ بخت و اتفاق سے مجھکو ایک ایسا پرانا ذخیرہ معلومات کا ملگیا جسکی مدد سے مین اس کتاب کو ایک حد تک مکمل کر سکا۔ اگر ہماری رحمدل گورنمنٹ کی ذراسی توجہ بھی اسطرف مبذول ہوی تو میری یہ محنت چراغ راہ کا کام دے سکتی ہے اور اوسکا اثر آئندہ زمانہ مین ہندوستان کے کاشتکارون کو گورنمنٹ کی سرپرستی سے بہت بڑا فائدہ پہونچا سکتا ہے اسلئے کہ عملی تحقیقات مین اسکے لئے بہت بڑی وسعت ہے۔

مین نے اپنی اس مختصر تالیف کو **فلاحتہ النخل** سے نامزد کیا ہے جو دو فصول پر شامل ہے اور ہر ایک فصل دو حصون پر تقسیم کی گئی ہے۔ ہر ایک حصہ مین متعدد ابواب ہین۔ ماہرانِ فن سے متوقع ہون کہ اگر اونکی نگاہ مین میرا طرز بیان ناپسند ٹھہرے تو وہ مجھکو معاف فرماوین۔

پہلی فصل کھجور کے حالات کے متعلق

پہلی اصل متعلق بہ صفات اضافی

(۱) کھجور کا ذکر کلام مجید مین

بہ نسبت اور قومون کے مسلمانون کے پاس کھجور کے میوہ کو یہ فضیلت ضرور حاصل ہے

کہ اوسکا تذکرہ خداوند کریم سنے اپنے کلام مجید کے متعدد سورتون مین فرمایا ہے۔ دیکھو سورہ انعام۔ سورہ کہف۔ سورہ شعرا۔ سورہ طٰہٰ۔ سورہ ق۔ سورۃ القمر۔ سورۃ الرحمٰن۔ سورۃ الحاقہ۔ سورہ عبس۔ سورۃ المومنون۔ سورہ یٰسین۔ سورہ مریم۔ سورہ بنی اسرائیل۔ سورۃ النحل۔ سورۃ الرعد۔ سورۃ البقر۔ جنمین کھجور کا ذکر ہے۔ سورہ مریم مین خداوند تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ بی بی مریم علیہا التحیۃ والسلام کو جب دردزہ کا آغاز ہوا تو آپ ایک درخت خرما کے تنہ کے پاس تشریف رکھتی تھین اور پھر فرمایا جیسے روح اللہ نے بی بی مریم کو کہ ہلا د اپنی طرف سے کھجور کے تنہ کو گرین کے تم پر تر و تازہ کھجورین اوس درخت سے متعدد مواقع پر جنات النخیل کا بیان ہے جس سے کھجور کے باغ مراد ہین اور اونکی خوبیون کا بھی ذکر ہے اور مختلف مقامات پر اجزار نخل کا بھی بیان ہے۔ جیسے کھجور کے طلع یعنی پھول مین گچھون کا لٹکنا اور طلع کی ملائمت اور نرمی کا بیان اور پھولونکا تہ بتہ ہونا۔ اور اون پر غلاف کا ہونا۔ وغیرہ وغیرہ۔ جس طرح ہمارے سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات کی وجہ سے عربی زبان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ خداوند کریم سنے اوسی زبان مین وحی نازل فرمائی اور اپنے حبیب سے عربی زبان مین کلام کیا۔ (قدسی)

ذات پاک تو کہ در ملک عرب کرد ظہور
زان سبب آمدہ قرآن بزبان عربی

اسیطرح آپ ہی کی بدولت میوہ خرما کا نام زبان الہی پر جڑہا اسلیئے کہ آپ اوسکو بہت دوست رکہتے تھے اور اکثر اوسکا استعمال فرمایا کرتے تھے

کیا خوب کہا ہے قدسی نے ؎

نخل بستان مدینہ ز تو سرسبز مدام
زان شدہ شہرۂ آفاق بشیرین رطبی

پس اس میوہ کی فضیلت اور بزرگی ماننے کیلیئے مسلمانون کو اس سے زیادہ اور کیا چاہیئے۔

(۴) کہجور کے متعلق احادیث نبوی

صحاح ستہ مین ہمارے پیمبر برحق علیہ السلام کی متعدد حدیثین نقل ہوی ہین جنسے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ آپ کو میوۂ خرما بہت مرغوب تہا۔ آپ نے مختلف طریقون پر کہجور کے منافع کو بیان فرمایاہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ اکرموعمتکم النخلۃ۔ یعنی تعظیم کرو اپنی پہوپی مادہ خرما کی۔ مؤلف نے اسی اصل مین آگے دکہلایا ہے کہ مادہ خرما کو اخت آدم علیہ السلام کہنے کی بنیاد کیا ہے۔ پہر فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ من الشجر شجرۃ تکون مثل المسلم وہی النخلۃ۔ یعنی درختون مین ایک درخت مسلمان کیطرح ہے وہ درخت خرما ہے۔ حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ تعالے عنہما نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ ان من الشجر برکتہ کبرکتہ المسلم۔ یعنی درختون مین ایک ایسا درخت ہے جسکی برکت مثل مسلمان کے ہے۔ راوی نے فرمایا کہ مین نے گمان کیا کہ وہ درخت خرما کا درخت ہوگا۔ اور دریافت کرنیکو تہا کہ خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ہی النخلۃ۔ یعنی وہ درخت کہجور کا ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالے عنہا نے روایت کی ہے کہ فرمایا رسول مجتبی صلی اللہ علیہ وسلم نے۔ لا یجوع اہل البیت عندہم التمر۔ یعنی نہین بہوکے رہین اوس گھر کے رہنے والے جسمین کہجور ہے۔

الغرض روایات معتبرہ سے ثابت ہے کہ سیدنا علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کہجور سے رغبت تھی اور آپ اکثر اوسکو تناول فرمایا کرتے تھے۔ اور بہ نسبت اور میودن کے کہجور کو زیادہ دوست رکہتے تہے۔

(۳) درخت خرما کا تاریخی اور جغرافی احوال

ابو بکر احمد بن علی بن قیس کسدانی قسّی المشہور بہ ابن وحشیہ نے سنہ ۲۹۱ ہجری مین ایک کتاب "فلاحۃ النبطیہ" کے نام سے لکھی ہے یعنی کسدانی زبان سے عربی مین ترجمہ کیا ہے جسمین آپ نے درخت خرما کا تاریخی احوال نہایت دلچسپ طریقہ پر بیان فرمایا ہے فرماتے ہین کہ ماسی سورانی نے جو علم فلاحت کا ماہر گزرا ہے ذکر کیا ہے کہ نخلہ کا لقب اخت آدم ہے یعنی مادہ کہجور آدم علیہ السلام کی بہن سے مشہور ہے۔ اور مورخین اور محققین نے بھی اس سے اتفاق کیا ہے۔ ماسی نے نہین بیان کیا کہ نخلہ کا لقب اخت آدم کیون ہوا اور نہ حکماے کالمین نے اوسکی وجہ تسمیہ لکھی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے معاصرین اس لقب کی مختلف توجیہین کرتے ہین۔ بعض نے لکھا ہے کہ اخت آدم اسوجہ سے کہا گیا کہ نخلہ کا وجود پہلے سے نہ تہا۔ جب آدم علیہ السلام سیانے ہوے تو نخلہ اوسوقت پائی گئی اسی وجہ سے اخت آدم سے ملقب ہوی۔ بعض کہتے ہین کہ یہ لقب اسوجہ سے مشہور ہوا کہ آدم علیہ السلام کہجور کے پہل کو دوست رکہتے تہے اور ہمیشہ اوسکو کہاتے تہے اور اوسکی کاشت اور تلقیح (حاملہ کرنا) اور اوسکی نگہداشت کا شوق رکہتے تہے۔ جب آپ ہند کی جانب تشریف لائے تو اپنے احوال ہین بیان فرمایا کہ منجملہ اور سختیون کے کہجور کا نہ ملنا بھی مجھ پر نہایت شاق تہا۔ بعض نے کہا ہے کہ آدم علیہ السلام کی ایک بہن بھتین جنکا نام نخلہ تہا اور آپ کو اپنی بہن سے نہایت محبت اور الفت تھی۔ اور نخلہ کو کہجور کا میوہ مرغوب تہا۔ پس اوسی زمانہ سے لوگ مادہ خرما کو اخت آدم سے کہنے لگے۔ جب اسکو زمانہ دراز گزرا تو لوگ اس قصہ کو بہول گئے۔ غرض اور بہت سے اقوال

اسی قسم کے مشہور ہین جنکی تفصیل طوالت سے خالی نہین ہے اور اون کا بیان بیفائدہ ہے۔
مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ جو کچھ ہمنے اوپر لکھا ہے اُس سے ہمکو اتفاق نہین ہے
صحیح قول یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے لوگون کے لئے بہت سی نفع بخش چیزین تبلائین
روے زمین کی چیزون کے مختلف نام رکھے۔ بہایم کے حرکات اور پرندون اور
اون کے پرون کی آوازون کے جدا جدا نام رکھے۔ اصول حساب سے مخلوق
کو آگاہ کیا۔ تجارت سکھلائی۔ کاشتکاری کی تعلیم دی۔ امراض کے علاجات سے
آگاہ فرمایا۔ طلسمات وضایع دکھلاے جسکا علم اُس زمانہ سے پیشتر کسی کو نہ تھا اور
تہا تو اُنکے نشانات اور علامات اور معلومات مٹ چکی تہے۔ پس مخلوق نے آدم کو
ابوالبشر کے نام سے پکارا بدینوجہ کہ کہجور کا درخت آدم علیہ السلام کا دکھلایا ہوا درخت
ہے اور اُس سے لوگون کو بڑی منفعت تھی یعنی اُسکے پتے۔ پوست۔ پیڑ۔ بار وغیرہ
سب اجزا سے لوگ منتفع ہوتے تہے اور یہ خیال کرتے تہے اور اُنکا خیال صحیح بھی
تہا کہ کسی اور درخت سے ایسے کثیر منافع نہین حاصل ہو سکتے جیسے کہ درخت خرما سے۔
لہذا لوگون نے اس درخت کو اخت آدم سے ملقب کیا۔ اخت کہنے کی یہ وجہ ہے
کہ اُسکا رتبہ باعتبار نفع رسانی کے آدم علیہ السلام کے مساوی نہ تہا بلکہ کم تہا۔ اور یہ
بات مسلم ہے کہ عورت کا درجہ ہر اعتبار سے مرد سے کم ہے اسلئے نخلہ کو اخت آدم
کہا گیا۔ نخل کے لئے کوئی لقب اسلئے تجویز نہین ہوا۔ کہ اُسکا درجہ نخلہ سے کم ہے۔
یعنی نخلہ کے منافع نخل سے بہت بڑھے ہوے ہین۔
مؤلف کہتا ہے کہ نخلہ کو اخت آدم کہنے کی وجہ ہمارے پیمبر برحق علیہ الصلوٰۃ والسلام
کی حدیث صحیح مین بہت صراحت کے ساتھ موجود ہے۔ فرمایا کہ اکرموا عمتکم النخلۃ فانہا

خلقت من بقیۃ طین آدم - یعنی بزرگی مانو اپنی پھوپی نخلہ کی اسلئے کہ وہ پیدا کی گئی آدم کی بچی ہوی مٹی سے - محمد ابن حسن محقق طوسی علیہ الرحمہ نے بھی اپنی تصنیف اخلاق ناصری مین اسکا تذکرہ فرمایا ہے - پس نخلہ کو اخت آدم کہنے کی اصلی وجہ مسلمانون کے لئے اسی قدر کافی ہے -

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ درخت کہجور سے انسان کو ایک خاص انس ہے - اگر کوئی شخص اندہیری رات مین ایک ٹیلہ پر چڑہ جاے جسکی دونون جانب جنگل ہون اور ایک جانب کہجور کا بن نظر آئے اور دوسری جانب اور اقسام کے درخت - تو بالطبع اسکا رجحان کہجور کے بن کیطرف ہوگا -

ناسی سورانی جو عرب کا ایک مشہور فلاح ہے اس نے ذکر کیا ہے کہ کہجور ملک فارس کا درخت ہے - اور یہ بہی کہا کہ دنیا کے تمام درختون کی جڑین ملک فارس ہی سے لائی گئین - کہجور کی جڑ ملک فارس کے ایک ٹاپو مین ملی جسکا نام حارکان تہا - جہان یہ درخت خودرو پایا گیا - پہر فارس کی سرزمین مین لایا گیا یہانتک کہ خوب پھیلا اور بڑا ہوا پہر اور لوگ اسکو اپنے شہرون مین لے گئے -

یورپ کے محققین نے لکہا ہے کہ درخت خرما جزائر کنیری سے شمالی افریقہ ہوتا ہوا ایشیا کے جنوب و مشرق کی سیر کرتا ہوا ہندوستان پہونچا - بحیرہ روم کے کنارے کنارے سواحل یورپ مین لایا گیا جہان اسکی کاشت ہوتی ہے - شمالی جانب اسکے پھل اچھے نہین ہوتے - حجاز مین مدینہ مطہرہ کا شمالی حصہ اسکے لئے اچھا نہین ہے کیونکہ وہان کانٹے اور جھاڑیان کثرت سے ہین - مگر شہر مدینہ کے آس پاس اسکے جھنڈ کے جھنڈ کہڑے ہین جہان خوب بارآور ہوتا ہے - نجد مین بھی اسکے درخت کثرت سے ہین -

جوف۔ حریق۔ شمالی سمت حجاز۔ جنوبی سمت کنارۂ قلزم۔ عطیف۔ خلیج فارس کے ساحل پر کم ہین۔ خلاص کا مقام البتہ اسکے لئے بہت عمدہ مانا گیا ہے جہان یہ پھل بڑی شادابی کے ساتھ ہوتا ہے۔ دار السلطنت مراکو کے مقام فیض مین اسکے درخت کثرت سے ہین۔ مرزق مین بھی اسکی بہت سی قسمین دیکھی گئی ہین۔

عام درختون کے مقابلہ مین درخت خرما کو بادشاہ کہتے ہین اور یہ لقب اُسکے منافع کی وجہ سے ہے۔ عالمان علم نباتات کو اُس سے خاص دلچسپی ہے۔

مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ درخت خرما کی ابتدائی تاریخ کو انہون نے **قوتامی** نام ایک صاحب تصنیف سے یون پایا ہے کہ تمام روے زمین مین درخت خرما کا وجود صرف ایک شہر مین تھا جسکا نام یمامہ تھا اور یہ وہ شہر ہے جسپر قدیم الایام مین عربون نے چڑہائی کی اور غالب ہوے اور یہ قدمار کسدانیین کا قول ہے۔ پس عربون نے اُس شہر مین اقامت کی اور اُسکے اصلی باشندے باقی نہین رہے جو بانیس سے مشہور ہے۔ اسی زمانہ قیام مین اُسی مقام پر عربون نے درخت خرما کو دیکھا جو خودرو تھا۔ کہا گیا ہے کہ اُسکے وجود سے پہلے اُس شہر مین متعدد سیلاب آئے تھے اور سارے شہر کو غرق کر دیا تھا۔ ممکن ہے کہ اس درخت کا تخم انہین سیلابون کے زمانہ مین اُس مقام پر پہونچگیا ہو۔ الحاصل جب عربون نے اس درخت کو وہان پایا تو وہ اوسکی حقیقت اور اُسکے ثمرہ سے واقف نہ تھے۔ جب وہ بارآور ہوا اور عربون نے اُس کا پھل کھایا اور مزہ چکھا تو اُسکے عاشق ہوگئے اور اُسکی حفاظت کرنے لگے۔ اور عرب کے تمام شہرون مین اُسکو پھیلادیا۔ کہا جاتا ہے کہ پہلے پہل اُسی مقام پر صرفان اور طبرزد کی قسمین پائی گئین۔ واللہ اعلم۔

(۴) درخت خرما کی مشابہت انسان کیساتھ

صاحب فلاحت النبطیہ نے لکھا ہے کہ درخت خرما کو انسان کے ساتہ مختلف اعتبارات سے مشابہت ہے وہ فرماتے ہین کہ کوئی حیوان انسان کے برابر جلد جلد متغیر نہین ہوتا۔ اور یہی کیفیت خرما کی ہے۔ درخت خرما باعتبار عمر انسان سے مشابہ ہے یعنی مادہ خرما کی عمر کم وزائد انسانی عمر کے قریب قریب ہے یعنی درخت خرما کی عمر سنو برس پائی گئی ہے۔

جسطرح انسان مین مرد اور عورت اور خنثہ یہ تین قسمین ہین اسی طرح درخت خرما مین بھی نر اور مادہ اور خنثہ ہین۔ اہل بابل درخت خنثہ کو خنثی کہتے ہین۔ اور اسافل کے لوگ صبیرا۔ اور فارس کے رہنے والے کاروکن۔ خنثی درخت نہ خود بارآور ہوتا ہے نہ اُسکے سفوف سے کوی نخلہ بارآور ہوتی ہے۔

فحل یعنی درخت نر کے سفوف کی بُو ویسی ہی ہوتی ہے جیسی انسانی منی کی بُو یعنی دونون مین ایک قسم کی بو ہے۔

مادہ درخت یعنی نخلہ متعدد اعتبارات سے عورت کے ساتہ مشابہ ہے۔ جب اُسکی شاخین بلند ہوتی ہین اور جوانی کا موسم آتا ہے تو جو چیز اُن شاخون مین نکلتی ہے اُسکا نام زبان عرب مین اکار ہے۔ جب نخلہ نر کے سفوف سے حاملہ ہوتی ہے تو شاخون کی تولید بند ہو جاتی ہے۔ اُسی طرح جسطرح زمانہ حمل مین عورت کا حیض رُک کر جنین کی غذا بنجاتا ہے مادہ خرما کے حاملہ ہونے پر اُسکی جڑ سے جسقدر غذائی قوت اُسکو ملتی ہے وہ اسکو اپنے حمل کی پرورش مین صرف کرتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ زمانہ حمل مین اُسکی نئی شاخین نہین نکلتین۔

بعض حکیمون نے کہا ہے کہ جسطرح انسان مین حواس ہین اُسی طرح درخت خرما اور خصوصاً

مادہ خرما مین حواس کا وجود پایا جاتا ہے - یہی وجہ ہے کہ وہ بعض دہشت ناک صدمون سے دفعتًا خشک ہو جاتی ہے - یعنی مرجاتی ہے - درخت خرما کے اکثر امراض انسانی امراض سے مشابہ ہوتے ہین جیسا کہ باب الامراض کے ملاحظہ سے معلوم ہو سکتا ہے -

بعض فلاح حکیمون نے لکھا ہے کہ خرما کا حاملہ درخت حاملہ عورت سے مشابہ ہوتا ہے یعنی جب تک جنین بڑا نہین ہوتا عورت ہلکی رہتی ہے اور جب وہ بڑہنے لگتا ہے - تو وہ بوجھل ہو جاتی ہے پھر جب جنین انتہا کو پہونچتا ہے تو رحم کے دباؤ سے باہر نکل آتا ہے - یہی کیفیت مادہ خرما کے حمل کی ہے جسکا آغاز اُسکے مغز اور تنہ سے ہوتا ہے جس جس طرح وہ بڑہتا جاتا ہے مادہ خرما بھاری ہوتی جاتی ہے - جب موٹا اور بڑا ہو جاتا ہے تو تنگی کرتا ہے اور دبا تا جاتا ہے - جب درخت خرما کی قوت مدبرہ اوسکو اوپر کی جانب پھینکدیتی ہے اور طبیعت دفع کرتی ہے تو وہ اوپر ظاہر ہو جاتا ہے - شگوفہ پر اُسی طرح ایک باریک جھلی رہتی ہے جسطرح جنین پر - جب وہ جھلی پھٹ جاتی ہے تو طلع نکل پڑتا ہے جس سے درخت خرما کا پھول مراد ہے -

درخت خرما سردی اور گرمی کا متحمل نہین ہوتا جیسا کہ انسان - اسی طرح خرما کا درخت خراب اور کثیف ہوا سے بیمار ہو جاتا ہے جیسا کہ انسان -

مادہ خرما کو جب زیادہ شادابی اور فربہی ہو جاتی ہے تو وہ بار سے رُک جاتی ہے - اُسی طرح جسطرح فربہ عورت عقیمہ ہو جاتی ہے اور یہی مشابہت دُبلے پن مین ہے -

جسطرح عورتین قلیل منی سے جو اُنکے رحم مین جاے حاملہ ہو جاتی ہین اور بعض وقت صرف منی کی بُو رحم مین پہونچنے سے اُنکو حمل رہجاتا ہے اور بعض عورتین ایسی ہین کہ جب تک بہت سی منی اُنکے رحم مین نہ داخل ہو حاملہ نہین ہوتین اور بعض متوسط

مقدار منی کو قبول کرتی ہین اسی طرح مادۂ خرما کی کیفیت ہے کہ بعض نر درخت کے سفوف کی ہوا سے اور بعض سفوف کے مس کرنے سے اور بعض بہت سے سفوف سے حمل کو قبول کرتی ہے۔ بعض نخلہ ایسی بھی ہے جو اسکو دو یا تین مرتبہ سفوف با ندھنے کی حاجت ہوتی ہے۔ یہ اختلاف اسکی طبیعت کا بالکل ایسا ہی ہے جیسا کہ عورت کا طبعی اختلاف قبول حمل مین۔

درخت خرما کو عشق و محبت مین بھی انسان کے ساتھ مشابہت ہے جسکی تفصیلی حالت آپ کو باب الامراض سے معلوم ہوسکتی ہے۔ اس تحقیق کا ابتدائی شخص **ابرعیل ساحر** تھا۔ بعض کی راے ہے کہ حکیم **ذوانایا** نے سب سے پہلے مرضِ عشق تحقیق کی۔

بعض فلاح حکیمون نے کہا ہے کہ جیسا کہ انسان کا گوشت تمام گوشتون مین زیادہ شیرین اور پُر حلاوت ہے ویسا ہی تمام میوون مین کھجور پُر حلاوت اور شیرین ہے **بنیوشاد الکسدانی** کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ خرما کا درخت تمام درختون مین ایسا ہے جیسا کہ حیوانات مین انسان۔ اور یہ مشابہت ذات اور طبیعت اور امراض کی رُو سے ہے اور اصلیت کے اعتبار سے بھی یہ انسان سے بہت قریب ہے۔ کوئی چیز مثل خرما کے انسان کے حق مین پرورش دار اور بہت تھوڑے عرصہ مین خون سے بدل جانیوالی اور زیادہ خون آور نہین ہے۔ جو لوگ گوشت کا استعمال پسند نہین کرتے اور چھوڑ دیتے ہین اُنکے لیئے اگر کوئی چیز گوشت کا بدل ہوسکتی ہے تو یہی خرما ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ انسانی مشابہت ہی کا اثر ہے کہ درخت خرما ایک ایسے مقام پر زیادہ بارآور ہوتا ہے اور بہت جلد نشو و نما پاتا ہے جہان لوگ کثرت سے

گزرتے ہون یا رہتے سہتے ہون - برخلاف ویران جنگلون کے جہان خرما کی نشو ونما بڑی دیر مین ہوتی ہے۔

محمد ابن حسن محقق طوسی علیہ الرحمہ نے اخلاق ناصری مین فرمایا ہے کہ خرما کا درخت چند خاصیتون مین حیوان کے ساتھ مخصوص ہے۔ (۱) یہ کہ اسمین حرارت عزیزی زیادہ ہے۔ (۲) لقاح مین جس سے نخلہ کو حاملہ کرنا مقصود ہے۔ (۳) جب اُس کا سر کاٹ دیا جاتا ہے یا غرق ہوجاتا ہے یا اور کسی آفت مین مبتلا ہوجاتا ہے تو وہ سوکھ جاتا ہے۔ (۴) جب اسکی توجہ کسی خاص درخت خرما کیطرف ہوتی ہے تو کسی اور درخت خرما کے سفوف سے حاملہ نہین ہوتا کیونکہ وہ ایک خاص درخت کا عاشق ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ اور بہت سی ایسی چیزین ہین جنمین نخلہ کو حیوان کے ساتھ مشابہت ہے صرف ایک چیز مین وہ ناقص رہ گیا ہے جسکی وجہ سے اسکو حیوان نہین کہ سکتے وہ یہ ہے کہ نخلہ زمین کا پابند ہے اور طلب غذا مین حرکت نہین کرسکتا۔ پھر آپ نے فرمایا کہ ان مجموعی صفات کے ساتھ اخبار نبوی علیہ السلام کو ملاکر دیکھنے سے یہ بات پایہ ثبوت کو پہونچتی ہے کہ نباتات مین اسکا درجہ کامل ہے اور حیوانات کے ساتھ اوس کا رتبہ نہایت متصل ہے۔

دوسری اصل متعلق بہ صفات ذاتی

(۱) درخت خرما کی بعض مخصوصات اور کیمیائی تحقیق

یورپ کے بعض محققین نے اس درخت کے مخصوصات کا ذکر کیا ہے وہ لکھتے ہین کہ

اسکی عمر ہزار برس کی ہوتی ہے۔ لیکن مصنف فلاحتہ النبطیہ کو اُس سے اختلاف ہی انکی تحقیق مین اس درخت کی عمر انسان کی عمر طبعی کے مساوی ہے یعنی اسوقت سے ہزار برس پہلے آپ کا یہ خیال تہا کہ درخت خرما کی متوسط عمر سو برس کی پائی گئی۔ فلاحین زمانہ حال نے بھی قول آخر الذکر سے اتفاق کیا ہے۔ بعض نے کہا کہ عرب مین ڈیڑھ سو برس سے زیادہ عمر رکھنے والے بعض درخت بھی عالم ضعیفی مین دیکھے گئے جو الشاذ کالمعدوم کے حکم مین داخل ہین اور اسی کے قریب قریب بعض انسانون کی عمر بھی شاذ و نادر پائی گئی ہے۔ مؤلف نے خیال کیا تہا کہ محققین یورپ کی تحقیق پر اہل مطابع نے شاید غلطی سے ایک صفر بڑہا دیا ہو۔ مگر جب ڈاکٹر **بونادیا** کی تصنیف میری نظر سے گزری تو مجھکو سخت تعجب ہوا کہ انہون نے ہزار برس کی عمر کا تذکرہ الفاظ مین فرمایا ہے۔ تاریخ سے یہ بات ثابت ہے کہ زمانہ سلف مین بعض انسانون کی عمرین آٹھہ سو سال سے زائد بھی ہوئی ہین۔ پس اسی مناسبت سے یہ کہا جا سکتا ہے کہ اُسی زمانہ مین درخت خرما کی عمر کا اوسط بھی ممکن ہے کہ ہزار سال تک قرار پایا ہو لیکن اس زمانہ مین اس درخت کی عمر اعتدالاً سو برس کی مانی گئی ہے۔ اور خال خال ڈیڑھ سو برس بھی۔

محققین یورپ نے اس درخت کے قد کے نسبت لکھا ہے کہ ۶۰ فیٹ سے اسی فیٹ تک پایا گیا ہے۔ بعض نے لکھا ہے کہ اس سے بھی کچھ زیادہ۔ عالمان علم نباتات نے اسکو راست قد کا درخت کہا ہے۔ لیکن مصنف فلاحتہ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ نوے فیٹ کا قد اکثر مقامات پر دیکھا گیا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ درخت خرما کا قد نوے فیٹ تک پہونچ جانا معمولی بات ہے اور یہ اسکی جڑین زمین کی زندہ نہرون تک پہونچ جانیکی خاص علامت ہے جسکے بعد پھر اسکو آبرسانی کی احتیاج نہین ہوتی۔

محققین عرب و فارس نے صراحت کے ساتھ لکھدیا ہے اور فلاحان ہند کو بھی اُسکا تجربہ ہوا ہے کہ کھجور مین نر درخت جدا ہوتا ہے اور مادہ درخت جدا نر درخت کے پھولون کا سفوف مادہ درخت کے پھولون کو حاملہ کرتا ہے اور اُسی حمل کا نتیجہ بار خرما ہے۔ ڈاکٹر بوناویا بھی اپنی مختصر تصنیف مین اسی کے قائل ہین۔
فلاحان عرب کا قول ہے کہ اُنھون نے دیکھا نہ سُنا کہ کسی زمانہ مین بھی خرما کا کوئی ایسا درخت پایا گیا ہو جسپر ایک موسم مین نر کے پھُول نکلین اور دوسرے موسم مین مادہ کے پھُول۔ یا ایک موسم مین دونون قسم کے پھول ملکر نکلین۔
یورپ کے ایک محقق کا قول ہے کہ حوالی بصرہ مین نر کے پھولون کا سفوف گرد کی شکل مین بعض وقت اس کثرت سے اُڑا کرتا ہے اور اُسکے ریزے جنکو یورپین پالن کہتے ہین ایسی کثیر تعداد مین پھیلتے ہین کہ دوسرے درختون کو نظر سے مخفی کردیتے ہین۔ مولف کا خیال ہے کہ جس باغ مین قریب قریب کل درخت نر ہون ممکن ہے کہ ایسا ہو۔
تخم سے بوئے ہوے درخت کی جوانی کا موسم عرب مین دس سال سے پہلے آجاتا ہے مگر دیگر ممالک مین اُسکا اوسط بارہ سال ہے۔ جو بچے جوان درختون کے پیڑ سے جدا کرکے زمین مین لگائے جاتے ہین وہ تاریخ انتقال سے چھٹے سال اکثر بار آور ہوتے ہین۔
خرما کا پھل اکثر دو انچہ لانبا اور اُسی مناسبت سے چوڑا ہوتا ہے بعض خاص قسمون کے پھل گول بھی ہوتے ہین۔
عالمان علم نباتات نے اس درخت کو صحیح المزاج لکھا ہے اور تجربہ بھی اسی کا

متقاضی ہے۔ اسکے مزاج کی قوت اور تندرستی عارضہ کو بہت کم قبول کرتی ہے۔
خشک خرما مین نصف سے زیادہ شکر اور بارہ فیصدی گوند اور چھ فیصدی آلبیومن پایا گیا ہے۔

(۲) درخت خرما کی صفات ذاتی

صاحب فلاحتہ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ خرما کا درخت پانی اور آگ دونون مین دیرپا ہے جسکے یہ معنی ہین کہ اسکی لکڑی پانی کے اثر سے بہت دیر مین سڑتی ہے اور اسکی آگ عرصۂ دراز تک نہین بجھتی۔ مؤلف نے بابِ منافعِ خرما مین اسکی کامل صراحت کی ہے۔
پھر آپ فرماتے ہین کہ درخت خرما مہلک عوارض پر زیادہ قوت رکھتا ہے جس سے یہ مراد ہے کہ صحیح المزاج ہے۔ اسکی طبیعت کی قوت امراض مہلکہ پر غالب رہتی ہے اور اُنکو کم قبول کرتی ہے۔
پھر آپ فرماتے ہین کہ قلت بارش کے زمانہ مین بہت صبر کرتا ہے اور پیاس کو خوب سہتا ہے۔ بعض صاحبان تصنیف نے لکھا ہے کہ یہ اس خاص صفت مین اونٹ کا مشابہ ہے۔ یعنی افراط آب کے زمانہ مین یہ اپنی موجودہ ضرورت سے زیادہ پانی جذب کر کے محفوظ کر لیتا ہے اور ضرورت کے زمانہ مین اُس سے کام لیتا ہے۔
یہی وجہ ہے کہ قحط سالی اور کم منگامی مین اور درختون کی موت آجاتی ہے اور درخت خرما پہلے سے زیادہ شاداب اور سرسبز نظر آتا ہے۔ فلاحان عرب کا قول ہے کہ اگر بالاتصال ۵ سال تک بارش نہو اور قحط پڑے تو پہلے سال خرما کا بار معمول سے زائد۔ دوسرے سال معمولی اور تیسرے سال معمول سے کم۔ چوتھے سال ناغہ اور پانچوین سال پھر معمولی۔

پانی کے متعلق اسمین صرف صبر ہی کی صفت نہین ہے بلکہ اس بلا کی قوت جاذبہ ہے کہ دور دور مقامات سے اسکی جڑین رطوبت کھینچ لیتی ہین۔ تجربہ کار فلاحون نے کہا کہ جس مقام پر کھجور کے درخت ہون اور اُنکے ساتھ اور قسم کے درخت بھی ہون تو قلت آب کے زمانہ مین کھجور سے قطع نظر کرکے دوسرے مرغوب درختون کو پانی دینا صرف اپنے دل کو بہلانا ہے اسلئے کہ خرما کی سریع الجذب قوت اپنا کام کر لیتی ہے یعنی دوسرے درخت اُس رطوبت سے محروم رہجاتے ہین۔ اور درخت خرما کامیاب۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ بھوک کی شدت اور خلوے معدہ مین زیادہ سہارا دیتا ہے۔ بعضون کا قول ہے کہ اپنے معدہ پہ پتھر باندھکر زندہ رہتا ہے اسکا یہ مطلب ہے کہ اگر اسکو کھاد نہ ملے اور زمین کی کم قوتی سے غذائی اجزا بھی کم ملنے لگین تو یہ موجودہ حالت پر قانع اور قلیل الغذائی کی صفت کیوجہ سے اپنی حاصلہ قوت کو سنبھالے رہتا ہے۔ اور یہ خاص صفت اور اقسام کے درختون مین نہین پائی جاتی۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ کاشتکار کو درخت خرما بہت کم تکلیف دیتا ہے۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ جب اُسکی خاص صفات ایسی عمدہ ہین جنکا ذکر ہوچکا ہے تو کاشتکار کو اسکے علاج اور آبپاشی اور کھاد رسانی مین اُسقدر زحمت کیون ہونے لگی۔ جسقدر کہ اور قسم کے درختون مین ہوتی ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ باعتبار عمر دیرپا اور باعتبار بار جلیل القدر ہے۔ عمر کی دیرپائی اِس سے ثابت ہے کہ جب فلاحان تجربہ کار نے اسکی عمر کو انسان کے مساوی قرار دیا ہے تو اس درخت کے بونے والے فلاح سے اسکی عمر ہر حال مین زیادہ ہے۔ باوجودیکہ اسکا پھل کثرت سے اُترتا ہے اچھی قیمت پہ بکتا ہے۔ اسلئے کہ

اسکے ساتھ ہر انسان کو ایک خاص رغبت ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ چور اسکے پھل کے سرقہ مین کم کامیاب ہوتے ہین اسلئے کہ اسکی بلند قامتی مانع اور اسکا تنہ جو شاخون سے خالی ہے انکا بارج ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ اسکے سایہ مین ایک خاص قسم کی ٹھنڈک ہے اور انسان اسکے ساتھ فطرتی انس ہونے کیوجہ سے اسکے سایہ کو اور درختون کے سایہ پر مرجح سمجھتا ہے۔

پھر آپ نے فرمایا ہے کہ اسکی جڑین زمین مین بہت دہنستی ہین اور اُگنے کی جگہ پر خوب جار ہتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آندہی کا اثر اسپر بہت کم ہوتا ہے۔ بعض تجربہ کارون نے لکھا ہے کہ جس میدان مین صرف کہجور ہی کے درخت ہون اور اُسمین سخت آندہی آئے تو ایک درخت دوسرے کی مدد کرتا ہے اور کسی درخت کو کوئی نقصان نہین پہونچتا اسکی وجہ یہ ہے کہ اُنکی جڑون کی مضبوطی سے قطع نظر نخلستان مین ایک درخت دوسرے کے ساتھ ایک خاص قسم کا مقناطیسی اثر رکہتا ہے جسکی وجہ سے آندہی یا طوفان کا صدمہ کسی ایک کو نہین گرا سکتا۔

آخر پر آپ نے فرمایا ہے کہ امراض کے علاجات اور دفع سحر کے لئے اسکے اجزا بہت مفید ہین جنکا تفصیلی بیان باب منافع مین لکھا جائیگا انشاء اللہ العزیز۔

(۳) خرما کے اقسام

مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ماسی سورانی نے تحقیق کی ہے کہ بلاد فارس کے جزیرۂ خارکان مین جو درخت خرما کے پائے گئے وہ چار قسم کے تھے۔

(۱) برنی - (۲) شہریز - (۳) صرفان - (۴) طبرزد - آپ فرماتے ہین کہ متعدد قسمین ایسی بھی دیکھی گئی ہین جو خفیف سے تغیر کے ساتھ برنی ہی کی قسم مین شامل سمجھی گئین اسلیے کہ وہ اُسکے متشابہ تھین - ممکن ہے کہ وہ اصل پر موجود رہی ہون جیساکہ ونسال کی قسم کا حال ہے - عروض عوارض کیوجہ سے اُنکی کیفیت کا بدل جانا بھی ممکن ہے - برنی اور شہریز کی قسم جزیرہ کے وسط مین پائی گئی جو پانی سے بہت دور تھی اور صرفان اور طبرزد کے اقسام جزیرہ کے کنارہ پر ملے جنکو پانی سے اتصال تھا - اسی کا قول ہے کہ کبھی شبہ ہوتا ہے کہ طبرزد ہی سب کی اصل ہے -

خرما کے تمام اقسام ہین جنکا انحصار نہین ہوسکتا - ان چارون اقسام کی کوئی نہ کوئی علامت ضرور پائی جاتی ہے -

ایک فلاح نے کہا کہ جو اقسام وسط جزیرہ مین پلے گئے یعنی برنی اور شہریز جنکو پانی سے قرب نہ تھا ان کا رنگ بالکل سیاہ تھا اور باقی دو اقسام صرفان اور طبرزد کا رنگ جنکو پانی سے اتصال تھا زرد پایا گیا - اس سے مصنف فلاحتہ النبطیہ کو اتفاق ہے - آپ فرماتے ہین کہ میرا تجربہ اور قیاس اسی کو چاہتا ہے - آپ ہی کا قول ہے کہ بعض وہمی لوگ برنی اور طبرزد کو ایک ہی قسم خیال کرتے ہین - اور کہتے ہین کہ پانی کے قرب و بعد نے انکے رنگ کو بدل دیا ہے - عجب نہین - کہ دراصل اسکا وجود ایک ایسی جگہ مین پایا گیا ہو جس جگہ گرمی کی شدت اور رطوبت کی کثرت رہی ہو - شدت گرما سے حرارت کو قبول کرکے اسکا رنگ مائل بسرخی ہوا ہو اور پانی کی کثرت سے رطوبت جذب کرکے حلاوت پیدا کی ہو - اسی موقع پر لائق مصنف کا بیان ہے کہ درخت کا رنگ پکڑنا اور مختلف رنگون کا بدلنا چاند کی

روشنی اور ستارون کی شعاعون سے متعلق ہے پھر جب آفتاب اُسپر چمکتا ہے
تو اُن پر طرح طرح کے رنگ چڑھا دیتا ہے۔ آفتاب کی گرمی اور پھر اُسکے منقطع ہونے
سے غذا کی قلت اور کثرت پر اثر پڑتا ہے نیز مقامی اور زمینی حالت کو اُس مین
دخل ہے۔ اب سب چیزون کے جمع ہونے سے یا صرف اُن سے بعض کا وجود خرما
کے جسم اور طبیعت اور رنگ پر اپنا اثر ظاہر کرتا ہے اور یہی حقیقت اقسام مختلفہ کی ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ کی آخر راے اقسام خرما کی نسبت یہ ہے کہ شمار اقسام مین
وقت کو ضایع نہ کرنا چاہیئے اسلئے کہ اُس سے معتدبہ فائدہ حاصل نہوگا کیونکہ بلحاظ
شکل اور رنگ اور ذائقہ کے ممکن ہے کہ ہزار ہا اقسام زمانۂ آئندہ مین قائم ہون اور
یہ آب و ہوا پر منحصر ہے۔

یورپ کے محققین کی یہ راے ہے کہ کھجور کے اقسام کی کوئی حد نہین ہے۔ ہزارہا
قسم کی کھجورین پائی گئی ہین۔ صرف قرب وجوارِ مدینۂ مطہرہ مین سو سے زائد اقسام
خرما کے دیکھے گئے ہین ہر ایک کا رنگ اور ذائقہ جدا اور ہر ایک قسم کی جسامت جدا
پائی گئی ہے۔

مؤلف نے جسقدر اقسام کو خاص نامون کے ساتھ پایا ہے اُنکو ذیل مین عرض
کرتا ہے۔ بعض اقسام کے ساتھ وجہ تسمیہ اور علامات خاص بھی بیان ہونگی۔ جنکا پتا
معتبر کتابون سے چلا۔ اس بیان سے یہ بات معلوم ہوسکتی ہے کہ خفیف خفیف اعتبارات
سے ان اقسام کے خاص نام رکھ لئے گئے۔ اس زمانہ مین آم کے جسقدر اقسام مشہور
ہین اور انکے نام جن اعتبارات سے قایم ہوے ہین جیسے۔ قادر پسند۔ عزیز الثمر۔ اعظم الثمر
والاجاہ پسند۔ دل پسند۔ ناسپاتی۔ مرغوبہ وغیرہ۔ ان پر غور کرنے سے اقسام کھجور کے اُن

ناموں کی حقیقت اچھی طرح سمجھ مین آسکتی ہے۔

(۱) اَرات - بفتح اول وثانی زبان عربی کا لفظ ہے۔خرما کی ایک قسم کا نام بقول مصنف فلاحتہ النبطیہ اسکا پھل دراز ہوتا ہے۔عرب مین دو مشہور شخص گزرے ہین جن کا نام ارت تہا ایک خبّاب (صحابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) کے باپ اور دوسرے اِیاس (عرب کے مشہور شاعر) کے والد۔ غالبًا انہین دونون مین سے کسی ایک نے اس قسم کو پایا ہو جنکے نام سے یہ خرما مشہور ہوا۔تائے آخرہ کے ثقل تشدید کو دفع کرنے اور سہولت استعمال کے لئے ایک الف بڑہا دیا گیا ہو۔

(۲) اَزاد - بفتح اول زبانِ عربی مین خرما کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ مصنفِ صراح نے اسکی تصدیق کی ہے۔ بعضون نے لکھا ہے کہ اسکا اصلی لفظ آزاد تہا۔ توابع فارس کی ایک قسم خرما کے لئے یہ نام تجویز ہوا تھا جسکی شادابی تنہائی سے مخصوص تھی۔ اس سے زیادہ اسکی حقیقت نہین معلوم ہوئی

(۳) بالا - زبان فارسی کا لفظ ہے بمعنی بلند۔ خرما کی ایک قسم کا نام ہے۔ جو درخت پر سوکھ جاتا ہے یہ فارس کا خرما ہے۔

(۴) بَرسان - بفتح اول زبان فارسی مین خرما کی ایک خاص قسم کا نام ہے جو توابع فارس مین پائی گئی - بَرسان کے معنی شیرۂ انگور وشیرۂ خرما کے ہین جو نہایت خوشبودار ہو۔ بدینوجہ کہ یہ قسم نہایت شیرہ دار اور معطر ہوتی ہے۔ اہلِ فارس نے اسکا نام بَرسان رکھدیا۔

(۵) بَرنی - بفتح اول مُعرب ہے اسکا اصلی نام فارسی زبان مین بر نیک تہا۔

خرما کی ایک قسم ہے جسکو قوسامی نے خرما کی اصل کہا ہے اور اُن چار اقسام سے پہلی قسم ہے جسکا بیان اس باب کے آغاز مین ہوا ہے محققین نے لکھا ہے کہ ملک فارس کے جزیرہ حارکان مین سب سے پہلے یہی قسم پائی گئی جسکو اہل فارس نے برنیک سے مشہور کیا۔ اسکا رنگ کبھی سرخ ہوتا ہے اور کبھی سیاہ اور یہ قسم نہایت شیرہ دار اور پُر حلاوت ہے۔

(۶) **بُسریہ** ۔ عربی زبان مین بُسرۃ بضم اول خوشۂ خرما کو کہتے ہین۔ بُسریہ خرما کی ایک خاص قسم کا نام ہے جو شہریز کی ایک بگڑی ہوی قسم ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اختلاف آب وہوا کی وجہ سے شہریز مین تغیر پیدا ہوا اور بُسریہ کی قسم ظاہر ہوی۔ جسکا رنگ خام حالت مین سرخ ہوتا ہے اور پختگی مین کالا۔

(۷) **بَشیش** ۔ عربی زبان مین بَشیش کے معنی بفتح اول خندہ رو کے ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے لکھا ہے کہ برنی کی بگڑی ہوی اقسام سے یہ ایک قسم ہے جسکے پھل پختگی مین کسیقدر پھٹ جاتے ہین۔ اور یہ اس پھل کی صفت ہے۔

(۸) **بَطار** ۔ یا **بَطی** ایک قسم ہے کھجور کی۔ یہ دونون عربی زبان کے الفاظ ہین دونون کا پہلا اعراب فتح ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ایک فلاح بطی نام گزرا ہے جس نے برنی کی گٹھلیون سے اس قسم کو پایا۔ اور یہ قسم اُسی کے نام سے مشہور ہوی۔ بعضون نے اسی کو بَطار کہا۔ عرب کے نشیبی حصہ مین اسکی پیدا وار ہے۔ اسکا پھل چکنا اور ہلکا ہوتا ہے جسمین چکنا و انہین ہوتا معدہ مین بہت جلد ہضم ہوجاتا ہے اور اسکا شیرہ عمدہ اور کثیر المقدار پایا گیا ہے۔

(۹) **تعضوض ہجری**۔ تعضوض زبان عربی مین خرما کی ایک خاص قسم کا نام ہے۔ جو مقام ہجر مین پیدا ہوتی ہے۔ ہجر ایک شہر ہے جو یمن سے ایک رات دن کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اور نیز ایک قریہ اسی نام کا حوالی مدینہ مطہرہ مین واقع ہے۔ خرما کی یہ خاص قسم انہین دونون مقامات پر پائی گئی۔ تعضوض کا مادہ غضیض ہے جسکے معنی زبان عرب مین تر و تازہ کے ہین چونکہ یہ درخت نہایت تر و تازہ اور اسکا خرما اعلےٰ قسم کا پایا گیا عربون نے اسکا نام تعضوض ہجری رکھ دیا۔

(۱۰) **تکرات**۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ تکرات ایک قسم ہے خرما کی۔ جسکا پھل عموماً دراز ہوتا ہے۔ یہ قسم شہر تکریت مین پائی گئی۔ یہ شہر دختر وایل کے نام سے آباد ہوا ہے۔

(۱۱) **تلی**۔ ایک قسم ہے کھجور کی جسکا شمار اعلےٰ ترین اقسام مین ہے۔ دار السلطنت مراکش کے مقام فیض مین پیدا ہوتی ہے۔ تلی کے معنی زبان عرب مین بڑے مالدار کے ہین بدینوجہ کہ اس قسم کے درخت مین کثرت سے پھل آتا ہے۔ عربون نے اس درخت کا نام تلی رکھ دیا اور اسی نام سے یہ قسم مشہور ہوی۔

(۱۲) **تمر قانی**۔ ایک قسم ہی خشک خرما کی اور نیز ایک پستہ قد درخت کا نام ہی جسکا تنہ ٹھوس اور نہایت موٹا اور نیچے سے اوپر تک یکسان۔ جسپر مثل انسان کے رونگٹے ہوتے ہین ایسے نرونسے اون مادہ درختون کو حاملہ کرتے ہین۔ جنکا پھل گول ہو۔ زبان عرب مین تمرق کے معنی بال نکلنے کے ہین اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۱۳) **تو لی**۔ ایک اعلےٰ قسم ہے خرما کی جو دار السلطنت مراکش کے مقام فیض مین ہوتی ہے۔ اور فارس کے نخلستان سے لائیگئی ہے۔ اسکا پھل کسیقدر ٹیڑھا ہوتا ہے۔

بدینوجہ کہ زبان فارسی مین نوتی کشتی کو کہتے ہین اسی مشابہت سے اس کا نام نوتی رکھ دیا گیا۔

(۱۴) **جبلی**۔ ایک قسم ہے خرما کی جسکی اصل عرب کے ایک ٹیلہ پر پائی گئی۔ اس قسم کا پھل بہت موٹا اور جوف دار ہوتا ہے۔ اس صفت کے لحاظ سے اسکا صحیح تلفظ زبان عربی مین جَبِلی بفتح اول وکسر ثانی ہونا چاہیے اسلئے کہ جَبِل کے معنی غلیظ اور جوف دار کے ہین۔

(۱۵) **جزانی**۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ برنی کے بگڑے ہوے اقسام سے جزانی بھی ایک قسم ہے جو وادی ایمن کے مقام جازان مین پائی گئی۔

(۱۶) **جلید**۔ ایک قسم ہے خرما کی جو اعلے اقسام سے سمجھی جاتی ہے۔ جلید کے معنی عربی زبان مین عمدہ کے ہین۔

(۱۷) **جناسریہ بصری**۔ یہ ایک قسم ہے خرما کی جو بصرہ مین پائی گئی۔ اسکے درخت کی خاص صفت یہ ہے کہ آخر موسم مین بار لاتا ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ کی راے مین یہ صفت نہین ہے بلکہ ایک خاص بیماری کی علامت ہے جسکو ہمنے باب الامراض مین بیان کیا ہے۔

(۱۸) **جوز / جوزی** } یہ ایک قسم ہے خرما کی جسکا پھل اکثر گول ہوتا ہے اور درازی کمتر۔ عربی زبان مین جوز اخروٹ کو کہتے ہین بدینوجہ کہ یہ قسم خرما کی اپنی گولائی کی وجہ سے اخروٹ سے مشابہ ہوتی ہے۔ اسکو عربون نے جوز یا جوزی کہا صاحب فلاحتہ النبطیہ کی راے ہے کہ یہ برنی کی ایک بگڑی ہوی قسم ہے۔

(۱۹) **جہرمی**۔ ایک قسم ہے خرما کی جو مقام جہرم مین پائی گئی۔ جہرم ایک شہر ہے ملک

فارس کا۔

(۲۰) حدادی۔ ایک قسم ہے خرما کی۔ جو بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ برنی کی ایک بگڑی ہوئی قسم ہے جو ایک موضع مین پائی گئی جسکا نام حدادہ تہا۔ یہ موضع بقول صاحب منتہی الارب بسطام اور دامغان کے درمیان واقع ہے۔

(۲۱) حرکان۔ یہ ایک بگڑی ہوئی قسم ہے خرمائے شہریز کی جسکی گٹھلی لانبی ہوتی ہے اور مزہ عمدہ۔ مٹھاس مناسب اور معتدل۔ مزاجاً زیادہ گرم۔ یہ نام درحقیقت ایک فلاح کا تہا جس نے اس قسم کو پایا اور یہ اسی کے نام سے مشہور ہوئی۔

(۲۲) حکایا۔ عربی زبان مین حکایا جمع ہے حکیۃ کی اور حکیۃ کے معنی مشابہ کے ہین۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ صرفان کے تخم سے جن اقسام مین تغیر پیدا ہوا وہ حکایا سے مشہور ہوئے۔

(۲۳) حلایہ۔ یہ ایک قسم ہے خرما کی جو زیادہ شیرین ہوتی ہے۔ عربی زبان مین حَلیٰ کے معنی شیرینی کے ہین۔

(۲۴) حلوہ۔ زبان عربی مین حُلوہ کے معنی شیرین کے ہین۔ اور یہ خرما کی ایک قسم کا نام ہے جسمین شکر زیادہ ہوتی ہے۔

(۲۵) حلیہ۔ حلیہ ایک موضع کا نام ہے جو سرزمین تہامہ مین واقع ہے۔ یہ قسم خرما کی اُسی مقام پر پائی گئی۔ اور اُسی کے نام سے مشہور ہوئی۔ بعضون نے اسکو خرمائے یمن کہا ہے۔ اور یمن مین بھی ایک مقام اسی نام سے مشہور ہے۔ یہ قسم فی زماننا حوالی مدینہ مطہرہ مین زیادہ پھیلی ہوئی ہے جسکو اہل مدینہ بہت رغبت سے کہاتے ہین۔

(۲۶) **حوری**۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ حوری ایک قسم ہے خرماے طبرزد کی جسکا رنگ زرد مائل بسپیدی ہوتا ہے۔ حور کے معنی عربی زبان مین سپید کے ہین ممکن ہے کہ اسی وجہ سے اسکا نام حوری رکھ دیا گیا ہو۔

(۲۷) **خرماے ابوجہل**۔ ایک قسم ہے ادنے درجہ کے خرما کی جو ابوجہل کو زیادہ پسند تھی۔ اسکے درخت کی شاخین پریشان ہوتی ہین اور اسکے پوست سے عمدہ رسیان تیار ہوتی ہین۔

(۲۸) **خستاوی**۔ یہ ایک قسم ہے خرما کی جو نواح فارس مین پائی گئی بعض نے لکھا ہے کہ اسکا نام خشتاوی ہے۔ خشو کے معنی زبان عربی مین خرماے خراب کے ہین۔ ممکن ہے کہ اس قسم کی خرابی کیوجہ سے جسکا ذکر بعض فلاحون نے کیا ہے۔ اسکا نام خشتاوی رکھدیا گیا ہو۔ لیکن مولف کی تحقیق مین اسکا صحیح نام خستاوی ہے بدینوجہ کہ اسکا پھل بہت نازک اور خستہ ہوتا ہے۔ اسکا نام فارسیون نے خستاوی رکھا۔ مصنف محیط اعظم نے فرمایا ہے کہ اسکا پھل زبردست اور مغزدار اور اُسکا پوست نازک اور گٹھلی بہت چھوٹی ہوتی ہے۔ یہ خرما نہایت شیرین اور بے ریشہ ہوتا ہے جسکا رنگ اکثر زرد دیکھا گیا ہے۔

(۲۹) **خضریہ**۔ یہ ایک قسم ہے خرما کی جسکا رنگ کالا ہوتا ہے۔ عربی زبان مین خُضرۃ کے معنی تیرگی کے ہین۔

(۳۰) **خلاص**۔ یہ ایک قسم ہے خرما کی۔ جو کُل اقسام خرما پر فائق سمجھی جاتی ہے اسکا رنگ عنبرین۔ انسائکلوپیڈیا مین لکھا ہے کہ یہ قسم تمام اقسام کی بادشاہ سمجھی جاتی ہے: اسکے درخت اپنی خوبصورتی مین مشہور ہین۔ یہ قسم مقام خلاص مین ہوتی ہے

(۳۱) **خواکوما**۔ ایک قسم ہے خرما کی جسکا رنگ پختگی مین سبز ہوتا ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ یہ نام آدم علیہ السلام کا رکھا ہوا ہے۔

(۳۲) **رافوق**۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے لکھا ہے کہ رافوق برنی کی ایک قسم ہے۔ جسکا پھل دراز اور موٹا۔ دیکھنے مین بہت عمدہ مگر حلاوت مین کم ہوتا ہے۔ عربی زبان مین رفق کے معنی خوشنمائی کے ہین۔ ممکن ہے کہ اسی لفظ سے یہ نام بنالیا گیا ہو

(۳۳) **رعیل**۔ زبان عرب مین نخلہ بلند کو کہتے ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ یہ ایک خراب قسم کا خرما ہے۔ گولائی لئے ہوے۔ بہت باریک جسمین چکنا وا نہین ہوتا جیسا کہ قنیقہ مین ہوتا ہے۔ اسکی گٹھلی بڑی اور مٹھاس زیادہ۔ اسی وجہ سے حرارت اور گرمی اسمین زیادہ ہوتی ہے۔ خام حالت مین اسکو بیر یا انگور سے مشابہت ہوتی ہے۔ پکنے پر اسکا رنگ سیاہ ہوتا ہے اور چکناوٹ اور خوش ذائقگی مین خرماے حجاز سے مشابہ ہوجاتا ہے۔ یہ قسم ملک بابل مین زیادہ گول ہوتی ہے۔

(۳۴) **زغری**۔ ایک قسم ہے خرما کی جو توابع فارس مین ہوتی ہے۔ جسکے خوشہ مین کثرت سے پھل ہوتے ہین مگر چھوٹے چھوٹے اور بیر سے مشابہ۔ بعضون نے اس قسم کو عین مہملہ کے ساتھ زعری کہا ہے۔ بدینوجہ کہ زبان عرب مین بیر کو زعرور کہتے ہین عربون نے اس چھوٹے خرما کا زعری نام رکھا۔ اور چونکہ زغری کے معنی عربی مین کثرت کے ہین یہی وجہ تسمیہ اول الذکر نام کی ہوسکتی ہے۔

(۳۵) **سابری**۔ ایک قسم ہے بہترین خرما کی۔ زبان عرب مین سابری کے معنی عمدہ کے ہین۔ یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے لکھا ہے کہ یہ برنی کی ایک بگڑی ہوی قسم ہے لیکن اسکی لطافت اور حلاوت اصل پر فائق ہے۔ بعضون

نے اسکو صاد سے لکھا ہے لیکن منتہی الارب سے سین کی تصدیق ہوتی ہے۔
(۳۶) سَحِقہ۔ ایک قسم ہے خرمائے مدنی کی جسکا شمار اعلے اقسام مین ہے۔اس قسم کا درخت دراز قامت ہوتا ہے۔زبان عرب مین سُحق کے معنی درازی قامت درخت خرما کے ہین۔اور یہی اسکی وجہ تسمیہ ہے۔
(۳۷) سد۔ یہ ایک قسم ہے خرما کی جو مختلف مقامات پر پائی گئی ہے لیکن اسکی اصل مدینہ مطہرہ سے مخصوص ہے۔اسکی وجہ تسمیہ قصہ طلب ہے۔مورخین نے لکھا ہے۔ کہ ایک خاص مقام پر جب ہمارے پیمبر برحق علیہ الصلوۃ والسلام نے کفار کے مقابلہ کیلیے اپنے لشکر کو جمع فرمایا تو آپکے لشکر اور لشکر کفار کے درمیان کھجور کا ایک بن حائل تہا۔ آپنے فرمایا کہ درختون کو چیر کر لشکر کفار کا حال معائنہ کیا جاے۔لشکر اسلام نے ایسا ہی کیا۔کہا جاتا ہے کہ اُس جنگل مین آپکے معجزہ کی ایک علامت ابتک باقی ہے کہ ہر ایک درخت خمیدہ اُگتا ہے جس سے جنگل چھدرا معلوم ہوتا ہے اور اسکا پھل بھی ٹیڑھا ہوتا ہے۔ عربون نے اس تاریخی واقعہ کی یادگار مین اس خرما کا نام سد رکھدیا۔سد کے معنی عربی زبان مین حائل کے ہین۔ فلاحان عرب نے لکھا ہے کہ اس بن کے خرما مین خداوند کریم نے ایک خاص قسم کی حلاوت اور شیرینی عطا کی ہے۔
(۳۸) سُنہ۔ ایک قسم ہے خرما کی جسکی پیداوار مدینہ مطہرہ مین بکثرت ہوتی ہے۔ زبان عرب مین سُنہ کے معنی عادت اور طبیعت کے ہین۔ چونکہ اس پہل کو مدنیون نے اپنی طبیعت کے مطابق پایا اور اکثر اُسکے استعمال کے عادی ہوے لہذا اُسکا نام سُنہ رکھدیا۔
(۳۹) شہریز۔ ایک مشہور خرما کا نام ہے جسکا اجمالی بیان اس باب کے آغاز مین ہو چکا ہے۔اکثر اہل لغت نے اسکو سین مہملہ کے ساتہ سُہریز لکھا ہے۔صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے

ہین کہ ایک فلاح نے کہا کہ شہریز کی قسم ملک فارس کے جزیرہ حارکان کی وسط آبادی مین پائی گئی جو سمندر سے بہت دُور تھی۔ بدینوجہ کہ اسکا درخت حارکان کے شہر مین پایا گیا اسکا نام فارسیون نے شہریز رکھا۔ اسکا رنگ سیاہ ہوتا ہے۔ مصنف صحاح جوہری نے لکہا ہے کہ شُہریز۔ شِہریز۔ سُہریز اور سِہریز۔ چارون لفظ صحیح ہین۔ خرما کی ایک قسم کا نام ہے۔

(۴۰) **شُہلیہ**۔ ایک قسم ہے خرما کی جو مدینہ مطہرہ مین پیدا ہوتی ہے اور عمدہ اقسام مین اسکا شمار ہے۔ شُہلہ کے معنی عربی زبان مین میش چشم کے ہین جس آنکھ مین سیاہی کے ساتھ سُرخی ہو اُسکو شہلا کہتے ہین۔ بدینوجہ کہ اس قسم کا رنگ سیاہ اور سرخی مائل ہے۔ عربون نے اسکا نام شہلیہ رکھا۔

(۴۱) **صابوغا**۔ عربی زبان مین صِبغ کے معنی رنگ کے ہین۔ صابوغا ایک قسم ہے صرفان کی جسکی جڑون سے سُرخ رنگ مثل کُسم کے نکلتا ہے۔ اسکے پہل خامی مین سُرخ ہوتے ہین اور پکنے پر سیاہ۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے لکہا ہے کہ اسکا خشک خرما حلاوت رکھتا ہے اور اسکی طبیعت گرم ہے۔

(۴۲) **صَرفان**۔ ایک مشہور قسم ہے خرما کی جسکی اصل فارس کے جزیرہ حارکان مین ملی۔ زرد رنگ۔ حلاوت مین اعلے درجہ کی۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے لکہا ہے کہ صرفان کی اصل سمندر کے کنارہ پانی سے متصل ملی۔ مصنف منتہی الارب کہتے ہین۔ کہ صرفان ایک قسم خرما کی ہے جسکا پہل وزنی اور سخت ہوتا ہے اور اکثر عوام الناس کے صَرف مین آتا ہے اور یہی اُسکی وجہ تسمیہ ہے۔

(۴۳) **صَیحانی**۔ ایک ادنے درجہ کی کہجور کا نام صیحانی ہے جو ریشہ دار ہوتی ہے۔

اور زرد رنگ۔ جیسے بدوی لوگ کہاتے ہین مصنف منتہی الارب فرماتے ہین کہ صیحانی۔
ایک مدنی خرما کا نام ہے۔ منسوب ہے ایک ایسے بکرے کے ساتھ جسکا نام صیحان تہا
اور وہ ہمیشہ اُس درخت سے باندہا جاتا تہا جس سے یہ قسم پہیلی۔

(۴۴) **ضاحک**۔ ایک قسم ہے خرما کی۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ یہ برنی
کی ایک بگڑی ہوی قسم ہے۔ جو مقام ضاحک مین پائی گئی۔

(۴۵) **طبرزد**۔ ایک مشہور قسم ہے خرما کی جسکے نسبت ایک فلاح کا قول ہے کہ جزیرہ
خارکان مین سمندر سے متصل پائی گئی۔ جسمین شکر اور حلاوت اور سختی زیادہ تہی۔ اسکا
رنگ زرد ہوتا ہے۔ زبان فارسی مین تبرزد مصری کو کہتے ہین جو زیادہ سخت ہو۔
یہان تک کہ تبر سے توڑی جاے۔ تبر کا معرب طبر ہے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس
پہل کی شیرینی اور حلاوت اور سختی کی وجہ سے اسکا نام تبرزد رکھا گیا اور عربون
نے اُسکو طار مہملہ کے ساتہ معرب کر لیا۔

(۴۶) **طِیاب بصری**۔ ایک قسم ہے خرما کی جو بصرے مین پائی گئی۔ طیب کے
معنی عربی زبان مین خوشبو کے ہین۔ بدینوجہ کہ اس کے پہلون مین خاص قسم کی
عطریت ہوتی ہے۔ اسکا نام عربون نے طیاب بصری رکھ لیا۔ بعض نے لکہا ہے۔
کہ اسکے درخت مین موسم کے آخر پر بار آتا ہے اور یہ اسکی صفت ہے لیکن مصنف فلاحتہ
النبطیہ نے اسکو بیماری سے تعبیر کیا ہے جسکا بیان ہم باب الامراض مین کرینگے۔

(۴۷) **عجوہ**۔ ایک قسم ہے خرما کی جو مدینہ مطہرہ مین پیدا ہوتی ہے۔ جو پختگی کے
زمانہ مین قریب نصف کے خشک ہو جاتی ہے۔ زبان عرب مین عجوہ کے معنی بچے
کو دیر مین دودھ پلانے کے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اسکا درخت بار آوری کیوقت

پہل کی پرورش اچھی طرح پر نہین کرتا - یہی وجہ ہے کہ تیاری کے زمانہ مین پہل قریب نصف کے خشک ہوجاتا ہے اور باعتبار لغوی معنی کے یہ نام درست ہی -

(۴۸) **عریک** - ایک قسم ہے خرما کی جو مزرق مین پائی گئی محققین یورپ نے اسکا ذکر کیا ہے اور لکہا ہے کہ یہ مزرق کے اعلے اقسام مین سے ایک قسم ہے - جسکا پہل زیادہ لانبا نہین ہوتا - زبان عرب مین عریک بوسہ کو کہتے ہین اور یہی اسکی وجہ تسمیہ معلوم ہوتی ہے -

(۴۹) **عوجت** - ایک قسم ہے خرما کی جو بہت لانبی ہوتی ہے - اسکی درازی کل اقسام سے زیادہ مانی گئی ہے - معلوم ہوتا ہے کہ اسکی درازی قد کی وجہ سے عوج بن عوق کے لفظ سے یہ نام لیا گیا -

(۵۰) **غدق بن طاب** - ایک قسم ہے خرما کی جسکا نام ایک فلاح کے نام پر رکھا گیا جسنے اس قسم کو پایا - یہ قسم مدینہ مطہرہ کے اعلے اقسام سے ہے - بعض نے کہا ہے کہ طیاب بصری کی گٹھلی بیر غدق کے حوالی مین بوئی گئی جس سے ایک نئی قسم کا خرما پیدا ہوا - عربون نے اُسکا نام غدق بن طاب رکھدیا -

(۵۱) **قریثا** - ایک قسم کا خرما ہے جو نہایت خوش مزہ ہوتا ہے خامی اور پختگی دونون مین - بعضون نے اسی کو قراثار کہا ہے - قرث کے معنی زبان عرب مین مشقت مین ڈالنے کے ہین - بدینوجہ کہ یہ قسم برنی کے اقسام سے پائی گئی جس کی نگہداشت مین فلاحون نے بہت مشقت اُٹھائی - اور عمدہ ثمرہ سے متمتع ہوے عربون نے اسکا نام قریثا رکھدیا -

(۵۲) **قطیعا** - ایک قسم ہے خرما کی جو مختلف مقامات عرب مین پائی جاتی ہے - صاحب

منتہی الارب فرماتے ہین کہ یا یہ شہریزی ہی کی قسم ہے یا اور کوئی قسم۔ ایک فلاح کا قول ہے کہ خرماے شہریز مین ایک درخت نہایت عمدہ قسم کا تھا جسکے بڑھاپے کی وجہ سے اوسکی شاخون کو کاٹ کر اوسکے بیچے قائم کیے گئے۔ جسکا پھل متغیر ہوا اور عربون نے اُس کا نام قطیعا رکھدیا۔

(۵۳) **قنیقہ**۔ ماسی سورانی کا قول ہے کہ یہ ایک قسم خرما کی ہے جسکا پھل کالا اور بڑی گٹھلی والا اور کم مغز ہوتا ہے اُسکو طبرناباد کے لوگ قنیقہ کہتے ہین لیکن جب یہ پھل سکھا لیا جاتا ہے تو عمدہ اور خوش مزہ ہوجاتا ہے اور اسمین چکٹا وا بھی ہوتا ہے۔ مولف کو لغات عرب مین اسکا مادہ نہین ملا۔ غالباً یہ لفظ کسی دوسری زبان کا ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اس قسم کا تذکرہ فرمایا ہے مگر اسکی وجہ تسمیہ نہین لکھی۔

(۵۴) **گرامی**۔ ایک قسم ہے خرما کی جو باعتبار جسامت تمام اقسام سے قوی ہوتی ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ خرماے فارس یعنی برنی کی ایک بگڑی ہوئی قسم ہے بعض فلاحین کا خیال ہے کہ اسکا نام زبان فارسی مین گرامی رہا ہوگا۔ جسکو عربون نے معرب کرلیا جیسا کہ بر نیک کا نام عربون نے برنی رکھدیا۔ مولف کی راے مین یہ توجیہ صحیح معلوم ہوتی ہے اسلیے کہ گرامی کے معنی فارسی زبان مین عزیز اور بزرگ کے ہین اور اس خرما کی بزرگی اوپر بیان ہوچکی ہے۔

(۵۵) **کوکیش**۔ ایک قسم ہے خرما کی جسکو اہل ہسروانا نے پایا۔ یہ ایک قسم سابری کی سمجھی جاتی ہے۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ کو اس سے اختلاف ہے۔ اُنکی تحقیق مین یہ شہریز کی ایک قسم ہے۔ اسکا پھل زیادہ شیرہ دار اور سیاہ رنگ ہوتا ہے جسکی گٹھلی بہ نسبت سابری کے پتلی اور اسمین اچھی حلاوت ہوتی ہے۔ مولف کو اسکی وجہ تسمیہ کی

حقیقت دریافت نہین ہوی۔

(۵۶) لون - یہ ایک قسم خرما کی ہے جسکا رنگ نہایت سرخ اور خرما کے تمام اقسام سے زیادہ رنگین اور خوبصورت ہوتا ہے۔ عربی زبان مین لون کے معنی رنگ اور صورت اور خرماے بسیار بار کے ہین۔ مصنف منتہی الارب فرماتے ہین کہ لون اُس درخت خرما کا نام ہے جسکا پھل عجوہ ہے اور یہ بھی فرمایا کہ خرما کی ایک خاص قسم کا نام بھی لون ہے۔

(۵۷) ماکولہ - ایک قسم ہے خرما کی۔ زبان عرب مین ماکولہ کے معنی کھائی ہوی چیز کے ہین اور ماکولات سے کھانے کی چیزین مراد ہین۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ برنی کے اقسام سے یہ ایک قسم ہے۔ جسکا استعمال تمام اقسام خرما سے زیادہ ہوتا ہے اور اسکا پھل بہت خوشنما اور نہایت زرد رنگ اور شفاف اور پتلا۔ بسا اوقات اسکے ڈھیلے پن کی وجہ سے اُسکا شیرہ درخت ہی پر بہہ جاتا ہے اور درخت پر صرف گٹھلی رہجاتی ہے۔ مزہ مین نہایت عمدہ مگر کم حلاوت۔ اسکا شیرہ مثل شہد کے جمع کیا جاتا ہے اور دہوپ مین رکھنے سے پگھل کر شہد بنجاتا ہے۔ جاڑون مین کھانے کے لئے اچھا ذخیرہ جمع ہوجاتا ہے اگر جاڑہ مین جنوبی ہوا زیادہ چلتی ہو تو مزہ مین ترشی یا تلخی پیدا ہوجاتی ہے۔ اور اگر فصل بہار کے نصف تک شیرہ باقی رہا تو ترش ہوجاتا ہے اگر گرمی کے موسم تک بچ رہا تو بگڑ جاتا ہے۔ جب شیرہ بگڑنے لگے تو اسمین میٹھا پانی ملاکر دہیمی آنچ مین پکا لیا جاتا ہے۔ اور پھر شیشون مین بھر کر دہوپ مین رکھہ دیا جاتا ہے۔ اور یہ عمدہ سرکہ کا قائم مقام ہے۔ مگر زیادہ عرصہ تک محفوظ نہین رہ سکتا۔ مؤلف کا خیال ہے کہ اسکا نام ماکولہ اس معنی کرکے بھی صحیح ہے کہ درخت پر صرف گٹھلیون کے رہ جانے اور شیرہ کے بہہ جانے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا اسکا پھل کہا لیا گیا۔ غالباً اسی خیال

سے عربون نے اسکا نام ماکول رکھا ہو۔

(۵۸) **محلّوی** - ایک قسم ہے خرما کی۔ برنی کے بگڑے ہوے اقسام سے۔ زبان عرب مین محلّوی کے معنی خوشنما یا شیرین بنائی ہوی چیز کے ہین۔ بدینوجہ کہ یہ قسم باعتبار شیرینی اور اقسام پر فائق ہے ممکن ہے کہ یہی اُسکی وجہ تسمیہ ہو۔

(۵۹) **مُخدّر** - برنی کے بگڑے ہوے اقسام سے ایک قسم مُخدّر ہے۔ بعض فلاحون کا قول ہے کہ عرصہ تک ہم اس قسم کو ایک مستقل قسم خرما کی سمجھتے رہے۔ اسلئے کہ اسمین کسی اور قسم سے کوئی مشابہت ظاہر نہ تھی مگر ایک عرصہ کے بعد محققین نے اُسکو پہچانا اور کہا کہ یہ دراصل برنی ہے اور پھر اُسکا نام مخدّر رکھہ دیا۔ مخدر کے معنی زبان عرب مین پردہ نشین کے ہین گویا کہ برنی اسکے پردہ مین مخفی ہے۔

(۶۰) **مسکی** - یہ ایک قسم ہے برنی کی۔ جسکا رنگ کالا ہوتا ہے اور اسی وجہ سے اسکا نام مسکی ہے۔ زبان عرب مین مشک کو مسک کہتے ہین۔ جسکا رنگ سیاہی مائل ہوتا ہے۔

(۶۱) **مثنیٰ** - ایک قسم ہے کھجور کی جسکا پھل گول ہوتا ہے اور درازی کمتر۔ کہا گیا ہے کہ یہ بھی برنی کی ایک قسم ہے جو برنی سے زیادہ مشابہ ہے اور یہی اسکی وجہ تسمیہ معلوم ہوتی ہے۔

(۶۲) **مُشان** - ایک عمدہ قسم ہے خرما کی جو توابع فارس مین ایک پہاڑ پر پائی گئی۔ جسکا نام مُشان تہا۔ صاحب منتہی الارب نے لکھا ہے کہ اسی قسم کو موشان بھی کہتے ہین۔

(۶۳) **مکتوم** - ایک قسم ہے خرما کی۔ شہریز کے اقسام سے۔ جسمین شہریز کے اکثر خواص موجود ہین اگرچہ بادی النظر مین اسکا رنگ اور قد شہریز سے مغایر ہے مگر اسکی علامات مکتومہ یعنی مخفیہ کیوجہ سے فلاحون نے اسکو شہریز کی ایک قسم قرار دی اور مکتوم نام رکہا۔

(۶۴) مُکَرَّم۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ برنی کے اقسام سے یہ ایک قسم ہے۔ اہل لغت نے لکھا ہے کہ جو زمین نباتات کے لئے صالح ہو اُسکو زبانِ عرب مین مُکَرَّم کہتے ہین۔ کہا ہے کہ یہ قسم ہے تو برنی کی مگر عرب مین برنی سے زیادہ عمدہ ثابت ہوی۔ اور یہ خوبی محض زمین کی صلاحیت کی وجہ سے تھی۔ عربون نے اسکا نام مُکَرَّم رکھدیا بعض فلاحون نے کہا کہ اس قسم مین تغیر بہت کم ہوتا ہے اور اسکے تخم سے اصل سے بہتر پھل حاصل ہوتے ہین۔ چونکہ اکرام کے معنی زبان عرب مین فرزندان کریم آوردن کے ہین۔ اسی خاص صفت کیوجہ سے اسکا نام مُکَرَّم ہوا۔ واللہ اعلم بحقیقہ الحال۔

(۶۵) نخل الزبل۔ یہ برنی کی ایک بگڑی ہوی قسم ہے جسکے درخت کیلئے گوبر کی کھاد زیادہ درکار ہوتی ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ عربون نے اس درخت کا نام اسی وجہ سے نخل الزبل رکھدیا۔

(۶۶) نخل الوان۔ شہریز کے متغیرہ اقسام سے ہے جسکے نر کا سفوف نخلہ کے حمل کیلئے بہت مفید سمجھا جاتا ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اسکا ذکر کیا ہے۔ مصنف منتہی الارب فرماتے ہین کہ عربی زبان مین وآن کے معنی مرد پہن۔ تن کے ہین۔ بدینوجہ کہ اس قسم کے نر کو حمل کیلئے مخصوص کیا ہے۔ ممکن ہے کہ اسکی خوبیون کی وجہ سے بھی نام اس قسم کا رکھدیا گیا ہو۔

(۶۷) وحشی۔ یہ ایک قسم ہے خرما کی۔ جسکی مزید کیفیت مؤلف کو دریافت نہین ہوی۔ غالبا یہ نام بھی کسی فلاح کے نام پر رکھدیا گیا ہو جسنے اس قسم کو پایا ہو۔ بعض فلاحون نے کہا کہ یہ قسم تمام اقسام سے خراب ہے اور کم قیمت۔ اسی وجہ سے اسکا نام وحشی رکھا گیا۔ اسلئے کہ وحش کے معنی زبان عرب مین جنگل اور زبون اور خراب کے ہین۔

(۶۸) **ونسال**۔ ایک قسم ہے خرما کی جسکی نسبت ابن سورانی کا قول ہے کہ یہ قسم اپنی اصلی حالت پر قائم ہے۔ یعنی اُن چار اقسام کی کوئی علامت اسمین نہین پائی جاتی۔ جنکا بیان اس باب کے ابتدا مین گزرا۔ پھر فرماتے ہین کہ شاید انھین اقسام مین ہو۔ ممکن ہے کہ بے انتہا تغیر کی وجہ سے یہ کیفیت پیدا ہوئی ہو۔ یہ نام زبان عرب کا ہے اور نہ فارسی کا۔ غالباً کسدانی زبان کا کوئی لفظ ہو۔

(۶۹) **ہارونی**۔ ایک قسم ہے خرما کی۔ برنی کے بگڑے ہوئے اقسام سے۔ جسکو ایک فلاح ہارون نام نے پایا۔

(۷۰) **ہیروت**۔ ایک قسم ہے خرما کی۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین۔ کہ اس قسم کا پھل ہمیشہ دراز ہوتا ہے۔ بعضون نے اسکو بغیر یا کے ہروت کہا ہے جسکے لغوی معنی زبان عرب مین کشادگی کے ہین۔ ساحرین کا قول ہے کہ اس درخت سے جادو اور اُسکا علاج متعدد طریقون سے کیا جاتا ہے۔ اہل بابل اس سے خوب واقف ہین۔ مولف کہتا ہے کہ کاش اسکا نام ہاروت ہوتا۔

(۷۱) **ہیرون**۔ ایک قسم ہے خرما کی جسکا پتا منتہی الارب سے چلتا ہے لیکن بعض فلاحون کا بیان ہے کہ ہیرون اُسی خرما کو کہتے ہین جسکا نام ہارونی ہے۔

(۷۲)۔ **یاسانی**۔ ایک قسم ہے خرما کی۔ بقول صاحب فلاحتہ النبطیہ اسکا پھل اکثر گول ہوتا ہے۔ اور درازی کمتر۔ مؤلف نے اسکی وجہ تسمیہ کی دریافت مین بہت کچھ کوشش کی مگر بجز یاس کے اور کچھ نہ ملا اور ظاہر ہے کہ مختلف السنہ اور مختلف واقعات کے اعتبار سے ایسے نامون کی وجہ تسمیہ دریافت کرنے مین آسانی نہ تھی۔

مؤلف نے جتنی قسمون کے نام اوپر ذکر کیے ہین قریب قریب وہی اقسام اور ملکون مین مقامی زبان کے اعتبار سے مختلف نامون سے مشہور ہین یا مختلف اعتبارات سے اُنکے نام قائم

ہوے ہین۔ بصرہ۔ دشتی۔ ساحل عمان الحسی۔ کتف۔ بحرین۔ مناب۔ بندر عباس۔ مثنا ملات
ملتان۔ سندہ مین خرما کے نام اکثر فارسی زبان اور ترکیب سے وضع ہوے ہین۔ جنمین
سے بعض کی وجہ تسمیہ کا پتا بعض تصانیف سے لگتا ہے اور بعض کے نسبت سکوت ہوا ہے
اگرچہ ان مقامات کے اقسام کا انحصار بھی قریب قریب ناممکن کے ہے۔ لیکن تاہم چند
ناموں کا تذکرہ اس موقع پر خالی از دلچسپی نہو گا۔

ڈاکٹر بوناویا لکھتے ہین کہ لکھنؤ والون نے اپنے پاس اقسام خرما کو تین اقسام پر منقسم
کر دیا ہے۔ (۱) اچھا۔ (۲) بہت اچھا۔ (۳) مزہ دار۔ مؤلف کہتا ہے کہ اس تقسیم مین بے جا
اختصار سے کام لیا گیا ہے۔ اُسکے لحاظ سے ایک چوتھی قسم خراب یا معمولی کے نام سے
قائم ہونی مناسب تھی۔

وہ اقسام جنکے نام اکثر فارسی زبان اور فارسی ترکیب پر پائے گئے اُن کو ردیف کی
پابندی کے ساتھ مین ذیل مین عرض کرتا ہون:-

(۱) **آب دندان**۔ اسکا استعمال زبان فارسی مین متعدد معنون سے پایا گیا ہے۔
(۱) میوہ امرود۔ (۲) قسم انار۔ (۳) قسم حلوا۔ (۴) مضبوط۔ (۵) موافق۔ (۶) صفائی دندان۔
غالباً انہین معنون کے لحاظ سے فارسیون نے خرما کی کسی خاص قسم کو اُسکی کسی خاص صفت
کے لحاظ سے یہ نام رکھا ہو۔ بعض اہل تصانیف نے لکھا ہے کہ چمکتے ہوے خرما کو فارسیون
نے آب دندان کہا۔

(۲) **ابو ترنجہ**۔ ڈاکٹر بوناویا کہتے ہین کہ اُنکی تحقیق مین یہ ایک قبیلہ کا نام ہے جسکے
لوگ بہت سرخ و سپید تھے۔ سرخ خرما کی ایک قسم کا فارسیون نے یہ نام رکھا۔ مؤلف کا
خیال ہے کہ کیا عجب ہے کہ اس قسم کو اسی قبیلہ سے کسی شخص نے پایا ہو۔ اور یہ قسم اسی

قبیلہ سے نام زد ہوی ہو۔

(۳) **اصغر**۔ یہ خرما کی ایک قسم کا نام ہے جسکے پھل بہت چھوٹے ہوتے ہین۔ ڈاکٹر بونا ویا کا بھی یہی خیال ہے۔ میرے ایک مدنی دوست نے کہا کہ عرب مین خرما کے اُن دانون کو اصغر کہتے ہین جو بلح کی حالت مین جھڑ جاتے ہین۔ جنکو تاجران عرب تسبیحون کی شکل مین پرو کر فروخت کرتے ہین۔ اگرچہ انکے مزہ مین خفیف سا کسیلا پن ہوتا ہے مگر نہایت خوش ذائقہ اور مرغوب الطبع ہوتے ہین۔

(۴) **بَراہی**۔ ڈاکٹر بونا ویا نے اس قسم کا تذکرہ فرمایا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔ مؤلف کہتا ہے کہ براہ کے معنی زبان فارسی مین خوب اور نیکو کے ہین کچھ عجب نہین ہے کہ اہل فارس نے خرما کی کسی قسم کو اُسکی خوبی کیوجہ سے براہی سے نام زد کیا ہو۔

(۵) **بیرمی**۔ خرما کی ایک خاص قسم ہے جسکے ریشہ سے ایک کپڑا بنا جاتا ہے۔ جسکو بیرم اور پارچہ ریسمانی بھی کہتے ہین۔ اُسی درخت کے خرما کا نام بیرمی ہے۔ ڈاکٹر بونا ویا نے اسکی وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔

(۶) **چپان**۔ اس قسم کا ذکر ڈاکٹر بونا ویا نے اپنی تصنیف مین کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔ ممکن ہے کہ اس نام کا کوئی موضع ہو یا کوئی فلاح جس نے اس قسم کو پایا اور اُسی نام سے یہ قسم مشہور ہوی ہو۔

(۷) **چہل گزی**۔ ڈاکٹر بونا ویا کہتے ہین کہ اس قسم کا درخت چالیس گز کا تہا۔ مگر غالباً یہ گز ۳ فیٹ کا نہوگا۔ مؤلف کو اُنکی راے سے اتفاق ہے اسلئے کہ فلاحان عرب اور عالمان علم فلاحت اور صاحبان تصانیف کا اسپر اتفاق ہے کہ درخت خرما کا قد ۹۰ فیٹ سے زیادہ نہین ہوتا۔ گزون کے اقسام سے جنکا استعمال زمانہ سلف مین تہا اور بعض ممالک مین اسوقت

بھی رائج ہین۔ بعض گز ایسے ہین جنکا طول ۳ فیٹ سے بہت کم ہے۔ پس جن لوگون نے یہ نام رکھا ہو اُنکے زمانہ مین کسی ایسے گز کا رواج ہوگا جسکا طول ۳ فیٹ سے کم تھا۔

(۸) حلو۔ یا۔ حلاوی۔ غالباً یہ وہی قسم ہے جسکا ذکر مؤلف نے اسی باب کے حصہ ماضیہ مین نمبر ۲۳ و ۲۴ مین حلایہ یا حلوہ کے نام سے کیا ہے۔

(۹) حمرانی۔ ڈاکٹر بوناویا کا قول ہے کہ اہل فارس اور بصرہ سُرخ خرما کو حمرانی کہتے ہین۔ مؤلف کو وجہ تسمیہ سے اتفاق ہے لیکن اسکا نام مؤلف نے اہل بصرہ سے حمرائی سُنا ہے کتابت کی غلطی کی وجہ سے حمرانی سمجھا گیا ہوگا۔

(۱۰) خاتون شہابی۔ ڈاکٹر بوناویا نے اسکا ترجمہ سُرخ بیگم صاحب لکھا ہے۔ وہ فرماتے ہین کہ غالباً پھل کے نہایت چمکتے ہوے سُرخ ہونے کی وجہ سے یہ نام رکھا گیا۔ مین خیال کرتا ہون کہ سُرخ رنگ خرما کو یہ نام اہل فارس نے بیشک دیا ہوگا۔ اسلئے کہ زبان فارسی مین ایسے اصطلاحی نام کثرت سے پائے گئے ہین جیسے خاتون جہان اور خاتون دنیا اور خاتونِ فلک آفتاب کیلئے اور خاتونِ خم شراب ناب کیلئے۔ خاتون عرب و خاتون کائنات مکہ معظمہ اور حضرت خدیجۃ الکبری علیہا التحیۃ والسلام کیلئے۔

(۱۱) خارو۔ ڈاکٹر بوناویا کا قول ہے کہ جس درخت خرما کے پتون مین خار زیادہ ہوتے ہین غالباً اُسکا خرما خارو سے مشہور ہے۔ میری تحقیق مین اس لفظ کا صحیح املا خارکو ہے۔ اور یہ ایک قسم ہے خرما کی جس کے درخت کے کانٹے بہت چھوٹے ہوتے ہین۔

(۱۲) خانیزی۔ ایک قسم ہے خرماے فارس کی جو قبیلہ خانیزی کے نام سے مشہور ہے۔ شاید اسی قبیلہ نے اس قسم کو پایا ہو۔ ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا تذکرہ فرمایا ہے۔

(۱۳) خرک گوتو۔ ڈاکٹر بوناویا نے اس قسم کو بیان کرتے ہوے فرمایا ہے کہ خرک گوتو

سے بڑا قد مراد ہے شاید اس قسم خرما کا درخت قد آور ہوتا ہو۔ لیکن میری تحقیق اسکے برخلاف ہے۔ خرک مخفف ہی خارک کا۔ خارک ایک قسم ہے خرمائے خشک کی جو بلاد فارس مین پیدا ہوتی ہے جسکا پھل دراز نہین ہوتا۔ فارسیون نے اسکا نام خرک کوتہ رکھا ہے۔ مولف خیال کرتا ہے کہ اسی کو سوقی زبان مین خرگ گوتو کہتے ہون۔ اس نام کے کسی لفظ کے مرادی معنی بھی درازی قد کے نہین ہین۔

(۱۴) **خمری**۔ ایک قسم ہے خرما کی جس سے عمدہ شراب تیار ہوتی ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔ اسکا استعمال بصرہ اور مصر مین زیادہ ہے۔

(۱۵) **خودروی**۔ اسی قسم کو دشتی بھی کہتے ہین خرما کی ایک ادنی قسم ہے۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ غالبًا یہ قسم بغیر بونے کے خود بخود اُگی ہے۔ زبان فارسی مین خودروی ایک اصطلاحی لفظ ہے جسکے معنی بقول مصنف بحر عجم چیزیکہ از خود رستہ باشد عمومًا۔

(۱۶) **خوشہ خرک**۔ ڈاکٹر بوناویا کہتے ہین کہ اسکے معنی بہت بڑی ڈالی کے ہین۔ مولف کہتا ہے کہ یہ مشہور قسم ہے خرمائے فارس کی۔ جسکے دانے بہت زبردست ہوتے ہین۔ خرک مخفف خارک ایک قسم ہے خرمائے خشک کی۔ اہل زبان نے اس قسم کو اسکی کلانیت کی وجہ سے مبالغتہً خوشہ خرک سے نامزد کیا۔ جسکا یہ مطلب ہی کہ اس قسم کا ایک خرما گویا مساوی ہے خرک کے ایک خوشہ کے۔

(۱۷) **دِنگ سفید**۔ ڈاکٹر بوناویا نے اسکو چمکتی ہوی سپید قسم کہا ہے۔ مولف کہتا ہے کہ چمکنے کے معنی ان الفاظ سے نہین پیدا ہوتے۔ اس قسم کو دیکھنے سے البتہ اس نام کی مناسبت معلوم ہوتی ہے۔ یہ ایک معمولی درجہ کا خرما ہے جسکی زردی سپیدی لئے ہوے موی رنگ سے مشابہ ہے۔ اسکا کوئی حصہ پتلا نہین ہے بلکہ سر سے پاؤن تک ایک جسم۔

فلاحان فارس کا بیان ہے کہ اسکے درخت کا تنہ بھی مخصوص ہے جو نیچے سے اوپر تک بالکل ٹھوس اور یکسان ہوتا ہے۔ زبان فارسی مین دِنگ موسل کو کہتے ہین جس سے دہان کوٹے جاتے ہین۔ پس فارسیون نے اس خرما کا نام اسی وجہ سے دِنگ سفید رکھدیا۔

(۱۸) دَہری - ڈاکٹر بوناویا نے بھی اپنی بیش بہا تالیفات مین اسکا تذکرہ فرمایا ہے اور لکھا ہے کہ یہ قسم دنیا بھر مین ہر جگہ اُگ سکتی ہے اسی سے اسکا نام دَہری ہوا۔ مؤلف کہتا ہے کہ دَہر کے معنی زمانہ کے ہین اور دَہری بمعنی لامذہب۔ بدینوجہ کہ اس قسم مین مختلف علامتین اقسام اربعہ کی نہین پائی جاتی ہین فارسیون نے اسکا نام دَہری رکھ دیا۔ بعضون کا قول ہے کہ اس قسم کیلئے کوئی وقت اور موسم مقرر نہین ہے۔ وقت بیوقت اسکا درخت بارآور ہوتا ہے بعض کی راے ہے کہ اسکا تلفظ ضم اول کے سات دُہری ہے جس کے معنی سال خوردہ کے ہین بدینوجہ کہ اسکا درخت باوجود سال خوردہ ہونے کے پھل دیتا ہے اسلئے اہلِ فارس نے اس پھل کا نام دُہری رکھدیا۔

(۱۹) زَرَک ایک قسم ہے خرماے فارس کی۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ یہ پھل چمکتا ہوا مثل آئینہ کے سطح رکھنے والا ہے اسلئے اسکا نام زرک ہوا۔ زبان فارسی مین زَرک کے معنی افشان کے ہین۔ اور زبان عرب مین ذرۃ بمعنی چمکنے والی چھوٹی چیز۔

(۲۰) رش۔ ایک خاص قسم ہے خرماے فارس کی جو گاودم ہوتی ہے یعنی اُسکے دونون سرے مساوی نہین ہوتے۔ مصنف بہار عجم فرماتے ہین کہ رش مخفف ہے ارش کا ارش سے ہاتھ کا وہ حصہ مراد ہے جو کہنی سے پہونچے تک گاؤدم ہوتا ہے اور ایک قسم ہے خرما کی جو سیاہ رنگ اور بالیدہ ہوتی ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے اسکا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔

(۲۱) رکاب - ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ اسکے درخت کے پتون کا خم مثل رکاب کے ہوتا ہے اور غالباً یہی اُسکی وجہ تسمیہ ہے - مؤلف کہتا ہے کہ زبان فارسی مین رکاب کے معنی پیالۂ دراز کے ہین جسمین رقیق چیزون کا استعمال ہوتا ہے جیسے شربت اور شراب اور شیرۂ انگور و شیرۂ خرما وغیرہ - معلوم ایسا ہوتا ہے یہ قسم بہت شیرہ دار ہے اسلئے اوسکو فارسیون نے بمشابہت پیالۂ دراز - رکاب کہا -

(۲۲) زاہدی - ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ یہ قسم ولی کیطرح ہے غالباً یہی وجہ ہے ہر حالت مین اچھی ہوتی ہے - مؤلف کہتا ہے کہ اس قسم کو فلاحان فارس کے زاہدی سے نامزد کرنے کی معقول وجوہ ہین کہا جاتا ہے کہ یہ قسم تمام اقسام مین بہت سخت جان ہے - اسپر موسم کا اثر بہت کم ہوتا ہے پانی کی احتیاج زیادہ نہین ہوتی - کھاد سے بے پرواہے مصنوعی طریقہ پر نر کا سفوف پہونچانے کی ضرورت اسکے لئے بہت کم ہوتی ہے - چونکہ اسکا درخت تمام اقسام خرما مین زیادہ بلند بالا ہوتا ہے - قدرتی ہوا اور کیڑون کی امداد سے اسمین ہمیشہ کثرت سے بار آتا ہے - اسکا درخت اگرچہ بظاہر شاداب اور سرسبز نہین معلوم ہوتا مگر اُسکے ثمرہ کی مقدار مین کمی نہین ہوتی - پھل کا رنگ خاکی اور نامرغوب ہوتا ہے - لیکن اُسکی حلاوت اور شیرینی اعلی درجہ کی ہوتی ہے - بدینوجہ کہ زاہد کے معنی رغبت اور خواہشات دنیوی اور مال وجاہ اور ناموس سے بے تعلق رہنے کے ہین لہذا فلاحان فارس نے اس قسم کا نام زاہدی رکھا -

(۲۳) زین الدینی - اس قسم کی وجہ تسمیہ کی نسبت تفصیلی حالات معلوم نہو سکے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کا پانے والا یا اس قسم کو پسند کرنے والا زین الدین نام تھا - جسطرح والا جاہ پسند ایک قسم ہے آم کی اسیطرح زین الدینی ایک قسم ہے خرمائے فارس کی -

ڈاکٹر بوناویا نے اسکا ذکر کیا ہے مگر وجہ تسمیہ کے بیان سے سکوت فرمایا ہے۔

(۲۴) **سامران**۔ کسی محقق کی تصنیف سے اسکی وجہ تسمیہ کا پتا نہین چلا۔ مگر بعض فلاحان عرب کہتے ہین کہ اگرچہ یہ قسم عرب مین شاذ و نادر مقامات پر ہے اور خلیج فارس مین بکثرت پائی جاتی ہے لیکن فلاحان عرب جو ضعیف الاعتقاد ہین اسکی حرمت کرتے ہین اُنکا خیال ہے کہ جس گھر مین سامران کا درخت ہوتا ہے اُسکے باشندون پر سحر کا اثر نہین ہوتا اور وہ سمجھتے ہین کہ کسی جادوگر نے اس قسم پر اپنے جادو کی وجہ سے یہ اثر پھیلا دیا ہے مصنف فلاحتہ النبطیہ نے کھجور کے متعلق اگرچہ ساحرین کے خیالات اور اُنکے اعمال کا بہت کچھ ذکر کیا ہے۔ لیکن سامران کی قسم سے سکوت کیا ہے بدینوجہ کہ اُن کو اعمال سحر سے تنفر تہا اور اُن کو بیان کرتے ہوے ہر مقام پر اظہار تنفر کیا ہے۔ بناءً علیہ ممکن ہے کہ دانستہ اسکو ترک کیا ہو۔ موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ مین سامری نام ایک ساحر گزرا ہے جسکے کارنامون کی تصویر گوسالہ سامری کے واقعات سے صفحات تاریخ پر موجود ہے ممکن ہے کہ اُسی کے نام یا اُسی کے زمانہ سے اس قسم کی ابتدا ہوی ہو۔

(۲۵) **سرخ وَن**۔ ڈاکٹر بوناویا نے اسکا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے۔ یہ چمکیتا ہوا سرخ پہل ہے۔ وَن ایک میوہ خاص کا نام ہے جسکو عربی مین جنتہ الخضرا کہتے ہین جو نہایت پُرمغز ہوتا ہے اور اہل فارس اسکو بہت قیمتی خیال کرتے ہین بدینوجہ کہ خرما کی یہ قسم اعلےٰ اقسام سے اور پُرمغز ہوتی ہے اور اسکا رنگ سرخ ہوتا ہے۔ اہل فارس نے اسکا نام سرخ وَن رکھدیا۔ وَن کے معنی صاف اور بیغش کے بھی آے ہین۔ غالبًا انہین معنون مین ڈاکٹر بوناویا نے اسکو چمکیتا ہوا سرخ پہل کہا ہے۔

(۲۶) **سرلیشی**۔ ڈاکٹر بوناویا نے لکھا ہے کہ غالبًا رس کی زیادتی کیوجہ سے اس قسم کا نام

سریشی رکھا گیا ہو۔ مؤلف کہتا ہے کہ نہین اس قسم مین چکٹا واز یادہ ہوگا مصنف فلاحتہ النبطیہ نے اکثر مقامات پر ذکر کیا ہے کہ رطب کیلئے چکٹا وا ایک خاص صفت ہی بدینوجہ کہ سریشں اپنے چکٹا وے مین مشہور ہے فارسیون نے اس قسم کا نام چکٹا وے کی کثرت کی وجہ سے سریشی رکھدیا۔

(۲۷) سُلّانی۔ ڈاکٹر بوناویا نے اس قسم کا ذکر کیا ہے مگر اسکی وجہ تسمیہ کے بیان سے سکوت فرمایا ہے۔ سُلّا بالضم وتشدید لام خار خرما کو کہتے ہین بدینوجہ کہ اس قسم کا درخت نہایت خاردار مشہور ہے۔ اہل بصرہ نے اس قسم کا نام سُلّانی رکھدیا۔

(۲۸) سیر۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ یہ عام قسم ہے جو ہر جگہ موجود ہے۔ میرا خیال ہے کہ فارسی زبان مین سیر نقیض ہے گرسنہ کی بدینوجہ کہ یہ قسم خلیج فارس کے اکثر مقامات پر عام اور غربا کی غذا ہے لہٰذا اہل فارس نے اسکا نام سیر رکھا یعنی غربا اسکی غذا سے سیر رہتے ہین اور بھوکے نہین رہتے۔

(۲۹) سی سی۔ ایک مشہور قسم خرمائے فارس کی ہے جو شہر سی سی مین پائی گئی اور اُسی کے نام سے مشہور ہوی ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

(۳۰) شاہونی۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ یہ بادشاہون کے دسترخوان کے قابل ہے اسی وجہ سے اسکا نام شاہونی ہوا۔ میرا خیال ہے کہ اسکا صحیح لفظ شاہانی ہوگا۔ زبان کے لب ولہجہ مین شاہونی کہا جاتا ہے۔

(۳۱) شکر۔ شکری۔ یہ دونون اُس خرما کے اقسام ہین جنمین شکر زیادہ ہے۔

(۳۲) شیخ علی } یہ دونون اقسام دو قبیلون کے نام سے مشہور ہین جنکو ان اقسام
(۳۳) شیخ کمالی } سے زیادہ رغبت رہی ہو یا انہین قبیلون کے افراد نے ان اقسام

کو پایا ہو

(۳۴) شہری ۔ یہ وہی قسم ہے جسکو مولف نے اقسام اول الذکر کے نمبر (۲۹) مین بیان کیا ہے جسکا نام شہریز ہے ۔

(۳۵) شیرینی ۔ ایک قسم ہے کہجور کی جسکو اہل فارس نے مٹھائی سے نامزد کیا ہے ۔ اسلئے کہ اُسکی حلاوت اور مٹھاس اعلے درجہ کی ہے ۔ ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا ذکر کیا ہے ۔

(۳۶) علی مہتاری ۔ ڈاکٹر بوناویا لکہتے ہین کہ یہ قسم ایک قبیلہ کے نام سے مشہور ہے ۔

(۳۷) فرد ۔ یہ ایک قسم ہے خرمائے فارس کی ۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ یہ نام غالبًا اسوجہ سے ہوا ہو کہ ہر ایک ڈالی مین ایک ایک خرما لگتا ہو ۔ مولف کہتا ہے کہ غالبًا ایسا نہوگا فرد کا لفظ یکتا کے معنی مین مستعمل ہے ۔ بعض خوبیون مین اس قسم کا درجہ عام اقسام سے اعلی ہوگا اسلئے اسکا نام فرد رکھدیا گیا ۔

(۳۸) فرسی ۔ اس قسم کا پتا اگرچہ بعض کتب سے چلتا ہے مگر وجہ تسمیہ کی صراحت کسی نے نہین کی ۔ صرف اسقدر کہا گیا ہے کہ یہ ادنے قسم کا خرما ہے جسمین یا تو بیج نہین ہوتا ۔ اور اگر ہوتا ہے تو بالکل نرم ۔ فارسیون نے اسکو نرم استخوان بھی کہا ہے ۔ اہل فارس اکثر اسکو گھوڑون کے راتب مین شریک کرتے ہین ۔

(۳۹) قندی ۔ یہ وہی قسم ہے جسکا نام اسی باب کے حصہ اول مین نمبر ۴۵ پر بیان ہوا ہے

(۴۰) قیدی ۔ یہ وہی قسم ماکولہ ہے جسکو اس باب کے گزشتہ حصہ مین مولف نے نمبر (۵۷) پر بیان کیا ہے ۔ اہل فارس اس خرما کے خوشون پر تیاری کے زمانہ مین ٹین کے ڈبے باندہ دیتے ہین تاکہ اُسکا شیرہ بہہ نہ جاے ۔ سوقی بول چال مین اسکو قیدی کہتے ہین لیکن ممیز لوگ اسکو ماکولہ کہتے ہین ۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ

غالباً قیدی اُن چھوٹے چھوٹے پتون کیوجہ سے کہا گیا ہوگا جو اطراف مین ہوتے ہین۔

(۴۱) **کبکب**۔ ایک قسم ہے خرما کی جو رطب ہونے سے پہلے درخت پر خشک ہوجاتی ہے اور ہوا مین خوشۂ خرما سے کھڑکھڑاہٹ کی آواز آتی ہے۔ فارسیون نے اس قسم کا نام کبکبہ رکھا اور عام لوگون نے کبکب کہا۔ کبکبہ زبان فارسی مین متعدد گھوڑون یا اونٹون کے پاؤن کی آواز کو کہتے ہین۔ ڈاکٹر بوناویا نے اس قسم کا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے سکوت فرمایا ہے۔

(۴۲) **کسب**۔ اگرچہ سوقی زبان مین یہی نام مشہور ہے اور بعض اہل تصانیف نے بھی اسکا ذکر کیا ہے لیکن درحقیقت یہ وہی قسم ہے جسکا نام عربون نے قسب رکھا ہے قسب درحقیقت خرما کی کوئی قسم نہین ہے بلکہ ہر قسم کا خرما جب اسقدر خشک ہوجاتا ہے کہ مُنہ مین چبانے سے ریزہ ریزہ ہوجاے اُسکو زبان عرب مین قسب کہتے ہین۔ بعضون نے قسب کو ایک خاص قسم خرماے خشک کی بیان کیا ہے جو درخت پر خشک ہوجاتا ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے کسب اور قسب دونون کو دو جدا اقسام قرار دیا ہے لیکن دونون کی وجہ تسمیہ سے ساکت ہین۔ صاحب غیاث اللغات فرماتے ہین کہ کُسب بالضم کنجارہ روغن جس سے کھلی مراد ہے اور ظاہر ہے کہ کھلی مین کوئی حصہ رطوبت کا باقی نہین رہتا۔ چبانے سے ریزہ ریزہ ہوجاتی ہے پس خشک خرما یا قسم خرماے خشک کو اسی مناسبت سے کُسب کہنا بھی غیر صحیح نہین ہے۔

(۴۳) **کلک سرخ**۔ ایک نازک خرما کا نام ہے جو بہت باریک اور سرخ شوخ رنگ ہوتا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فارسیون نے اس پھل کی باریکی اور نزاکت اور سرخی کی وجہ سے اسکو کلک سرخ سے نامزد کیا۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ غالباً سرخ ڈالی کیوجہ سے یہ نام رکھا ہو

(۴۴) **گنتار**۔ ایک قسم ہے خرماے فارس کی جو سیاہ رنگ اور گول ہوتا ہے۔ ڈاکٹر بوناویا

نے اسکا ذکر کیا ہے اور اسکی وجہ تسمیہ کے بیان سے سکوت فرمایا ہے۔ فارسی زبان مین
گُن مخفف ہے گُند کا جسکے معنی خایہ کے ہین اور تار بمعنی تیرہ جس سے سیاہ فام مراد ہے پس
گُن تار کے لفظی معنی خایہ سیاہ کے ہین۔ جس زبان نے انگور سیاہ کا نام خایہ غلامان رکھا ہے
اسکے نزدیک سیاہ اور گول کھجور کو گُنتار سے موسوم کرنا کچھ مشکل نہین ہے۔

(۴۵) **لولوئی**۔ ایک قسم ہے خرما کی جسکے پھل چھوٹے اور گول ہوتے ہین۔ مؤلف کی
تحقیق مین لولوئی بفتح ہر دو لام ایک ادنے قسم ہے خرماے فارس کی جو بدمزہ ہوتی ہے
اور مویشی کو کھلائی جاتی ہے۔ زبان فارسی مین لَولَو کے معنی بدمزہ اور بے نمک کے ہین۔

(۴۶) **مخشیب**۔ یہ ایک ادنے قسم خرماے بصرہ کی ہے جسکا پھل چھوٹا اور خشک ہوتا ہے
جسمین رطوبت اور شکر بہت کم ہوتی ہے۔ خشب کے معنی زبان عربی مین ہیزم خشک کے
ہین بعضون نے اس قسم کو مخشب لکھا ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے یا کے ساتھ مخشیب فرمایا ہے
مگر وجہ تسمیہ سے سکوت کیا ہے۔

(۴۷) **مُردہ سنگ**۔ بقول ڈاکٹر بوناویا یہ بے گٹھلی یا چھوٹی گٹھلی کا خرما ہے جو بدمزہ
ہوتا ہے۔ لیکن مؤلف کہتا ہے کہ چھوٹی گٹھلی کا خرما نہایت عمدہ قسم کا سمجھا جاتا ہے۔ مُردہ سنگ
کے نام سے یہ بات ظاہر ہے کہ یہ یا تو بے گٹھلی کا خرما ہوگا یا نرم گٹھلی کا۔ زبان فارسی
مین سنگ کے معنی گرانی کے ہین۔ بدینوجہ کہ اس خرما کی گرانی فوت ہو چکی ہے اوس کو
فارسیون نے مُردہ سنگ سے نامزد کیا۔

(۴۸) **مرزبان**۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ مرزبان کے معنی محافظ شہر کے ہین غالباً
اس قسم کا درخت بلند اور فصیل شہر سے اونچا ہوگا اسلئے اسکا نام مرزبان ہے۔ مؤلف
کہتا ہے کہ غالباً یہ نام اُسی خرما کا ہے جو خلاص سے مشہور ہے جسکو محققین نے خرما کا بادشاہ

کہا ہے اسی باب کے حصہ اول نمبر (۳۰) مین ہمنے اُسکا ذکر کیا ہے۔

(۴۹) **مُرَنّج** - ایک قسم ہے خرماے بصرہ کی۔ ترنیج کے معنی عربی زبان مین کم دینے کے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ اس قسم کا درخت زیادہ بار آور نہین ہوتا یعنی اُسکا ثمرہ کم مقدار مین ہوتا ہے اسلئے اسکا نام مُرَنّج ہوا۔ ڈاکٹر بونا ویا نے اسکو بلا تشدید نون مرنج کہا ہے۔ مگر وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے۔

(۵۰) **مُسلّا** - ایک قسم ہے خرماے بصرہ کی جو مُفرّح ہے اور اس سے عمدہ قسم کی شراب بھی بنائی جاتی ہے۔ زبان عرب مین مُسلّا کے معنی خوش اور بیغم کے ہین پس کچھ عجب نہین ہے کہ اسی سرور اور فرحت کی وجہ سے جو اس پھل کے استعمال سے حاصل ہوتی ہے۔ اہل بصرہ نے اسکا نام مُسلّا رکھدیا ہو۔ ڈاکٹر بونا ویا نے اس قسم کا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ کے بیان سے سکوت فرمایا ہے۔

(۵۱) **مُصلّی** - ایک قسم ہے خرماے بصرہ کی۔ عربی زبان مین مُصلّی کے معنی نماز گزار اور اُس گھوڑے کے ہین جو شرط دوڑنے مین دوم درجہ رکھتا ہو۔ اعلی اقسام مین غالبًا اس کا درجہ دوسرا ہوگا اور انہین معنون مین اسکا نام مُصلّی رکھا گیا ہوگا۔ ڈاکٹر بونا ویا نے اسکا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ کے نسبت اپنی لاعلمی کا اعتراف کیا ہے۔ بقول بعض اسکا بار بہت جلد آتا ہے۔

(۵۲) **ملک سرخ** - ایک قسم ہے خرماے بصرہ کی۔ عربی زبان مین مَلک بالفتح آبخورے کے ہین جس سے پانی کا ظرف مراد ہے بدینوجہ کہ اس قسم مین شیرہ سُرخ بکثرت ہوتا ہے لہذا اہل فارس نے اسکا نام مَلک سرخ رکھدیا۔ ڈاکٹر بونا ویا نے لکھا ہے کہ اسکے معنی فرشتہ سرخ کے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ غالبًا اس کھجور کو خامی مین سرخ ہونے کی وجہ سے مَلک سرخ کہا گیا ہوگا۔ مؤلف کو اس راے سے اتفاق نہین ہے۔

(۵۳) مِندَل - ایک قسم ہے خرما کی جو گولائی لئے ہوئے ہوئی ہے - عربی زبان مین
نَدَل کے معنی منتقل کرنے اور اڑا لیجانے کے ہین - فلاحون کا قول ہے کہ یہ قسم بارآوری
مین مصنوعی حمل کی زیادہ محتاج نہین رہتی یعنی قدرتی طور پر ہوا کی مدد سے اسکا درخت خوب
بارآور ہوتا ہے گویا اسکے طلع کی قوت جاذبہ ہوا سے سفوف کو بکثرت اُڑا لیتی ہے - غالباً
انہین معنون مین اسکو فارسیون نے مِندل کہا ہو - اگر اسکا تلفظ فتح میم کے ساتھ مانا جاے
جیساکہ ڈاکٹر بوناویا نے لکھا تو مَندل ایک شہر کا نام ہے جسکا تذکرہ مصنف صحاح جوہری نے
کیا ہے ممکن ہے کہ یہ قسم اُسی شہر سے پھیلی ہو لیکن ڈاکٹر بوناویا نے وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی
ظاہر کی ہے -

(۵۴) مِثالی - ایک قسم ہے خرماے بصرہ کی جسکے پھل بہت مضبوط ہوتے ہین اور خوشہ
سے کم گرتے ہین - عربی زبان مین اثل کے معنی استوار اور مضبوط کے ہین غالباً اسی مادہ سے
اس قسم کا نام مِثالی رکھدیا گیا ہو - ڈاکٹر بوناویا نے اسکا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے لاعلمی
ظاہر کی ہے -

(۵۵) نغل - ایک قسم ہے خرماے بصرہ کی جسکی وجہ تسمیہ سے ڈاکٹر بوناویا نے اپنی لاعلمی
ظاہر کی ہے - نغل کے معنی عربی زبان مین پسر زنا کے ہین - مؤلف خیال کرتا ہے کہ جس نخلہ کا حمل
سفوف فحل کے سوا کسی اور چیز سے قرار پایا ہو جسکا بیان ہمنے باب حمل مین کیا ہے - غالباً
اُسی کے پھل کو اہل بصرہ نے نغل کہا ہوگا یہ ادنے درجہ کا خرما ہے جو مویشیون کو کھلایا جاتا ہے -

(۵۶) نیر الدینی - یہ نام غالباً عام لوگون کے استعمال کی وجہ سے جنکو وجہ تسمیہ سے
واقفیت نہین تھی بگڑا ہوا معلوم ہوتا ہے غالباً اسکا صحیح املا نورالدینی ہو - یعنی نورالدین
کی پائی یا پسند کی ہوی قسم ہو - جسطرح علی مہتاری اور زین الدینی کی قسم ہے اُسی طرح

نور الدہنی کی بھی ایک قسم ہے - ڈاکٹر بوناویا نے اس قسم کو بیان کر کے وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے - میرے ایک فاضل دوست نے کہا کہ اگر اس خرما مین چکپٹا وا اور چکنائی زیادہ ہو تو نیر الدُہنی اسکا نام بہت موضوع ہے اسلئے کہ زبان عربی مین نیر کے معنی نئے کے ہین اور دُہن بمعنی چکنائی - پس کسی ایسی قسم خرما کو جسمین دُہنیت ہو نیر دُہنی سے نام زد کرنا صحیح ہے -

(۵۷) **ہلالی** - ایک قسم ہے خرما کی جو کسی قدر ٹیڑھا ہوتا ہے یعنی مشابہ بہ ہلال - غالباً یہ وہی قسم ہے جسکو عربون نے توالی کہا ہے جسکو مؤلف نے اسی باب کے پہلے حصہ نمبر (۱۳۱) مین بیان کیا ہے - ڈاکٹر بوناویا نے اسکا ذکر کیا ہے لیکن وجہ تسمیہ سے اپنی لاعلمی ظاہر کی ہے -

(۴) درخت خرما کے مختلف نام

زبان عرب مین درخت خرما کے بعض مخصوص نام ہین جنکو اقسام خرما سے کچھ تعلق نہین ہے - مؤلف نے اس موقع پر اُن کو بیان کر دینا اسلئے مناسب خیال کیا ہے کہ اکثر لوگ وجہ تسمیہ سے ناواقف ہونے کے سبب سے ان نامون کو بھی اقسام خرما مین شامل سمجھتے ہین -

(۱) **باسقہ** - عربی زبان مین بسق کے معنی مطلق بلندی کے ہین - باسقہ اُس درخت خرما کا نام ہے جسکا قد رقلہ سے اونچا ہو -

(۲) **تمر قائی** - ایک قسم ہے درخت نر کی جسکی تعریف اقسام خرما کے حصہ اول نمبر (۱۲) مین بیان ہوی ہے -

(۳) **جبّار** - زبان عرب مین جبّار کے معنی مرد بلند بالا اور نخل بلند قامت کے ہین عربون نے جبّار یا جبّارہ اوس درخت خرما کو کہا ہے جسپر چڑھنے کی ضرورت واقع ہو یا بغیر کسی سیڑہی کے اُسکے خوشون تک ہاتھ نہ پہونچے -

(۴) جَلّار ۔ جلار کے لغوی معنی زبان عرب مین آشکارا کے ہین جو خفی کی نقیض ہے جس درخت خرما مین سختی زیادہ ہو اُسکو عربون نے جلار سے نامزد کیا۔

(۵) حاشک ۔ زبانِ عرب مین خشک اور کثرت اور افزولی کے معنی ہین جس درخت خرما کے پھل زیادہ آتے ہین اسکو اہل عرب نے حاشک کہا۔

(۶) خضیرا ۔ عربی زبان مین خضرۃ کے معنی اُس نبات کے ہین جسکے پھول سے پھل پیدا نہو۔ عربون نے اُس درخت خرما کو خضیرہ نام رکھا جسکے پھل کچے پن مین جھڑ جاتے ہین۔

(۷) رُجبیّہ ۔ عربی زبان مین رُجبہ کے معنی پھلدار درخت کو سہارا دینے کے ہین۔ رُجبیہ اُس درخت خرما کا نام ہے جو جُھک جاے اور کسی ٹیکہ کے سہارے سے سیدھا کیا جاے۔

(۸) رَقلہ ۔ لغت عرب مین رَقلہ کے معنی مطلق نخلہ بلند کے ہین جس درخت خرما کا قد جبارہ سے بلند ہو اُسکو عربون نے رَقلہ کہا۔

(۹) سُحوق ۔ زبان عرب مین سُحوق کے معنی درخت خرما کی درازی کے ہین۔ عربون نے اُس درخت خرما کا نام سُحوق رکھا جو باسقہ سے دراز قامت ہو۔

(۱۰) سَلب ۔ سَلب کے لغوی معنی چھین لینے کے ہین۔ عربون نے اُس درخت خرما کو سَلب کہا جسمین پھل نہ آیا ہو۔

(۱۱) سِلاخ ۔ زبان عرب مین سِلاخ کے معنی پوست کشیدن کے ہین جس درخت خرما کے سبز پھل جھڑ گئے ہون اور ننگا رہگیا ہو اُسکا نام عربون نے سِلاخ رکھا۔

(۱۲) سَنہا ۔ جس درخت خرما مین ایک سال بعد پھل آتا ہو اُسکا نام عربی زبان مین سَنہا ہے اور یہی اس لفظ کے لغوی معنی ہین۔

(۱۳) سِلتِین - عربی زبان مین سلت کے معنی دُور کرنے اور صاف کرنے کے ہین - جس درخت خرما کی جڑون کے پاس مٹی صاف کیجاتی ہے اور تھانولہ بنایا جاتا ہے اور زائد مٹی کو ہٹا کر پانی کے لئے عمیق مقام بنایا جاتا ہے اُس درخت کو عربون نے سِلتین کہا -

(۱۴) شیصار - زبان عرب مین شوص کے معنی دُہونے اور نرم کرنے کے ہین جس قسم خرما کی گٹھلی سخت نہین ہوتی اُسکے درخت کا نام عربون نے شیصار رکھا -

(۱۵) صِعلہ - صعل کے معنی عربی زبان مین اُس گدہے کے ہین جسکے بال گرگئے ہون عربون نے اُس درخت خرما کو صِعلہ کہا جسکے پتّے نہ ہون اور ٹیڑہا اُگا ہو -

(۱۶) صبنور - زبان عرب مین صبنور سے وہ شخص مراد ہے جو بغیر اپنے خویشون کے تنہا رہگیا ہو - عربون نے اُس درخت خرما کو صبنور کہا جسکا تنہ پتلا اور بے پوست ہو اور اُسکے پھل کم آتے ہون -

(۱۷) عُشری - عُشر سے دسوان حصہ مراد ہے - عربون نے اُس درخت خرما کا نام عُشری رکھا جسکو ایک ایسے گڑہے سے پانی ملتا ہو جسمین آب باران جمع ہو - یہ نام اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ اس درخت کی آبرسانی بہت کم ہوتی ہے یعنی نہر جاری کا دسوان حصہ -

(۱۸) عنق - زبان عرب مین عنق کے معنی پارۂ خیر کے ہین - پھلدار درخت خرما کو عربون نے عنق کہا یعنی وہ پارۂ خیر ہے -

(۱۹) عوانہ - عربی زبان مین عوان کے معنی میانہ سال کے ہین جسمین حُسن وجمال کا امتیاز ہوتا ہے - جس درخت خرما کا رنگ بہ نسبت اور درختون کے مخصوص ہوتا ہے - اُسکو عربون نے عوانہ کہا -

(۲۰) فحّل - خرما کے نر درخت کا نام زبان عرب مین فحّل ہے -

(۲۱) **فسیلہ**۔ عربی زبان مین فسیل کے معنی مطلق نہال کے ہین۔ خرما کے بہت چھوٹے درخت کو عربون نے فسیلہ کہا۔

(۲۲) **قاعد**۔ زبان عرب مین قاعد کے معنی بیٹھے ہوئے کے ہین۔ عربون نے اُس پست قد درخت خرما کا نام قاعد رکھا جسکے ثمرہ تک انسان کا ہاتھ بغیر کسی سیڑہی کے پہونچ سکے۔

(۲۳) **کارعہ**۔ کرع کے معنی عربی زبان مین برسات کے ٹھہرے ہوئے پانی کے ہین۔ اور کارع۔ پانی مین کھڑا رہنے والا۔ جس درخت خرما کو ہمیشہ وافر پانی ملا کرتا ہے اُسکو عربون نے کارعہ کہا۔

(۲۴) **لاقح**۔ لقح کے معنی عربی زبان مین گشن دادن کے ہین۔ یعنی نر کے سفوف سے مادہ خرما کو حاملہ کرنے کے۔ لاقح اُس نر درخت کا نام ہے جس سے نخلہ کے حمل کیلئے سفوف لیا گیا ہو۔

(۲۵) **لین**۔ اس لفظ کی اصل لون ہے جسکے معنی مطلق رنگ کے ہین جس درخت خرما کا بار عجوہ کہلاتا ہے اُسکو زبان عرب مین لین کہتے ہین۔ بدینوجہ کہ عجوہ نہایت خوشرنگ پھل ہے اُسکے درخت کا نام لین رکھا گیا۔ اہل لغت نے اس وجہ تسمیہ کا ذکر کیا ہے۔

(۲۶) **مراجیح**۔ اسکا مادہ رجحان ہے جسکے معنی جُھکنے کے ہین۔ بھاری بار والے درخت کا عربون نے مراجیح نام رکھا۔

(۲۷) **مُشنّخ**۔ جس درخت خرما سے اُسکے خار جدا کئے گئے ہون اُسکا نام مُشنّخ ہے اور یہی اس لفظ کے لغوی معنی ہین۔

(۲۸) **مہجنہ**۔ اہتجان کے معنی زبان عرب مین نابالغہ سے وطی کرنے کے ہین جس درخت خرما کے پھل جوانی سے پہلے ظاہر ہوئے ہون اُسکا نام عربون نے مہجنہ رکھا۔

(۲۹) **نخل**۔ زبان عرب مین درخت خرما کو خواہ نر ہو یا مادہ نخل کہتے ہین۔

(۳۰) **نخلہ**۔ مادہ خرما کا خاص نام زبان عرب مین نخلہ ہے۔

(۳۱) **نخلہ عمیمہ**۔ جس مادہ خرما کا قد دراز ہو اُسکو عربون نے نخلہ عمیمہ سے موسوم کیا۔ عمیم کے معنی وسیع کے ہین۔

(۳۲) **نخل مریم**۔ اُس درخت خرما کا نام نخل مریم ہے جسکے تنہ کے پاس عیسی علیہ السلام متولد ہوے جو ایک خشک درخت تھا اور اس میلاد کی برکت سے سرسبز ہو گیا تھا۔ جس درخت خرما مین خلاف امید سرسبزی کے آثار پاے جائین اُسکو بھی اہل عرب نخل مریم کہتے ہین۔

(۳۳) **ہاجنہ**۔ جو مادہ خرما اول مرتبہ بارآور ہوی ہو اُسکا نام عربون نے ہاجنہ رکھا۔ اور یہ اس لفظ کے لغوی معنی ہین۔

الجیریا کے نخلستان مین بعض خاص درخت خرما کے ہین جنکا خرما مخصوص صفات سے موصوف ہی۔ مولف کے ایک شفیق نے ملک فرانس کے ایک زراعتی رسالہ کا ترجمہ عنایت فرمایا جس سے اُن اقسام کی منتخب کیفیت معلوم ہوتی ہے۔ مین اُنکی مہربانی کا شکرگزار ہون اور اسکو اس موقع پر ہدیۂ ناظرین کرتا ہون۔ طرز عبارت سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ مندرجۂ ذیل نام خاص قسم کے درختون کے ہین بعض فلاحون نے کہا کہ یہ درحقیقت اُن درختون کے خرما کے نام ہین۔ غرض جو کچھ بھی ہون اُنکا بیان اس موقع پر دلچسپی سے خالی نہین ہے۔

محققین فرانس کہتے ہین کہ الجیریا کا خرما پانچ رنگ کا ہوتا ہے۔ سپید۔ سیاہ۔ زرد۔ سرخ۔ سبز۔ بعض پھل نرم ہوتے ہین اور بعض سخت۔ اکثر اُنمین سے شیرہ دار اور پرحلاوت ہین اور بعض خشک۔ خراب اقسام کے پھل مویشی کو کھلاے جاتے ہین اور اعلے اقسام کو اُمرا استعمال کرتے ہین۔ خراب اقسام سے ایک قسم کا خرما کچھ ترش بھی ہوتا ہے جسکا ذائقہ

اونٹنی کے دودھ سے مشابہ ہے۔ لائق محققین نے لکھا ہے کہ بعض کے پھل ایسے پتلے اور نازک اور لانبے ہوتے ہین جیسے انسان کی انگلیان اور بعض گول اور بعض بیضاوی جیسے کبوتر کے انڈے۔ اور بعض بہت زبردست اور موٹے اور بعض کی شکل بلی کے پنجون سے مشابہ ہوتی ہے۔ انہین اقسام سے مشہور قسمین ۵ ہین جنمین سے بعض کے پھل موسم پر آتے ہین اور بعض دیر کر کے۔

(۱) الاتمہ۔ عربی زبان مین اتم کے معنی کامل کے ہین۔ الاتمہ اُس درختِ خرما کا نام ہے جسکی جسامت اوسط درجہ کی ہوتی ہے جسپر بڑا اور بہت اچھا اور قہوہ کے رنگ والا پھل ہوتا ہے۔ مصنف منتہی الارب فرماتے ہین کہ آتم ایک وادی کا نام ہے۔ ممکن ہے کہ یہ درخت اُسی مقام پر پایا گیا ہو۔ آتم کے معنی مطلق تاخیر کے بھی ہین۔ ممکن ہے کہ اس درخت کا پھل دیر سے آتا ہو اور یہی اُسکی وجہ تسمیہ ہو۔ ڈاکٹر بوناویا اتمیہ کے نام سے بلا صراحت وجہ تسمیہ ایک قسم کا ذکر کرتے ہین غالبًا وہ یہی قسم ہو۔

(۲) بیضۃ حمامہ۔ یہ ایک چھوٹے سے درختِ خرما کا نام ہے جسپر نرم اور سپید پھل ہو جو کبوتر کے انڈے سے مشابہ ہو۔ زبانِ عرب مین بیضہ کے معنی انڈے کے ہین اور حمامہ بمعنی کبوتر۔ ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

(۳) بیضۃ النخدر۔ یہ ایک موٹے اور لمبے درختِ خرما کا نام ہے جسپر سپید رنگ کسیقدر لمبا پھل ہو۔ یہ ذائقہ مین ترش اونٹنی کے دودھ سے مشابہ ہوتا ہے۔ الجیریا کے باشندے شیرخوار بچون کو اس خرما کا رس اکثر پلاتے ہین۔ بیضۃ النخدر۔ زبان عرب مین پردہ نشین لڑکی کو کہتے ہین۔ بدینوجہ کہ اس درخت کے پھل مین یہ ایک صفت ہے کہ اُس سے بچون کے لئے دودھ کے مشابہ غذا ملتی ہے لہذا عربون نے اس درخت کا نام بیضۃ النخدر رکھا۔

جسکو عام لوگ بیض النخدر کہنے لگے۔ بعض کا قول ہے کہ اسکا املا ضاد کے ساتھ بیضۃ الخضر ہے اور یہی املا صحیح معلوم ہوتا ہے اسلئے کہ عربون نے خضر شاخ سبز خرما کو کہا ہے۔ بدینوجہ کہ انھین شاخون مین سپید رنگ کا پھل لگتا ہے جسکی مشابہت بیضہ سے ہے لہذا بیض الخضر اس خاص قسم کا نام ہوا۔ ڈاکٹر بوناویا نے اپنی تصنیف مین بیضول النخدر ایک درخت خرما کا نام بیان کیا ہے معلوم ایسا ہوتا ہے کہ آپ نے الفاظ کی تحقیق کامل طورسے نہین فرمائی غالبًا وہ یہی قسم ہے۔ ڈاکٹر بوناویانے وجہ تسمیہ سے بحث نہین کی ہے۔

(۴) **تدلہ**۔ عربی زبان مین تدلّی بمعنی نزدیک ہوا اور فروتنی کی۔ یہ ایک درخت خرما کا نام ہے جسکا قد چھوٹا ہوتا ہے اور جسپر خشک اور سپید رنگ کے پھل ہوتے ہین۔ جس طرح مؤلف نے اس باب کے حصہ اول نمبر (۲۲) مین قاعد کی ایک قسم بیان کی ہے اُسیطرح تدلہ بھی ایک قسم ہے درخت کی پستی اور پھلون کی خشکی کی وجہ سے غالبًا یہ درخت تدلہ سے نامزد ہوا۔ ڈاکٹر بوناویانے تدلہ کے نام سے جو قسم بیان کی ہے وہ غالبًا یہی ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے بھی اِس درخت کی یہی صفات بیان فرمائی ہین جو اوپر لکھی گئین۔

(۵) **الترلیفیہ**۔ ترف کے معنی زبان عرب مین نزاکت کے ہین۔ الترلیفیہ اُس درخت خرما کا نام ہے جو نازک اور میانہ قد ہوتا ہے جسپر سبز خرما لگے ہوے ہون۔ ڈاکٹر بوناویانے بھی انھین صفات کے ساتھ اسکا ذکر کیا ہے۔ لیکن وہ فرماتے ہین کہ یہ ناقص اقسام مین داخل ہے جسکا پھل زیادہ دن تک نہین رہتا اور مویشیون کو کھلا دیا جاتا ہے بعض فلاحون کا قول ہے کہ اس خرما کے سبز رنگ سے زمانہ پختگی کا رنگ مراد نہین ہے بلکہ وہ خام حالت ہی مین بگڑنے لگتا ہے اور اُسکو توڑ کر جانورون کو کھلا دیتے ہین بقول صاحب فلاحۃ النبطیہ سبز رنگ کا خرما ایک نادر قسم ہے۔ جو مصنوعی طریقہ پر پیدا کی گئی ہے جسکو ہم باب تغیرات

مصنوعی کے ذیل میں بیان کرینگے - پس ان معنون میں اسکا املا ظا ء ہطلہ کے ساتھ الظریفیہ ہونا چاہئیے اسلئے کہ عربی زبان میں ظریف کے معنی نادر کے ہیں -

(۶) ختار الترس - یہ ایک خاص قسم ہے درخت خرما کی - جسکا قد اوسط اور جسم بہت موٹا - زیتون سے مشابہ جسپر بہت بڑے اور شیرہ دار اور نہایت اعلی قسم کے خرما ہوں - ڈاکٹر بونا ویا کو ان صفات سے اتفاق ہے لیکن نام کے تلفظ میں اختلاف - آپ نے اسکو ختار التروس لکھا ہے - یہ اختلاف کسی دوسری زبان کے تلفظ میں ممکن الوقوع ہے ڈاکٹر صاحب نے اسکی وجہ تسمیہ سے سکوت فرمایا ہے - عربی زبان میں ختار کے معنی کیسہ انگبین کے ہیں یعنی شہد کی تھیلی اور ترس بمعنی قوی - پس ان معنون کے لحاظ سے ایک ایسے پھل کے لئے جو شیرہ دار اور بڑا اور اعلی قسم کا ہو - ختار الترس نام رکھنا صحیح ہے -

(۷) الخشنہ - یہ ایک قسم ہے درخت خرما کی جسکا قد چھوٹا اور نازک اور جسپر سبز رنگ موٹا اور خشک خرما ہو - ادنے اقسام میں اسکا شمار ہے اکثر جانوروں کی خوراک میں استعمال کیا جاتا ہے اسکے کھانیسے کھانسی آتی ہے - ڈاکٹر بوناویا نے بھی اس قسم کو انہیں صفات کے ساتھ بیان کیا ہے - لیکن وجہ تسمیہ سے ساکت ہیں - عربی زبان میں خشنہ کے معنی کمینہ پن اور خراب کے ہیں - پس اس قسم کی خرابی کی وجہ سے یہ نام نامناسب نہیں ہے -

(۸) رطب التبن - ایک خاص درخت خرما کا نام ہے جو لمبا اور موٹا ہوتا ہے جسپر دراز اور عمدہ سرخ رنگ پھل ہوں - اس درخت کے پھل جمع کر کے پیال میں رکھنے سے پک جاتے ہیں - زبان عرب میں تبن کے معنی سوکھی گھانس کے ہیں - بدینوجہ کہ یہ خرما بغیر پیال میں رکھنے کے نہیں پکتا - عربوں نے اسکو رطب التبن کہا - ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا ذکر کیا ہے اور بعض صفات بھی بیان کی ہیں لیکن وجہ تسمیہ سے ساکت ہیں -

(۹) السُّحب۔ یہ ایک قسم ہے درخت خرما کی۔ جو بلند اور زیادہ پتے رکھنے والا۔ سپید پھل لئے ہوے ہو۔ اسکے پھل اعلی قسم کے ہوتے ہین۔ عربی زبان مین سُحب جمع ہے سحاب کی جسکے معنی ابر کے ہین۔ بدینوجہ کہ یہ درخت بلند اور گھنا ہوتا ہے اور اسکے سفید پھل بھی اولون کے مشابہ ہین۔ عربون نے اسکا نام السُّحب رکھدیا۔ ڈاکٹر بوناویا نے اس قسم کا ذکر کیا ہے اور وجہ تسمیہ سے سکوت فرمایا ہے۔

(۱۰) سِہام الغُراب۔ ایک قسم ہے درخت خرما کی جو لمبا اور موٹا جسپر دراز۔ موٹا اور سُرخ رنگ پھل لگا ہو۔ ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین۔ کہ یہ پھل کوّون کو مرغوب ہے۔ زبان عرب مین سِہام الغراب کے معنی کوّون کے حصون کے ہین غالبًا اسی وجہ سے یہ نام رکھدیا گیا۔

(۱۱) اظفار القِط۔ زبان عرب مین اظفار کے معنی ناخنون کے ہین اور قِط بلّے کو کہتے ہین یعنی گربہ نر۔ یہ ایک قسم ہے درخت خرما کی جسپر سپید رنگ بلبے اور خشک خرما لگے ہون جو مشابہ ہون بلّی کے پنجہ سے۔ ڈاکٹر بوناویا نے دنار القاط کے نام سے ایک قسم کا ذکر کیا ہے غالبًا وہ یہی قسم ہے۔ صفات مین اُن کا بیان ہمسے مطابق ہے۔

(۱۲) العَطش۔ عطش کے معنی تشنگی کے ہین ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ لمبا اور موٹا درخت خرما کا جسپر گول زرد رنگ اور خشک خرما لگے ہون جنکے کھانے سے زیادہ تشنگی ہوتی ہے الجیریا مین العطش سے نامزد ہے۔

(۱۳) القِطار۔ اُس درخت خرما کا نام ہے جسکے پھل کو عربون نے ماکولہ کہا جسکو ہمنے اقسام خرما کے پہلے حصہ مین نمبر (۵۷) پر بیان کیا ہے۔ عربی زبان مین قِطار جمع ہے قطرہ کی اور قطرہ ٹپکنے والی چیز کو کہتے ہین۔ ڈاکٹر بوناویا نے اس درخت کے صفات کو یون بیان کیا ہے کہ یہ درخت اوسط جسامت اور موٹی گرہ کا ہوتا ہے جسپر بھورے رنگ کے بہت شیرین

اور رس دار پھل لگے ہون جنسے مثل شہد کے شیرہ ٹپکتا ہے ان صفات کے لحاظ سے یہ نام مناسب ہے

(۱۴) **المغرونات** - یہ ایک قسم ہے درخت خرما کی جسکا تنہ موٹا۔ طویل القامت ہو۔ جسپر ایسے پھل لگے ہون جو زرد رنگ اور خشک ہون جو آخر موسم پر پختہ ہوتے ہین۔ زبان عربی مین غرن کے معنی سستی اور خشکی کے ہین۔ بدینوجہ کہ اسکا پھل خشک بھی ہوتا ہے۔ اور پکنے مین سست بھی ہے لہذا عربون نے اسکو المغرونات کہا۔ ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا ذکر کیا ہے۔

(۱۵) **نخلتہ اللفت** - ایک قسم ہے درخت خرما کی جو متوسط جسامت رکھتا ہے اور نازک اور نرم اور زرد رنگ کے پھل لئے ہوے ہوتا ہے جو بہت دیر مین پکتے ہین عربی زبان مین لفت کے معنی متوسط اور کنارہ ہر چیز کے ہین بدینوجہ کہ یہ درخت جسم مین متوسط ہے اور بار مین آخر۔ لہذا دونون معنون کے لحاظ سے یہ نام درست معلوم ہوتا ہے ڈاکٹر بوناویا نے بھی اسکا ذکر فرمایا ہے۔

دوسری فصل

کاشت خرما کے متعلق

پہلی اصل متعلق بہ مبادی کاشت

(۱) زمین اور آب و ہوا کے متعلق

خرما کی کاشت ہر قسم کی زمین مین ہوسکتی ہے جس طرح بعض میوون کے نازک درخت

یا غلہ کی خاص فصلین بعض اقسام زمینات کے ساتہ مخصوص ہوتی ہین اوس طرح خرما
کسی تخصیص کا محتاج نہین اور بنفسہ خرما کا درخت زمینی اور ہوائی سختیون کا متحمل بھی
ہوتا ہے۔ فلاحان عرب کی راے ہے کہ خرما کا درخت ہر ایک زمین مین بارآور ہوتا ہے۔
لیکن ساتہ ہی سمجھنا چاہیئے کہ زمین کی مناسبت ایک خاص چیز ہے جو عموماً تمام اقسام نباتات
پر موثر ہے۔ بعض زمینات کے ساتہ خرما کو بھی خاص مناسبت ہے لیکن اس امر کی دریافت
کہ درخت خرما کو کس زمین کے ساتہ خاص مناسبت ہی فضول ہے اسلیئے کہ مختلف ممالک
مین اُس خاص مناسبت کی زمین مشکل سے مل سکتی ہے۔ ہمکو اپنی ضرورت کے لئے اسقدر
معلوم کر لینا کافی ہے کہ وہ زمین جسکو خرما سے کم مناسبت ہی کس قسم کی زمین ہی۔ فلاحان
عرب نے بالاتفاق کہا ہے کہ زمین شور کے ساتہ درخت خرما کو رغبت نہین ہوتی۔ اور جو
نقصانات شور زمین کی وجہ سے عائد ہوتے ہین وہ حسب ذیل ہین:-

(١) یہ کہ بوئی ہوئی گٹھلی اپنی اصلیت پر قائم نہین رہتی۔ یعنی طبرزد کی گٹھلی سے ممکن
ہے کہ کوئی ادنے قسم کا درخت پیدا ہو یا طبرزد ہی پیدا ہو مگر وہ خوبیان اُسکے بار مین باقی
نہ رہین جو طبرزد مین ہونی چاہیئین اسلیئے کہ زمین کا پہلا اثر تبدل اور تغیر اصلیت پر ہوتا ہے۔

(٢) یہ کہ اُس درخت مین سیس بان کا مرض پیدا ہوتا ہے۔ یہ لفظ عربی زبان کا ہے۔
بعضون نے شین اول کے ساتہ اسکو شیسبان بھی کہا ہے۔ اس مرض کے لاحق ہونے
سے مادہ درخت حمل کو قبول نہین کرتا۔ اگر قبول کرتا ہے تو ایک خوشہ مین صرف دو یا تین
پھل ہوتے ہین اور بعض اوقات اُن مین گٹھلی نہین ہوتی اگر ہوتی ہے تو مہین اور
ضعیف اور نازک۔ جو دبانے سے ٹوٹ جاتی ہے۔ اور رگڑنے سے ریزہ ریزہ ہو جاتی ہے
مصنف فلاحتہ النبطیہ کو اس سے اتفاق ہے کہ زمین شور مین حتے الامکان خرما کی کاشت

کو ضایع نہ کرنا چاہیئے ۔ ساتہ ہی وہ کہتے ہین کہ باوجود اس خرابی کے زمین شور مین خرما کا درخت بہ نسبت اور درختون کے بہت قوی پیدا ہوتا ہے لیکن جہان کہین دوسری قسم کی زمینین موجود ہین وہان مناسب اور اولیٰ یہ ہے کہ خرما کی کاشت شور زمین مین نہ کی جاے ۔ تجربہ کاران ہند کا یہ خیال ہے کہ جس زمین مین ریت کا حصہ غالب ہو اُسمین درخت خرما زیادہ شاداب ہوتا ہے ۔ بعض فلاحان ہند کی راے ہے کہ زمین کو مصنوعی طور پر درست کر لینا کچھ مشکل امر نہین ہے ۔ مثلاً اگر کسی ریگڑ زمین مین ونڈ یعنے چکنی مٹی کے اجزا زیادہ پاے جائین تو ہر ایک پودہ کے لئے اقلاً چھ فیٹ کا مکعب گڑہا کھود کر اُسکی نصف مٹی مین باریک یا چھنی ہوئی ریتی کا ملا دینا اور پھر اُس محفوظ مٹی سے گڑہے کا بھر دینا درخت خرما کے لئے بالکل کافی ہے ۔ اسی طرح لال مٹی مین ایک ربع ریتی کی شرکت مکتفی خیال کی گئی ہے ۔ مورم زمین بنفسہ بغیر کسی ترکیب کے درخت خرما کو اچھی حالت مین پرورش کر سکتی ہے ۔ سنگلاخ زمین مین بھی کہجور کا درخت نشو و نما پا سکتا ہے بشرطیکہ ۱۲ فیٹ کا عمیق گڑہا عرض و طول مین چھ چھ فیٹ کا بنا کر ادسی کی مٹی سے بھر دیا جاے ۔ جس زمین مین ریتی اور کنکر یا مورم کے اجزا اعتدال کے ساتہ ہون اور تہ مین پتھر واقع ہونے کا احتمال نہو اُس مین صرف ۳ فیٹ عرض اور ۳ فیٹ طول اور ۶ فیٹ عمق مین زمین کو نرم کر کے درخت لگا دینا کافی ہے ۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ نے لکھا ہے کہ جس زمین پر گرم زمین کا اطلاق ہو اگرچہ وہ کاشت خرما کے لئے مفید ہے لیکن اُس مین کھاد کا استعمال بہت کم کرنا چاہیئے بلکہ نہ کرنا چاہیئے ملک بابل کی زمینات سرد زمینات سے منسوب ہین اُن مین البتہ گاے کے گوبر کا استعمال ضروری سمجھا جاتا ہے ۔

یورپ کے ایک محقق نے لکھا ہے کہ جو ممالک شمالی رخ مین ۲۲ سے ۲۷ درجہ پر واقع ہین اور سمندر کی آب وہوا کا اثر وہان نہ پہونچے اُن مقامات کو درخت خرما کی کاشت کے لئے بہترین مقام خیال کرلینا چاہیے۔

ڈاکٹر بونا ویا کی راے ہے کہ بلند اور غیر مرطوب مقام کاشت خرما کے لیے بہت موافق ہے آپ فرماتے ہین کہ جن مقامات مین بارش کم ہوتی ہے وہان کھجور کا درخت بہت شادابی کے ساتھ پرورش پاسکتا ہے۔ مثلاً مسقط کی زمین اور اُسکی آب وہوا جہان کی بارش کا اوسط صرف ۴½ انچہ ہے کاشت خرما کے لئے نہایت مفید پائی گئی ہے اور عملی طور پر اُسکی تصدیق ہوچکی ہے۔ یہی کیفیت ملتان کی ہے جہان کی بارش کا اوسط ۷ انچہ سے زائد نہین۔ آپ فرماتے ہین کہ باوجودیکہ لکھنؤ کی زمین باعتبار آب وہوا مسقط سے زیادہ مرطوب کہی جاتی ہے اسلئے کہ وہان کی بارش کا اوسط ۴۰ انچہ ہے تاہم لکھنؤ مین خرما کے درخت کامیابی کے ساتھ بارلاتے ہین بظاہر جو نقصانات نظر آتے ہین وہ زمین یا آب وہوا سے متعلق نہین ہین بلکہ باقاعدہ طریقہ پر نگرانی نہونے کی وجہ سے۔

مؤلف کو اس راے سے بالکل اتفاق ہے۔ ممالک محروسہ سرکار نظام مین باوجودیکہ تلنگانہ کی بارش کا اوسط ۳۰ انچہ ہے جنگل سیندہی کے درختون سے بھرے پڑے ہین۔ سیندہی کا درخت درحقیقت کھجور ہی کے خاندان سے ہے بلکہ یون کہنا چاہیے کہ وہ کھجور ہی کا درخت ہے۔ بدینوجہ کہ اُس سے ثمرہ لینا مقصود نہین ہوتا۔ نہ اُسکی کاشت مین کسی قسم کی احتیاط کیجاتی ہے اور نہ عمدہ تخم اور عمدہ قسم سے سروکار رہتا ہے اور نہ اسکی کاشت مین باقاعدہ طریقہ پر عمل ہوتا ہے باوجود اس بے پروائی کے سیندہی کے لاکھون درخت جنگل مین بھرے پڑے ہین اور باوجود اسکے کہ اُن

درختوں مین بے احتیاطی کے ساتہ ٹانکی لگائی جاتی ہے (جس سے سیندہی کا تاسنا مراد ہے) اور پابندی کے ساتہ باقاعدہ طریقہ سے اُن سے رس نہین لیا جاتا اور نہ اُن جنگلون مین آب رسانی کا کوئی انتظام ہے۔ تاہم وہ نہایت تحمل اور صبر کے ساتہ کام دیتے ہین اور اُنکے گرے ہوے تخم سے جھنڈ کے جھنڈ پیدا ہوتے جاتے ہین۔ ملک نظام کے مرہٹواری یا کرناٹک کا حصہ تو مولف کی راے مین اس خاص مقصد کیلئے تلنگانہ سے زیادہ بہتر ہے جہان تری کی کاشت خال خال ہے جسمین تمام تر خشکی کی فصلین بوئی جاتی ہین۔ مرہٹواری اور کرناٹکی ملک کی بارش بھی تلنگانہ سے بہت کم یعنی تلنگانہ کے نصف سے کچھ ہی زائد ہے۔ پس ایسی حالت مین اس حصہ کو کاشت خرما کے لئے تلنگانہ سے زیادہ موزون اور مناسب خیال کرنا چاہئے۔ قریب قریب یہی کیفیت بنگلور اور میسور کی زمینات اور اُسکی آب وہوا کی ہے جہان کی بارش کا اوسط ۳۴۔ انچہ پایا گیا ہے۔ جے پور کا ملک بھی اسکے منافی نہین ہے جسکی بارش کا اوسط ۲۲۔ انچہ ہے۔ علی ہذالقیاس اجمیر کی زمین پونہ کے بعض مقامات اور ڈوسن اور ہمناڑ کی زمین سے بھی اسکی صلاحیت ظاہر ہوتی ہے۔

ناگپور کی بارش کا اوسط البتہ ۴۵۔ انچہ ہے لیکن باوجود اسکے تجربہ سے یہ بات پائی گئی ہے کہ جس کسی نے احتیاط کے ساتہ وہان خرما کی کاشت کی۔ کامیابی کے ساتہ اُسکو بار آیا۔ بیکانیر جسکی بارش کا اوسط ۱۵۔ انچہ ہے یا جودہپور جسکی بارش اوسطاً ۱۲۔ انچہ ہے یا بلاری جہان ۱۶۔ انچہ کا اوسط ہے۔ ان کل مقامات کی زمین اور آب وہوا کاشت خرما کے لئے موافق ہے۔ الور اور اودیپور کا درجہ مساوی ہے یعنی دونون مین ۲۷۔ انچہ کے قریب بارش کا اوسط ہے ان دونون مقامات مین بھی خرما کی کاشت مین کامیابی

کے آثار نظر آتے ہین ۔

مولف نے مندرجۂ بالا مقامات کے اوسط بارش کا حساب مختلف ذرائع سے معلوم کیا ہے ۔ بعض کا اوسط پانچ سال کی مقدار بارش پر قایم ہوا ہے اور بعض مقامات کا اوسط دس سال پر اور کہین ۱۵ - اور ۲۰ سال اور کہین اس سے بھی زیادہ پر - بنا بر علیہ ممکن ہے کہ یہ اوسط سرکاری اوسط سے متفاوت نظر آئے لیکن غالباً بہت زیادہ فرق نہ ہوگا ۔

بعض تجربہ کارون نے کہا ہے کہ جس مقام پر سردی کم ہے وہان کھجور کی کاشت مین کامیابی کی امید ہے - اُن کا خیال ہے کہ ایسے مقامات پر مئی کے مہینہ مین خرما کا ثمرہ پختہ ہوسکتا ہے اور ایسے پھل جو موسم گرما مین پختہ ہوے ہون بہت دیر تک اچھی حالت مین رہ سکتے ہین اور تجارت کے اغراض کے لئے بہت مفید ہین ۔ ڈاکٹر بوناویا کو کلیتہً اس سے اتفاق نہین ہے وہ فرماتے ہین کہ ملتان کا مقام جسکا عرض البلد لکھنؤ سے ۴ درجہ شمال کیجانب ہٹا ہوا ہے باوجودیکہ لکھنؤ سے زیادہ سرد مقام سمجھا جاتا ہے مگر خرما کیلئے لکھنؤ سے زیادہ مفید پایا گیا ہے اور اُسکی مادی شہادت کاشت کی کثرت اور کامیابی کے ذریعہ سے حاصل ہے - پھر آپ ہی نے فرمایا ہے کہ نینی تال اور کھیری اور بیچ مری - اور ممالک متوسط کے دوسرے حصہ مین ایک خاص قسم خرما کی پیدا ہوتی ہے جسکا درخت پستہ قد ہوتا ہے اس درخت کا بار ماہ مئی مین پختہ ہوجاتا ہے اور آپ یہ راے دیتے ہین کہ اس درخت کو عرب کے خرما کے ساتھ میل دیا جاے تو ایک ایسا مفید درخت پیدا ہوجائیگا جسکا ثمرہ کُل ہندوستان کے ملکون مین جہان کی آب وہوا سرد ہو مئی کے مہینہ مین پختہ ہوجائیگا ۔ مؤلف کی راے اسکے برخلاف ہے اسلئے کہ درخت خرما کی بارآوری آم کی سی نہین ہے جو کسی موسم مین بھی لگاؤ تو ہر مقام کے لئے ایک معینہ وقت پر بارآور ہو

بلکہ کہجور کے لئے بارآوری کا زمانہ اور اُسکی پختگی کا وقت کیفیت زمین اور آب وہوا اور
موسم کاشت پر منحصر ہے پس ایسی حالت مین ہر ایک مقام پر یہ بات کاشتکارون کے
تجربہ سے تعلق رکہتی ہے کہ وہ درخت خرما کی کاشت کے لئے اپنے مقام کے لحاظ سے
ایک ایسا وقت تجویز کرین جسکا بار گرم موسم مین پختہ ہوسکے۔ اس خاص مقصد مین کامیابی
حاصل کرنے کیلئے بہت بڑی ضرورت اسکی ہے کہ گورنمنٹ کیجانب سے ایک خاص انتظام
کیا جاوے کہ ہر ایک مقام پر ہر ایک موسم مین متعدد اقسام کے چند درخت بوئے جائین اور
جب اُنکی بارآوری کا وقت آجاوے تو احتیاط کے ساتہ اس بات کا تجربہ کیا جاوے کہ
کس موسم کا بُویا ہوا درخت کس مہینہ مین بارآور ہوا۔ جب اس طریقہ عمل سے بارآوری کے
مختلف اوقات کا ہمکو تجربہ ہوگا تو ہم مقامی آب وہوا کے لحاظ سے اُس مقام کیلئے
ایک مناسب وقت کاشت کا مقرر کرلین گے اور چند خاص قسمون کا انتخاب کرین گے۔
تاکہ اُن کا ثمرہ ماہ مئی یا اُسکے قرب مین پختگی کو پہونچ سکے۔

حیدرآباد دکن مین جن حضرات کو اس کام مین زیادہ دلچسپی حاصل ہے اُن سے
مؤلف کو گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا اُنہون نے فرمایا کہ ہمارے بُوئے ہوے درختون مین
اکثر درخت تو ایک خاص وقت مین بارآور ہوتے ہین جنکے ثمرہ کی پختگی کا وقت عین بارش
مین آتا ہے اور کثرت برودت کی وجہ سے ثمرہ بگڑ جاتا ہے لیکن بعض درخت اُن کے
برخلاف بھی بارآور ہوے جنکے ثمرہ کی پختگی موسم گرما مین واقع ہوی۔ پس ایسی حالت
مین ہمارا پہلا کام یہ ہوگا کہ مابعد الذکر درختون سے بچے حاصل کرکے وسیع پیمانہ پر اُنکی
کاشت کرین اسلئے کہ مقامی آب وہوا کی موافقت اسی خاص قسم کے ساتہ پائی جاتی
ہے۔ حیدرآباد کے امراء اور جمعداران عرب کے اکثر مکانات اور باغات مین کہجور کے درخت

ہین اور اکثر اُن مین سے اعلےٰ قسم کے درخت ہین جنکے ثمرہ کی بہت تعریف سنی جاتی ہے۔
اکثر ون سے مؤلف نے ملاقات کی ہے اور دریافت سے معلوم ہوا کہ اُنکی بارآوری کے
اوقات ایک ہی شہر مین مختلف ہین۔ پس یہ بات اعلےٰ حکومت کی توجہ کے قابل ہے
کہ وہ اپنے ملک کے لئے اسی موجودہ مواد سے چند اقسام کی ترجیح اور اوقات کاشت کا
تعین کردے اور یہ اُسوقت تک ناممکن ہے جب تک کہ مال کا کوئی خاص افسر اس تحقیقات
کیطرف متوجہ نہو۔ مولوی عبداللہ حسین معززین حیدرآباد سے ایک خاص شخص ہین جنکو اس
خاص کام کا اعلےٰ تجربہ حاصل ہے۔ آپ نے کنٹہ گوشہ محل سے متصل اپنے خانہ باغ اور نیز
مقطعات مین ہزارہا درخت خرما کے بوئے ہین اور علمی طریقہ پر اُنکی ہر ایک چیز پر نظر
رکھتے ہین۔ جب مؤلف نے آپ سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا کہ بے شک بعض درخت
خرما کے ایسے ہین جنکی بارآوری کا زمانہ بہ نسبت اکثر درختون کے مختلف ہے۔ پس
ملک نظام کی زمینات مین نہ صرف یہی خوبی ہے کہ کاشت خرما کے لئے وہ مناسب ہین
بلکہ وہ اس بات کی بھی صلاحیت رکھتی ہین کہ اگر باقاعدہ طریقہ پر کوشش کیجائے اور
کاشت کینئے دفت کی مناسبت قائم کرلیجاے تو اُن مین ایسے درخت پیدا ہون جن کا
ثمرہ موسم گرما مین پختہ ہوسکے۔ مولوی عبداللہ حسین سے سرکار کو کافی مدد مل سکتی ہے۔
بعض محققین کی یہ راے ہے کہ جس زمین مین پانی زیادہ گہرائی پر نہین ہے اوس مین
خرما کی کاشت زیادہ کامیابی کے ساتھ ہوسکے گی اسلئے کہ اسکی جڑین بہ نسبت اور
درختون کے سرعت اور طاقت کیساتھ زمین مین دہنستی جاتی ہین اور کوشش کرتی ہین
کہ زمینی پانی تک عجلت کے ساتھ پہونچ جائین جسکے بعد یہ درخت بالائی آبپاشی سے
مستغنی ہوجاتا ہے۔ آگرہ سے جےپور اور پھر اجمیر تک پانی کی گہرائی کا اوسط ۳۵ فیٹ ہے

مانا گیا ہے اور اٹاوہ مین اور نیز آگرہ کے بعض مقامات مین ۶۰ یا ۷۰ فیٹ کی گہرائی
مانی گئی ہے باوجود اسکے بقول ڈاکٹر بوناویا آخر الذکر مقامات پر کہجور کی کاشت
سے کامیابی کے آثار نظر آتے ہین۔ ممالک محروسہ نظام مین پانی کی گہرائی باستثنا
بیدر اور مقامات پر ۲۰ ۳۰ فیٹ ہے اور بہت کم مقامات ایسے ہین جنمین پانی ۲۰ ۳۰ فیٹ
سے زیادہ گہرا ہے۔ اکثر مقامات مین ۲۰ ۳۰ فیٹ سے کم گہرائی ہے اور اسی قسم کا
اختلاف کم وبیش ہند کے اور ملکون مین ہے۔ پس جن لوگون نے پانی کے عمق پر
اپنی رائے قائم کی ہے اُسکے لحاظ سے بھی ہندوستان کے اکثر مقامات پر خرما کی کاشت
مین کامیابی کی توقع ہے اسلئے کہ زیادہ سے زیادہ عمق یعنی ساٹھ یا ستر فیٹ کے نسبت
ڈاکٹر بوناویا نے اپنا تجربہ یہہ بیان کیا ہے کہ وہان درخت خرما کامیابی کے ساتھ
پھولا اور پھلا۔

جسطرح دکن مین سیندھ بنون کی کثرت ہے اُسی طرح بنگالہ مین جنگلی کہجور کے درخت
لاکھون کی تعداد مین بوئے گئے ہین جنکے رس سے شیرہ بنایا جاتا ہے اور اُس سے
شکر تیار ہوتی ہے جسکی آمدنی کثیر ہے اسی طرح سرکار نظام کو سیندہی سے (جسکو
ملکی اصطلاح مین آبکاری کہتے ہین) لاکھون روپیہ کی آمد ہے۔ مدراس پریسیڈنسی
کے بعض مقامات مین بھی تاڑی کی یہی کیفیت ہے۔

مؤلف کی قطعی رائے ہے کہ ہندوستان کے جن ممالک مین سیندہی یا تاڑ کے
خودرو درخت بکثرت ہین وہ کہجور کی کامیابی کے لئے مادی شہادت کا حکم رکھتے
ہین اگر گورنمنٹ ہند اور والیان ریاست اس جانب توجہ فرمائین اور کہجور کی
باقاعدہ کاشت کا انتظام کرین اور رعایا کو مقامی حکام کے ذریعہ سے ترغیب دین

اور قواعد کاشت و نگہداشت سے آگاہ کرین اور رعایا کی مشکلات کو دفع کرنے
کی تدابیر کام مین لائین اور عمدہ تخم اور عمدہ بچون کے فراہم کرنے کی فکر کرین تو
کوئی شک نہین کہ ملک کو اُس سے بڑی منفعت حاصل ہوگی اور کم ہنگامی اور قحط
کے زمانہ مین کھجور کا درخت اپنی صفات خاص کیوجہ سے اچھی طرح پر قحط کا مقابلہ
کرسکے گا اور کاشتکارون کو اُس سے بڑی مدد ملیگی۔

ڈاکٹر بوناویا فرماتے ہین کہ زیادہ بارش کسی حالت مین درخت خرما کے لئے
مضر نہین ہے بشرطیکہ پانی کی نکاسی کا بندوبست کردیا جاے۔ یہ درخت ہر آب و
ہوا کے ساتہ مناسبت رکھتا ہے۔ کثرت بارش مین سرسبز رہتا ہے اور پھل دیتا ہے۔
اور قلت بارش اور قحط مین زیادہ رنگ لاتا ہے۔

ایک تجربہ کار نے لکھا ہے کہ جو آب و ہوا اونٹ کیلئے موافق ہے اُسکو درخت
خرما کے لئے بھی موافق سمجھنا چاہئے ایک فلاح کا قول ہے کہ یہ تشبیہ درخت خرما کی
سخت جانی کی دلیل ہے اُسی نے کہا کہ ہواے گرم اور لُو کی برداشت کھجور کا درخت
ہر طرح پر کرسکتا ہے مگر کثرت برف سے البتہ ضایع ہوجاتا ہے یعنی جن مقامات مین
سردی سے پانی جم جاتا ہے یا برف گرتی ہے وہان بعض درخت خرما کے پالا پڑنے
سے ضائع ہوگئے۔ کسی درخت کو صرف آفتاب کی تمازت سے ضائع ہوتے ہوے نہین دیکھا۔

بعض تجربہ کاران یورپ نے لکھا ہے کہ سطح آب سے چار ہزار فیٹ کی بلندی
تک خرما کے درخت کامیابی کی حالت مین دیکھے گئے ہین۔ بلوچستان چار ہزار فیٹ
بلند ہے اور ایران کا مغربی حصہ دو ہزار پانسو فیٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ ان
دونون مقامات کی آب و ہوا درخت خرما کے لئے مفید ثابت ہوی ہے۔ کُہر اور پالا اور

برف کی زیادتی البتہ ان مقامات پر درخت خرما کے لئے مضر اور مہلک ثابت ہوئی۔

جن ملکون مین کبھی بارش کم ہوتی ہے اور کبھی زیادہ اُن مین اس درخت کو کوئی نقصان نہین پہونچ سکتا اسلئے کہ بارش کی کثرت کا مقابلہ یہ اچھی طرح پر کرسکتا ہے اور تر ہوا مین سرسبز رہتا ہے گرمی مین مرجھا نہین جاتا۔ کمی بارش یا قحط مین معمول سے زیادہ پھل دیتا ہے۔

ایک تجربہ کار کا قول ہے کہ کثرت بارش مین اسکا ثمرہ کامیابی کے ساتہ ظاہر ہوتا ہے صرف اندیشہ اس بات کا رہتا ہے کہ تیاری کے موسم مین ہوائے مرطوب اُسکو نقصان پہونچائے ایسے خاص حالات مین پختہ ہونے سے پہلے بار کو چُن لینا چاہئے۔

کثرت بارش کا اثر اس درخت پر صرف اسقدر ہوتا ہے کہ بار کی مقدار کم ہوتی ہے لیکن درخت کی سرسبزی بہت بڑھ جاتی ہے۔

(۲) نر و مادہ کی شناخت اور تعیر کے اشکال

نر درخت اور مادہ درخت کی شناخت پر فلاحان عرب نے اپنی توجہ زیادہ صرف کی ہے تجربہ کار فلاحون کی یہ راے ہے کہ ہمیشہ اس بات کی کوشش کرنا چاہئے کہ خرما کے باغ مین مادہ درختون کی تعداد بہ نسبت نر درختون کے بہت زیادہ رہے اس لئے کہ مادہ درخت کے منافع بہ نسبت نر درختون کے بہت زیادہ ہین۔ ایک تجربہ کار فلاح کی راے ہے کہ مصنوعی طریقہ پر حمل قائم کرنے کیلئے سو مادہ درختون کے لئے دو نر درخت بالکل کافی ہین۔ وہ کہتا ہے کہ فیصدی ایک درخت بالکل کافی تھا۔ محض اس خیال سے دو کی ضرورت بیان ہوئی ہے کہ آفات ارضی وسماوی سے اگر ایک

نر ضائع ہوجاے تو دوسرا اُسکا قائم مقام قرار پا سکے۔ عرب کے ایک فلاح کا خیال ہے
کہ ابتدا ئر کاشت کے وقت اس اصول کو مدنظر رکھنا چاہیئے تاکہ موقع ہاتہ سے نہ جانے
پائے اور آخر پر نر درختون کی کثرت کی وجہ سے فائدہ کثیر مین خلل نہ پڑے مصنف
فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ زرد رنگ اور دراز گٹھلی ایک خاص علامت ہے نر کی یعنی
زرد اور دراز گٹھلی سے ہمیشہ نر درخت کا پودہ نکلتا ہے۔ اگر نر درخت کو پیدا کرنے کی
ضرورت ہو تو دراز اور زرد گٹھلی پر خچر کا پیشاب چھڑک کر بونا چاہیئے اور امید کرنا چاہیئے
کہ ضرور اُس سے نر درخت پیدا ہوگا۔ بعض محققین نے لکھاہے کہ زبردست گٹھلی سے
نر کے پیدا ہونے کا اسقدر بھروسہ نہین ہے جسقدر دراز گٹھلی سے۔ خصوصاً جب کہ وہ
گٹھلی (آزاد) کی قسم سے ہو۔ ایک فلاح کا خیال ہے کہ گٹھلی سے پودہ نکل آنیکے بعد
اُسکے پتے کی سختی ایک خاص علامت ہے اس بات کی کہ وہ نر درخت ہے برخلاف
مادہ درخت کے جسکے پودہ کا ہرایک پتا نرم ہوتا ہے۔ فلاحان عرب ایک جوان
درخت مین اسی خاص علامت سے نر و مادہ کا امتیاز حاصل کرتے ہین۔ محتاط فلاحون
کی یہ راے ہے کہ محض ان علامات پر پیدا شدہ درختون کا فیصلہ نہ کرنا چاہیئے اسلیئے
کہ یہ علامت موہوم اور مشتبہ ہے بعض زوردار مادہ درخت بھی اپنی تر و تازگی اور موافقت
آب وہوا کی وجہ سے نر درخت نظر آتے ہین۔ اگر ہمنے اُن کو جوانی سے پہلے ضائع کردیا
تو ممکن ہے کہ ہماری راے کی غلطی کیوجہ سے مادہ درخت بھی ضائع ہوجائین۔ پودہ نکل
آنیکے بعد نر و مادہ کا یقین اوسوقت تک نہین ہوسکتا جب تک اوسمین پھول نہ نکلے۔
لیکن کم عمری مین نر و مادہ پر یقین حاصل کرنے کا صرف ایک طریقہ ہے یعنی جوان اور
بارآور مادہ درخت کے تنہ سے اُسکے بچے لئے جائین یہ بات کلیتہً مانی ہوی ہے کہ

مادہ کے تمام بچے مادہ ہونگے اور نرون کے تمام بچے نر نکلین گے۔

تجربہ کار فلاحان عرب کا خیال ہے کہ اگر تم سو گٹھلیون کو بونا چاہو تو امید کرو کہ اُن گٹھلیون سے تمام درخت مادہ پیدا ہون گے اسلئے کہ فطرت کا رجحان اسی طرف دیکھا گیا ہے اور تجربہ سے یہی بات ثابت ہوی ہے۔ اسلئے ہر ایک فلاح کو تخم بونے کے وقت اسکا خیال رکھنا چاہیے کہ چند عمدہ قسم کی گٹھلیان خاص تدابیر کے ساتھ بوئی جائین تاکہ اُن سے نر بھی پیدا ہون ورنہ تمام مادہ درخت بغیر نر کے بیکار ثابت ہونگے اسکے لئے مصنف فلاحتہ النبطیہ نے لکھا ہے کہ دراز اور زرد گٹھلیون پر خچر کا پیشاب چھڑک کر بونا ہی بھروسہ کے قابل نہین ہے بلکہ اُسکی نشو ونما تک خچر کا پیشاب آبپاشی مین بھی شریک کرنا چاہیے اور یہی ایک تدبیر ہے جس سے نر درخت پیدا ہونے پر ایک حد تک کامل بھروسہ ہوسکتا ہے۔

خلیج فارس کے بعض کاشتکار اور ملتانیون کا خیال عربون کے برعکس ہے۔ وہ کہتے ہین کہ بیج سے نکلے ہوے پودے اکثر نر ہونگے اور بہت کم مادہ۔ اسلئے اُنکی راے ہی کہ بچون کے ذریعہ سے کاشت کرنا مناسب ہے جنکی مادہ ہونے پر بھروسہ ہوسکتا ہے۔

بصرہ کے ایک محقق کی راے ہے کہ جس باغ مین نر و مادہ ملے ہوے ہون۔ اور جسمین مادہ درختون کا حمل قدرتی طریقہ پر ہوا اور کیڑون کی مدد سے قرار پاتا ہو اُس سے جو ثمرہ حاصل ہوگا اُسکے تخم سے اکثر نر پیدا ہونگے۔ جس باغ مین انتخاب کے ساتھ تمام مادہ درختون کی قطارین قائم کی گئی ہون اور فیصدی ایک دو نر درخت ہون۔ اور مصنوعی طریقہ پر مادہ درختون کو حاملہ کیا گیا ہو اُنکے ثمرہ کے تخم سے اکثر مادہ درخت پیدا ہونگے۔ عربون کے جس خیال کا تذکرہ اوپر ہوا ہے ممکن ہے کہ وہ اسی اصول پر ہو

اسلئے کہ بلاد عرب کے اکثر باغات مین عموماً منتخب کئے ہوسے مادہ درخت لگائے گئے ہین اور اُنکا حمل مصنوعی طریقہ سے قائم ہوتا ہے برخلاف اسکے خلیج فارس اور ملتان مین بڑا حصہ خود رو درختون کا ہے جسمین نر و مادہ ملے ہوسے ہین مصنوعی طریقہ پر حمل کرنے کا طریقہ بہ نسبت عرب کے ان مقامات پر کم ہے۔

(۳) بونے کیلئے تخم کو فراہم اور درست کرنا

جن ممالک مین کھجور کے بن کثرت سے ہین اور اُنکے عمدہ اقسام سے عام وخاص کو اطلاع ہے وہان عمدہ تخم کا ہاتہ آنا بہت آسان ہے اور پودے بھی کثرت سے مل سکتے ہین لیکن ہندوستان مین ہمکو یہ سہولت نصیب نہین ہے۔ ہر کاشت کا آغاز عمدہ تخم کے فراہم کرنے پر منحصر ہے تجربہ کارون نے اُسکے مختلف تدابیر دکھلائے ہین۔

ڈاکٹر بوناویا کی راسے ہے کہ جس شخص کو کھجور کی کاشت کے ساتہ دلچسپی ہے اور وہ وسعت کے ساتہ اُسکو قائم کرنا چاہتا ہے تو اُسکو چاہیئے کہ تخم ہی سے کاشت کا آغاز کرے جسکے لئے عمدہ تخم کا دستیاب ہونا ضروری ہے۔

بعض فلاحون کی راسے ہے کہ عمدہ قسم کا خرما خرید کرو اور جب اُسکے استعمال کی نوبت آسے تو اُسکی گٹھلیان جمع کرتے جاؤ اور موسم پر اُنکو بو دو۔

بعض تجربہ کارون نے کہا ہے کہ لکھنؤ کے کمپنی باغ سے عمدہ قسم کا تخم مناسب قیمت پر مل سکتا ہے۔ ستمبر کے اوائل مین سپرنٹنڈنٹ آف گورنمنٹ گارڈن سے تخم طلب کرلو سندہ اور ملتان اور خلیج فارس یعنی بوشہر۔ بصرہ اور مسقط سے بھی تخم منگواسے جا سکتے ہین۔

اگر مقامی خرما ہی کے تخم سے کام لینا مقصود ہو تو کم سے کم اُس سے باریک اور کسی قدر ٹیڑہی گٹھلیان منتخب کرو۔ تازہ گٹھلیان بہ نسبت کہنہ کے زیادہ مناسب ہین جن پر پہل کا اثر کسیقدر باقی رہے۔ ڈاکٹر بوناویانے موٹے اور بڑے تخم کی سفارش کی ہے۔ غالبًا اُن کا یہ مقصد ہوگا کہ عمدہ اقسام کے تخم میسر ہونے کے بعد اُن مین سے مغز دار اور لانبے تخم کا انتخاب کرنا چاہیے موٹے اور بڑے تخم تو اعلے اقسام مین غالبًا نہ ملین گے۔ کرم خوردہ یا عفونت دار گٹھلیان یا ٹوٹے ہوسے تخم کو کسی حال مین بُونے کے کام مین نہ لانا چاہیے۔

اگر اقسام خرما کے لحاظ سے گٹھلیان نہ مل سکین تو کم سے کم اسقدر احتیاط ضرور کرنی چاہیے کہ موجودہ تخم کی شکل وشباہت اور اُسکے علامات کے لحاظ سے اقسام جدا کیے جائین اور پھر ہر ایک قسم کی کاشت جدا جدا مقامات پر کیجاے تاکہ اُنکے پودون سے ہمکو یہ بات معلوم ہوسکے کہ فلان فلان قسم کے اسقدر نر و مادہ ہین۔ اس سے ہمکو یہ فائدہ حاصل ہوگا کہ بارآوری کے موسم مین ایک قسم کے مادہ کو اُسی قسم کے نر سے سفوف پہونچایا جاسکے گا۔ جسکی ضرورت اور منفعت قدرتی تغیر کے باب سے آپکو معلوم ہوگی۔

صفریٹ نے اسپر بہت زور دیا ہے کہ ہمیشہ رطب یعنی خرماے تر کی گٹھلی کو بونا چاہیے خرماے خام یعنی بُسر کا بونا کبھی مناسب نہین ہے اسلیے کہ گٹھلی کا اپنے انتہائی کمال کو پہونچنے کے بعد بُو یا جانا بہتر ہے۔ اور فلاحان عرب نے بھی اسپر اتفاق کیا ہے کہ کمزور خرما کی گٹھلی ہرگز بُونے کے قابل نہین ہوتی کیونکہ اُسکا درخت کبھی زوردار نہوگا اور تمام عمر قوت پیدا نہ کریگا۔ غیر پختہ گٹھلی کا درخت ایک سال پھل دیتا ہے اور دوسرے سال بے بار رہتا ہے۔ اسکے پھل مین مٹھاس زیادہ نہین ہوتی اور پھل کی مقدار کم ہوتی

ہے۔ بدیں وجہ کہ کمزور پودہ اپنی ناتوانی کیوجہ سے غذا کو اچھی طرح پر جذب نہین کرسکتا۔
اُسمین ان تمام نقصانات کا پیدا ہونا کچھ عجب نہین ہے۔

مصنف فلاحتہ النبطیہ کی راے ہے کہ اُن تمام گٹھلیون پر جنکا بُونا مقصود ہے گاے کے پیشاب کا چھڑکنا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ ایسی گٹھلی سے جو درخت پیدا ہوگا خواہ وہ نر ہو یا مادہ بہت زوردار نکلے گا اور اچھی طرح پر پھُولے گا اور پھلے گا۔ انہین کی راے ہے کہ گٹھلیون کو بُونے سے پہلے میٹھے پانی مین اُسوقت تک ڈبوئے رکھنا چاہیئے جبتک صاف اور متفرق ہوکر پھول نجائین۔ آپ فرماتے ہین کہ آٹھ روز تک تخم خرما کا پانی مین ڈوبا رہنا اسکو پھلا دیگا اور وہ اس قابل ہوجائیگا کہ زمین مین بُو دیا جاے۔ کبھی کبھی اس سے کم مدت مین وہ پھُول جاتا ہے۔ اکثر تازہ گٹھلیون مین ایسا تجربہ ہوا ہے۔

ماسی سورانی فرماتے ہین کہ خرما کی گٹھلیون کو بُونے سے قبل گاے کے پیشاب مین بھگو دینا مناسب ہے۔ اس عمل سے امید کیجاتی ہے کہ اُس گٹھلی کا درخت اپنی اصلیت پر قائم رہے۔ اسی استاد کی یہ راے ہے کہ خرما کی گٹھلی سے اُسکی آلایش کو دور کرنا مضرت بخش ثابت ہوا ہے۔ اکثر اسکا تجربہ ہوا ہے کہ گٹھلی کی آلایش دور کرکے بونے سے درخت اپنی اصلیت سے متغیر ہوگیا اور اپنی مان سے جسکی گٹھلی بوئی گئی مشابہ نہین ہوا۔ فلاحان عرب نے تغیر کو روکنے کیلئے بہت بڑی کوشش کی ہے اسلئے کہ تغیر اصلیت سے تخم کی عمدگی باقی نہین رہتی۔ ماسی سورانی نے کہا کہ ایک تدبیر مین کامیابی نظر آئی یعنی جس عمدہ گٹھلی کو بُونا چاہتے ہو اُسکو گاے کے پیشاب مین ترکرکے ہوا مین خشک کرتے جاؤ اور اس عمل کو متواتر ۳ مرتبہ کرو اور پھر بُو دو اور امید کرو کہ تغیر پیدا نہوگا۔ اور اس کا پودہ جوانی مین اپنی مان کی اصلیت پر قائم رہے گا یعنی ویسا ہی

عمدہ پھل دیگا جیسا کہ اُسکی ماں کا پھل تہا۔ بینوشا اور صفریت نے اس سے اختلاف
کیا ہے وہ کہتے ہین کہ گٹھلی کو بغیر کسی تصرف کے بو دینا چاہیئے ان دونون کی راے
مین یہ بات متحقق ہے کہ اصلیت اسی حالت مین باقی رہتی ہے جب کہ کوئی دخل
و تصرف نہ کیا جاے۔

(۴) گڑہونکی تیاری کا بیان

مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ تخم خرما کی کاشت کیلئے چھوٹے چھوٹے نرم گڑہے
کہودے جائین۔ ایک گڑہے سے دوسرے گڑہے کا فاصلہ ۳ گز سے کم نہو ہندوستان
کے بعض تجربہ کارون کا یہ خیال ہے کہ ہر ایک گڑہے کو اقلاً ڈیڑھ فوٹ مکعب
تیار کرنا کافی ہے۔ گڑہون کی تیاری مین سب سے پہلے قسم زمین اور موسم پر توجہ کرنا
چاہیئے بعض زمینات بالکل نرم ہوتی ہین اور بعض موسم گرما کی وجہ سے زیادہ سخت
نظر آتی ہین۔ بعض کے اجزا زمینی کنکریلے اور بعض مین پتھر ہوتا ہے۔ غرض مختلف
حالات کے لحاظ سے گڑہون کی تیاری مین کوشش کرنا چاہیئے جس زمین مین
پتھر زیادہ ہون اُسکے گڑہے جسقدر زیادہ عمیق کہودے جائین اوسیقدر فائدہ بخش
ثابت ہونگے۔ ہمارا مقصد اصلی یہ ہے کہ جتنے الوسع حالات مرفع ہون اور زمین مین
نرمی پیدا ہو تاکہ پودون کی نازک جڑون کی پرورش اور پھیلاؤ بغیر کسی مزاحمت
کے ہو سکے۔

گڑہون کی دو قسمین ہین (۱) وہ گڑہے جو تخم کے بونے کیلئے بنائے جاتے ہین۔ ان
گڑہون مین اُگے ہوے پودے کئی بار ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کئے جاتے

ہین جسکا بیان اسی فصل کے آئندہ بابون مین آئیگا۔ (۲) وہ گڑہے جنمین درخت مستقل طور سے قائم کردئیے جاتے ہین اور پہر بغیر کسی شدید ضرورت کے وہ اُس جگہ سے نہین نکالے جاتے۔ پس دوسری قسم کے گڑہون کی تیاری مین بہت زیادہ احتیاط لازم ہے خصوصاً اس بات کی احتیاط کہ اُنکی تہہ مین پتھر واقع نہو۔ ان گڑہون کے لئے تجربہ کار فلاحون نے کہا ہے کہ ۳ فیٹ کا عرض اور اُسی قدر طول کافی ہے عمق کے لئے زمین کی حیثیت کے اعتبار سے عمل کرنا چاہیے۔

جب گڑہے تیار ہوجائین تو اُنکو سبز کہاد اور چولہے کی راکھ کی شرکت سے بہر دینا چاہیے اور اگر بارش کا موسم نہو تو ہر روز آبرسانی جاری رکہنا چاہیے تاکہ مٹی اپنی جگہ پر مضبوط ہوجاے۔ پودہ یا تخم کے لگانے کے بعد آبپاشی کے اثر سے مٹی کا دبنا سطح بالائی کو بگاڑ دیگا اور پودہ کو گہرائی مین اُتار دیگا جس سے ممکن ہے کہ آبپاشی کے وقت اُسکے گابہہ کو ہرج پہونچے۔

بعض فلاحان عرب کی راے ہے کہ پودہ کی سطح کو سطح زمین سے اقلاً ۳ فیٹ کے عمق مین قائم کرنا چاہیے تاکہ تمازت آفتاب اور ہوا کے خراب اثر سے اُنکی جڑین محفوظ رہین اور آبپاشی کا اثر دیرتک قائم رہ سکے ایسی حالت مین گڑہا زیادہ عمیق کہودنا چاہیے تاکہ اُسکے بہر دینے کے بعد اُسکی سطح۔ سطح زمین سے بقدر تین فیٹ عمیق رہے۔ تجربہ کارون کی راے ہے کہ مرطوب مقامات مین یہ عمل مفید ثابت نہین ہوا۔ بلکہ پودہ کو اس سے مضرت پہونچی۔ بالخصوص جن مقامات پر نہر یا موٹ کی نالی سے آبپاشی کی جاتی ہے وہان اس عمیق سطح مین اکثر اس بات کا اندیشہ رہتا ہے کہ عمیق حصہ پانی سے بہر جاے اور گابہہ کو ڈبودے

جس سے درخت ضائع ہوجاے۔ یا دہوپ اور چاندنی کا اثر جڑون تک کم پہونچے۔ جس سے بیماریان عارض ہون۔ اگر نشیبی سطح زیادہ وسیع ہو اور آبپاشی مین نگرانی اور احتیاط سے کام لیا جاے تو البتہ یہ طریقہ مفید ہوگا۔

فلاحون کی قطعی راے ہے کہ جس نشیبی مقام مین پانی کی نکاسی نالی نہو وہان اس طریقہ پر ہرگز عمل نہ کرنا چاہیے اسلئے کہ موسم بارش مین پودون کے غرق ہوجانے کا سخت اندیشہ ہے۔

(۵) کاشت کا وقت

مصنف فلاحتہ النبطیہ کا قول ہے کہ تخم خرما کی کاشت کیلئے ہر ایک موسم اور ہر ایک وقت کام دیسکتا ہے بشرطیکہ احتیاط کے ساتہ کام لیا جاے۔ ہر ایسا درخت جو مختلف موسم مین بوئے ہوے تخم سے پیدا ہوگا ضرور بارآور ہوگا۔ لیکن ممالک عرب کیلئے انکا تجربہ یہ ہے کہ ماہ آذار کی ابتدا سے ماہ حزیران کے آخر تک تخم لگایا جاے۔ (آذار ایک رومی مہینہ کا نام ہے جو آغاز سال سے چھٹا مہینہ ہے اور حزیران نوان مہینہ۔ ماہ حزیران تھوڑے سے تفاوت کے ساتہ خورداد ماہ الہی یا اساڑہ ماہ ہندی کے مطابق ہوتا ہے) اس مفید موسم کی کاشت بہ نسبت دوسرے موسم کے زیادہ نفع بخش ثابت ہوی ہے جسکا درخت قوی ہوگا اور اسکو بیماریان کم عارض ہونگی۔ اور اسکی بارآوری اچھی ہوگی۔ پھل بڑا ہوگا۔ اور درخت اچھی طرح پھیلے گا۔

لاین مصنف فرماتے ہین کہ اگر فصل خریف مین کاشت کیجاے یا کانون ثانی مین (یہ ترکی مہینہ کا نام مطابق ہوتا ہے ماہ ماگھ کے) تو درخت مین ضرور تغیر ہوگا کہ جسکے

پھل اور مزے مین فرق آئیگا۔

ہندوستان کیلئے کاشت کا مناسب وقت موسم بارش یا سرما بیان ہوا ہے۔ بعض تجربہ کارون نے سرما کو موسم بارش سے بہتر خیال کیا ہے لیکن ایک جوان درخت کی جڑ سے نکالے ہوے بچے یا گٹھلی سے بوئے ہوے پودون کا آخری انتقال موسم بارش مین زیادہ مفید مانا گیا ہے۔

ایک تجربہ کار فلاح عرب کی راے ہے کہ تخم خرما کی کاشت کیلئے وہی موسم منتخب ہونا چاہیے جس موسم مین اُسکا ثمرہ حاصل کرنا مقصود ہو۔ یہان تک کہ بچۂ خرما کو اُسکی مان کے پیندے سے جدا کرتے وقت بھی اسی اصول کو مدنظر رکھنا چاہیے۔ ہندوستان کے جن مقامات مین درخت خرما کا بار موسم بارش مین تیار ہوتا ہے اور برودت کیوجہ سے بگڑ جاتا ہے اُن مقامات پر فلاحین کو اس کلیہ کا خیال رکھنا چاہیے۔ اگر یہ کلیہ ہندوستان مین صحیح ثابت ہو تو سمجھہ لینا چاہیے کہ کاشت خرما مین کامیابی ہوچکی۔ اسلئے کہ ناواقف کاشتکاران ہند نے جہان اور مشکلات کی وجہ سے اپنے ذہن مین یہ غلط فیصلہ کرلیا ہے کہ خرما کیلئے اس ملک کی آب وہوا موافق نہین ہے وہان اُنکو بہت بڑی شکایت اسکی بھی ہے کہ اسکے ثمرہ کی پختگی کا موسم برسات مین واقع ہوتا ہے اور ہواے سرد کیوجہ سے ثمرہ بگڑ جاتا ہے۔ اگرچہ ہمنے اسی فصل مین بضمن آب وہوا اس سے بحث کی ہے لیکن ہم مناسب خیال کرتے ہین کہ اس مقام پر اپنی اُس بحث کو کامل کردین جن مقامات پر بارش کا اوسط نہایت کم ہے جیسے مسقط یا ملتان کا مقام وہان کے لئے تو اسکی چندان پروا نہین ہے لیکن جن مقامات مین فی الجملہ بارش کا اوسط مسقط اور ملتان سے بڑہا ہوا ہے وہان کوئی ایسی تدبیر ضرور ہونی چاہیے جو تیاری ثمرہ کے وقت پر موثر ہو۔ اگرچہ فلاحان

عرب کی آخر الذکر راے وقت کاشت کے متعلق ہمکو اپنے مقصد مین کامیاب کرسکتی ہے لیکن ہم ہندوستان کی آب و ہوا کے لحاظ سے اُس راے پر اپنا اطمینان بطور کامل نہین ظاہر کرسکتے۔ یہی ایک نازک چیز ہے جسپر کاشت خرما کی کامیابی کا مدار ہے۔ ہماری راے مین حکومت وقت کا یہ کام ہے کہ اس مسئلہ کو اپنی امداد سے حل کردے تاکہ عامہ رعایا اور ملک کو اس سے مستفید ہونے کا موقع ملے۔ جن مقامات مین گورنمنٹ فارمس قائم ہین اُن مین سب سے پہلے اسی کا تجربہ شروع کردینا چاہیے اسطرح پر کہ عمدہ اقسام کے چند بچے خلیج فارس سے منگوائے جائین اور نیز اسکے اعلے اقسام کے بیج فراہم کرلئے جائین اور پھر اُن دونون کی جدا جدا کاشت علیحدہ علیحدہ حصون مین ہر ایک فصل مین کیجاے۔ جب یہ درخت جوان اور بارآور ہون تو اسکا تجربہ کیا جاے کہ کونسی قسم کس فصل کی بوئی ہوئی کس مہینہ مین بارآور ہوئی۔ اور اُسکا ثمرہ کس موسم مین اورکس مہینہ مین پختہ ہوکر تیار ہوا۔ انہین سے جن درختون کا پھل گرم موسم یا اُسکے قرب مین تیار ہوجاے اُن درختون کے اقسام اور اونکی کاشت کے وقت سے فلاحان ہندکو مطلع کردینا چاہیے اور کوشش کے ساتھ انہین اقسام کو ہندوستان مین پھیلا دینا چاہیے اس عرض مدت مین ان پودون کی نگہداشت مین اُن تمام ہدایات کی پابندی ہونی چاہیے جنکو ہمنے اس کتاب مین بیان کیا ہے یا اور ذرائع سے گورنمنٹ کو معلوم ہوسکین اور وقت بوقت اُنکی کیفیت اور نتایج درمیانی سے بھی کاشتکاران ہند کو آگاہ کرنا چاہیے دلیسی ریاستون خصوصًا ممالک محروسہ نظام مین اسی قسم کی ایک خاص کوشش بحکم والیان ریاست ہونا چاہیے۔ جس درخت کے منافع کثیر سے ہم ایک حد تک واقف ہوچکے اور جسکو مقابلہ قحط کیلئے نہ صرف ہمنے بلکہ محققین یورپ نے بھی درختون کے تمام اقسام سے

منتخب کرلیا ہے اوسکی نسبت اس ضروری کام مین صرفۂ لازمی ولابدی بے محل نہ سمجھا جائیگا۔ اور ملک کیلئے جو منافع آخر پر ملحوظ ہین اونکے مقابلہ مین یہ صرفہ بالکل بے حقیقت ثابت ہوگا اس کا آغاز اگر ہمنے آج کردیا توصرف بارہ یا پندرہ سال مین اسکا تجربہ نہایت وثوق کے ساتہ حاصل ہوسکتا ہے۔

(۶) کاشت کا طریقہ

تخم کے ذریعہ سے

مصنف فلاحتہ النبطیہ کی رائے مین ہر ایک گڑہے مین ۳ یا ۵ یا ۷ گٹھلیان بونا کافی ہے ہر ایک گڑہے مین گٹھلیان اسطرح پر بوئی جائین کہ اُن پر ایک بالشت مٹی آجائے۔ پھر اُس مٹی کو دونون ہات سے نہایت زور کے ساتہ اور کم سے کم متوسط زور کے ساتہ دبانا چاہیئے اور پھر اُسپر آب پاشی کیجاے۔ اگر یہ عمل ایک ایسے موسم مین ہوا ہو جسمین شدت کے ساتہ پانی برستا ہو تو آبپاشی کی ضرورت نہوگی ورنہ گٹھلیون کے بونے کے بعد تھانولہ مین سیرابی کے ساتہ پانی پہونچانا چاہیئے تاکہ گٹھلیان اچھی طرح پر تر ہوجائین بدینوجہ کہ یہ زمین گڑہون کی تیاری کے وقت نرم کی گئی ہے اُسمین پانی کے جذب کرنے کی قوت زیادہ ہوگی۔ پس مناسب ہے کہ جسقدر پانی کو زمین جذب کرسکے اوس مقام پر پہونچایا جاے۔

بعض تجربہ کاران ہند کی راے ہے کہ اُس کیاری مین جو بھرے ہوے گڑہے پر قائم ہوئی ہو چھ چھ انچہ کے فاصلہ سے ایک ایک تخم کا بودینا کافی ہے۔ ضرور ہے کہ ہر ایک تخم سطح بالائی سے چھ چھ انچہ کی گہرائی مین جسقدر ممکن ہو قائم کیا جاے۔ ڈاکٹر بوناویا کی را

ہے کہ لیسے بوئے ہوئے تخم کو ہفتہ مین دو تین مرتبہ بحسب ضرورت پانی دیناچاہیئے
مولف کہتاہے کہ بوئے ہوئے تخم کی نسبت استقدر سمجھہ رکھنا کافی ہے کہ اسکوزیادہ
آبپاشی کی ضرورت ہے۔ اب رہی یہ بات کہ کتنے دن مین ایک دفعہ پانی دیناچاہیئے
اسکا تصفیہ خود فلاح کے ہاتھہ ہے۔ موسم اور مقام کے اعتبار سے ضرورت کا محسوس
کرنا ہمارا کام نہین ہے۔ بارش کے موسم مین خصوصاً جب کہ ہر روز پانی برستا ہو مطلق
آبپاشی کی ضرورت نہوگی۔ موسم سرما مین بہ نسبت موسم گرما کے آبپاشی کی ضرورت
کم واقع ہوگی۔ گرمی مین دہوپ کی تیزی اور زمین کی خشکی کی حالت پر غور کر کے آبپاشی
جاری رکہنا چاہیئے اور اس بات کا لحاظ رکہنا چاہیے کہ نہالوں کی زمین خشک ہونے
نپائے۔

آبپاشی کا اثر دیر تک قائم رکہنے کیلئے کیاریوں پر خشک پتون کا بچھا دینا یا ہر ایک
نہالولہ مین پانیسے بھرا ہوا ایک ایساظرف رکہہ چھوڑنا جسکے حصۂ زیرین مین ایک باریک سا
سوراخ ہو البتہ مفید ثابت ہوا ہے۔

ساحرین کا خیال جیسا کہ ساحر نے کہاہے کہ خرما کی گٹھلیون کو بونے سے پہلے مناسب
ہوگا کہ تانبے کی ایک لوح لیجائے جسکا وزن ۷۰ یا ۳۰ مثقال کے مساوی ہو پھر جس
زمین مین گٹھلیان بونا مقصود ہے اسکے وسط مین ۷ قدم کا گہرا گڑہا کھودا جاسے۔
پھر مٹی کا پکا ہوا برتن جسمین آنچ کا اثر پہونچ چکا ہو لیکر اس لوح پر روغن زیتون
ملکر اس گلی ظرف مین رکھہ دین اور عمدہ طور سے اسکو بند کر کے اس گڑہے مین دفن
کردیا جائے۔ اس عمل کے بعد گٹھلیان بودیجائین۔ وہ کہتاہے کہ یہ طلسمی عمل ہے
جس سے پودے عمدہ حالت مین پرورش پائینگے اور جوانی مین نہایت شیرین اور

خوبصورت پھل دینگے۔ کسی درخت مین کوئی آفت اثر نہ کریگی اور مہلک عارضون سے بھی درخت محفوظ رہین گے۔ اُسی ساحر نے کہا ہے کہ اس عمل کے اثر سے بہت کم ایسے ز درخت پیدا ہون گے جو زرد رنگ ہون۔ اسی ساحر کا قول ہے کہ جب تم میرے بتلائے ہوے عمل کو کرنے لگو تو اولئے یہ ہے کہ وہ مشتری کی ساعت ہو۔ اور چاند۔ آفتاب یا مشتری کے متصل ہو۔ اگر مشتری کے دو خانون مین سے کسی مین قمر ہو اور طالع بھی ہو تو بہتر ہے۔ اسکا اثر یہ ہوگا کہ اُگنے والے پودے جوانی مین عمدہ اور کثیر پھل لائین گے اور پھل اکثر زرد رنگ ہوگا اگر کسی ایسے مادہ کی گٹھلیان بُوئی گئی ہون جسکا پھل سیاہ تھا اور اُسکے کچے پھل سُرخ تو اکثر پختہ پھل ان درختون کے زرد پاؤگے۔ اور جتنے اقسام پیدا ہونگے سب کے سب بڑے اور خوبصورت پھل والے ہونگے۔ آغاز پیدایش سے اُنکی روئیدگی عمدہ ہوگی اُنکے پھل شیرہ دار ہونگے اور اُنکا شیرہ گاڑھا۔

مؤلف خیال کرتا ہے کہ اس عمل کو اگرچہ صبیانا نے طلسم کے نام سے بیان کیا ہے اور ساحرین کا پسند کیا ہوا عمل ہے لیکن زمین کی قوت بڑھانے کیلئے درحقیقت یہ کیمیائی عمل ہے۔ چاند یا سورج یا مشتری کا طالع نباتات کیلئے علم نجوم کی رو سے مفید مانا گیا ہے اور تجربہ کار فلاحون نے جنکو ساحری اعمال سے تنفر رہا ہے ساعت کی خوبی اور خصوصاً ان ستارون کے اثر کو بھی تسلیم کیا ہے۔ پس میری راے مین صبیانا کی اس ہدایت پر عمل کرنا چاہیے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ اگرچہ اس بارہ مین اعمال سحر کے سخت مخالف ہین لیکن وہ اس خاص عمل کو پسند کرتے ہین۔ اُنکا خیال ہے کہ تانبہ کو روغن زیتون کے ساتھ کسی ایسے مقام مین دفن کرنے سے جسمین گٹھلیان بُونے کا ارادہ ہے۔ زمین کیلئے ایک موثر اور مقوی کھاد کا بدل ہوگا۔

تخم کی حفاظت سایہ کے ذریعہ سے فلاحانِ عرب کا اسپر اتفاق ہے کہ کھجور کی گٹھلی بونے کے بعد اوسپر سایہ کر دینا چاہیئے۔ سایہ اسلئیے مفید ہے کہ موسم کی سردی یا گرمی یا ہواے مخالف سے اُسکی حفاظت ہوتی ہے اور اسی حفاظت کا نتیجہ ہے کہ گٹھلی کا پودہ اپنی اصلیت سے متغیر نہین ہوتا۔ اسلئے کہ تغیر کے قوی اسباب مین سردی اور گرمی اور ہوا داخل ہے۔ مؤلف نے اسبابِ تغیر کو ایک خاص محل پر دکھلایا ہے اور اس مقام پر صرف اسقدر بیان کر دینا کافی خیال کیا گیا ہے کہ گٹھلی کے بونے کے بعد اُسکو ہوا اور سردی اور گرمی سے بچانا بہت ضروری ہے۔ صغریث کی راے ہے کہ سایہ کسی ایسی ٹٹی کا زیادہ مفید ہوگا جو کھجور کے ساتھ فطرتی مناسبت رکھتی ہو۔ مثلاً بردی (یہ ایک قسم کی گھانس ہے جسکو فارسی مین نَخ کہتے ہین جس سے چٹائیان بنائی جاتی ہین) تجربہ کار فلاحون کی مانی ہوئی بات ہے کہ بردی کو ہمیشہ نخلِ خرما کے ساتھ موافقت ہے پس اگر بردی کی چٹائیون سے اُس مقام کو چھپا دیا جاے جہان گٹھلیان بوئی گئی ہین تو اسکا سایہ بہ نسبت اور اقسام کے سایہ کے زیادہ مفید ثابت ہوگا۔ صغریث کہتا ہے کہ بونے کے بعد ۳ دن سے ۷ دن تک یہ عمل کرنا چاہیئے۔

ینبوشاد کا قول ہے کہ جب کوئی شخص کسی قسم خرما کی گٹھلیان بوئے تو مناسب ہے کہ اُن پر کسی قسم کی آڑ قائم کردے۔ اگر ہوا ٹھنڈی ہو تو پردہ کر دینے سے سردی کا فساد اُسکو نہ پہونچے گا اور اگر ہوا گرم ہو تو پردہ اُسکو گرمی کے صدمہ سے بچائیگا۔ اگر موسم معتدل ہے تو پردہ کرنے کی ضرورت نہین ہے۔ قوثامی نے فرمایا ہے کہ جب گٹھلی کو مٹی مین گاڑ کر چھپا دیا جاے اور ۱۰ دن کے فاصلہ سے دو مرتبہ پانی دیا جاے۔ تو اُسوقت بانس یا اور کسی گھانس کی ٹٹی یا بوریے سے آڑ کر دینا ضرور ہے۔ وہ کہتا ہے

کہ جس چیز سے ٹٹی بنائی جائے وہ نئی نہو بلکہ پرانی ہو۔ بنیوشاد کو بھی اس سے اتفاق ہے
مؤلف کہتا ہے کہ ہندوستان کے جن مقامات پر موسم سرما مین پالا پڑتا ہے یا بارش
بکثرت ہوتی ہے وہان البتہ ٹٹی کا سایہ ضرور ہے علی ہذا اگر دہوپ بہت سخت ہو یا ہوا
تیزی کے ساتہ چلتی ہو تو ٹٹی کی آڑ بلاشک مفید ہوگی۔ لیکن اس بات کی احتیاط ضرور ہے
کہ ٹٹی کی آڑ تہالہ سے ملحق نہ رہے بلکہ کسی قدر بلندی پر تاکہ روشنی اور ہوا کا گزر قائم
رہے۔ اعتدال ہر حالت مین مفید ہے۔ ٹٹی کی آڑ کے ذریعہ سے صرف بے اعتدالی کو روکنا
مقصود ہے جن مقامات پر رات مین پالا پڑنے کا اندیشہ نہین ہے وہان ان ٹٹیون کو
رات مین ہٹا دینا چاہیے تاکہ چاند کی روشنی تہالہ پر پڑسکے۔ بعض تجربہ کار کاشتکاران
دکن کا خیال ہے کہ ٹٹیون کی آڑ باعتبار آب وہوائے دکن مضر ثابت ہوی ہے وہ
کہتے ہین کہ صرف تمازت آفتاب سے اُس مقام کو بچانا چاہیے جہان گٹھلیان بوئی گئی
ہین اور وقتون مین ٹٹیون کی مطلق ضرورت نہین ہے۔ مؤلف سے ایک فلاح عرب سے
اسکے متعلق گفتگو کی اُسنے بیان کیا کہ اہل ہند سایہ کی حقیقت سے واقف نہین ہین۔
بوئی ہوی گٹھلیون پر سایہ کا قائم رکہنا ہر حالت مین فائدہ بخش ہے۔ رات اور دن
ہر ایک تہالہ پر دو ٹٹیون کو باہم اُنکے سرے ملا کر شرق وغرب مین قائم کرنا چاہیے تاکہ
ایک مثلث کی شکل پیدا ہو جاے۔ اُنکے دونون جانب شمال وجنوب کہلے رہین جس سے
ہوا کا گزر ہوتا رہیگا۔ اُسنے کہا کہ اس طریقہ عمل سے اُسکو ہندوستان کے ممالک مغربی وشمالی
مین کامیابی ہوی۔ اور پودے بہت جلد نکل آئے اور تندرستی کی حالت مین پائے گئے
اُسنے کہا کہ اس سایہ کی وجہ سے پودہ اُسی قسم کا پیدا ہوا جس قسم کی گٹھلیون سے کاشت
ہوی تہی اور اس پودہ کی جوانی مین اس عمل کی تصدیق ہوی۔ بدنیوجہ کہ اہل ہند اقسام

کی تمیز بہت کم رکھتے ہین اور عمدہ اقسام کی خوبیون سے زیادہ ناواقف ہین وہ اس سایہ کے منافع کی قدر نہین کرتے - اس شخص کی راے مین کاشت کے دن سے صرف ۳۰ دن تک سایہ کا رہنا بالکل کافی ہے -

پودون کی نشو و نما اور انکی حفاظت ہر ایک گٹھلی سے تہہ کیا ہوا ایک مولکہ نکلیگا جس کو اردو بول چال مین نال کہتے ہین - یہ مولکہ دراز نظر آئیگا اور بلند ہوکر ابھریگا تقریباً ۴ یا ۵ یا کچھ اور زیادہ دن گزرنے پر دوسری پتّی نکلے گی اور اس مدت کی کم و بیشی طبیعت خرما اور زمینی قوت اور آب و ہوا کے اختلاف سے متعلق ہے - دوسرا پتّا پہلے کے بہ نسبت عرض مین کم ہوگا اُسکے بعد تیسرا پتّا اُن دونون پتّون کے بیچ سے نکل آئیگا - پھر یہ پتّا بلند ہوگا جسکی نال مدور اور لمبی ہوگی اور بہ نسبت دونون کے موٹی - ان پتّون کا حصہ زیرین سپید رنگ - جون جون یہ پتّے بڑہتے جائین گے انکا موٹا پا زیادہ ہوتا جائیگا - پھر پتّون کی تعداد بھی بڑہتی جائیگی - دو سال کے عرصہ تک پودہ ترقی کرتا رہے گا اور دو سال مین وہ اس قابل ہوجائیگا کہ اپنے مقام سے دوسری جگہ منتقل کردیا جاے -

صغریت کی راے ہے کہ مولکہ نکل آنے کے بعد متعدد پودون کے درمیان بردی کا بو دینا بہت مفید ثابت ہوا ہے اور پودون کے لئے بردی کی چٹائیون یا تنے کے بوریون کا پردہ ضروری خیال کیا گیا ہے اسلئے کہ بردی اور تنے دونون خرما کے لئے مفید ہین - پودہ اور اُسکی جڑ مین طاقت بخشتے ہین اور صلاحیت پیدا کرتے ہین لیکن اس بات کی احتیاط لازمی ہے کہ بردی کی کاشت یا بوریا ے نے کا سایہ پودہ سے بالکل متصل نہو بلکہ کسی قدر فصل کے ساتھ - تاکہ ہوا بالکل رک نجاے -

خلیج فارس اور ملتان کے فلاحین نے کہا ہے کہ جو تخم گزشتہ موسم بارش مین بویا گیا ہے

اُسکے پودہ کو سال حال کے موسم بارش مین دوسرے مقام پر منتقل کردینا چاہیے۔ وہ مقام جسپر یہ پودہ منتقل کیا جائیگا اُنھین ہدایات سکے مطابق جو ہم گزشتہ حصہ مین بیان کرآئے ہین صاف اور نرم اور کھاد دیا ہوا ہونا چاہیے۔ اس انتقالی عمل مین اسکا لحاظ رکھا جاسے کہ ہرایک پودہ کی جڑون کے ساتہ مٹی کا کچھ حصہ بھی لگا رہے جس سے پودہ کی جڑین محفوظ رہین گی۔ نئے مقام پر ایک پودہ سے دوسرے پودہ کا فاصلہ ۲ فیٹ سے کم نہو۔ تیسرے سال پھر ایک دفعہ ان پودون کا نقل مقام ہوگا۔ لیکن اس دفعہ یہ مستقل مقام پر قائم کئے جائین گے جہان سے پھر انکو نکالنے کی ضرورت نہوگی۔ بنار علیہ اس مرتبہ کے انتقال مین ایک پودہ کا فاصلہ دوسرے پودہ سے اقلاً ۱۵ فیٹ ہونا چاہیے۔ اور اسکا گڑہا اُنھین تمام ہدایات کے مطابق تیار ہونا چاہیے جنکو ہم گزشتہ حصہ مین بیان کرچکے ہین۔ بدینوجہ کہ دو سال کی عمر کے پودہ کی جڑین کسی قدر بڑھ جاتی ہین اُنکے نکالنے مین بڑی احتیاط لازم ہے تاکہ کوئی جڑ ضائع نہو حتے الامکان کوشش کروکہ جڑون کے ساتہ مٹی کا کچھ حصہ چسپیدہ رہے یعنی اُسکو اُسکے گدّے (پنیدے) کے ساتہ نکالو اور بلا تاخیر دوسرے گڑہے مین جو اسکے لئے تیار ہے قائم کردو۔ اس عمل کیلئے شام کا وقت جبکہ آفتاب غروب ہوچکا ہو مناسب ہے اگر چاند کی روشنی مین یہ عمل کیا جاسے تو زیادہ بہتر ہے مگر ضرور ہے کہ شب کے پہلے حصہ مین بلکہ سرشام یہ عمل کیا جاسے تاکہ پودہ اپنے مستقل مقام پر منتقل ہونے کے بعد اُسپر ۱۲ گھنٹہ تک ٹھنڈا وقت گزرے اور یہی لحاظ دوسرے سال کے تبدیل مقام مین رکھنا چاہیے دونون وقت پودہ کے نئے مقام مین اُسکی جڑون پر اطمینان کے ساتہ مٹی ڈالنا چاہیے اس طرحپر کہ وہ بالکل چھپ جائین اور پھر اُس سطح کو پیرون سے خوب کھندل کر مضبوط کردینا چاہیے اور ایک دو روز تک اُس مقام پر ہلکا سا سایہ قائم کردیا جاسے

اور درخت کے سہارے کیلئے ایک لکڑی کا ٹیکہ دیدیا جاسے تاکہ ہوا کے جھوکون سے اُسکی جڑین ہلنے نہ پائین۔ اسکا تھالہ اطراف درخت مین دو فیٹ کا عریض رکھا جاسے تاکہ آبپاشی کے وقت سیرابی کے سات پانی پہونچ سکے۔ اگر اس عمل کے بعد موسلادہار پانی برسے اور نشیبی مقام پر پودے قائم ہوسے ہون تو تھالہ کو وسیع کرنا مناسب نہین ہے بلکہ سطح زمین کے برابر کردینا چاہیے۔ اگر آب پاشی میٹھے پانی سے ہوتی ہو تو اس انتقالی عمل کے وقت فی درخت دو تولہ نمک اُسکے تھالہ مین ڈالدینا مناسب ہے تاکہ پودہ کی جڑون مین قوت جاذبہ زیادہ رہے۔ کمہلائی ہوی شاخون کو جب تک وہ خشک اور بیکار نہو جائین پودہ سے کاٹ کر جدا نکرنا چاہیے۔ یا بحالت پژمردگی اُنکو پودہ کے تنہ سے نہ لپٹنا چاہیے۔ بڑے درخت کیلئے بھی یہ عمل مضرت بخش ہے۔ یعنی پژمردہ شاخون کو تنہ کے اطراف لپیٹ دینا اُسکو روشنی اور ہوا سے تازہ سے روکنا ہے۔ لیکن جب اُن شاخون کو بالکل خشک پاؤ تو ضرور اُنکو ایک تیز چاقو سے جدا کردو تاکہ غذا کا وہ حصہ جو بیکاری کی حالت مین ان شاخون کو ملتا ہے درخت کی سرسبز شاخون کو ملے۔ ڈاکٹر بونا ویا کہتے ہین کہ سبز پتے درختون کیلئے پھیپھڑے کا کام دیتے ہین۔ اور اُنکے کاٹ ڈالنے سے درخت کمزور ہوجاتا ہے اسلئے اُنکا جدا کرنا اُسی حالت مین مناسب ہے جب کہ وہ بالکل خشک ہوجائین۔

تیسرے سال کے انتقالی عمل مین تمام پودون کو ایک سیدہی قطار مین قائم کرو تاکہ باغ خوشنما بھی رہے اور آب پاشی کی نالیان بغیر کسی کجی کے آسانی کے ساتہ جاری رہ سکین۔

فلاحانِ عرب کا قول ہے کہ اس موقع پر ایک منتقل کئے ہوے پودے کو نئے مقام پر

قائم کرنے مین دو باتون کا خیال نہایت ضروریات سے ہے - ایک یہ کہ اُنکی کوئی
جڑ ضائع نہونے پاسے تاکہ نئے مقام کو وہ جلد قبول کر سکے اور اپنی غذا اس نئے مقام
سے برابر حاصل کر سکے - دوسری بات یہ ہے کہ جڑون کو سیدہی حالت مین رکھکر اوسکے
اطراف مٹی ڈالو تاکہ کوئی جڑ تنگی مقام کی وجہ سے لپٹ نہ جاے یا ٹیڑہی ہوکر نہ رہجاے -
ہر حال مین جڑون کا رجحان نیچے کیجانب رہنا چاہیے - اس عمل مین کامیابی حاصل کرنے
کیلئے فلاح کو ضرور ہے کہ وہ پودہ کو نئے گڑہے مین اُتار کر اپنے ہاتھ کے سہارے سے
تھامے رہے اور اُسکی جڑین نیچے کیجانب لٹکی ہوئی ہون اور پھر اطراف سے مٹی ڈہلائی
جاے - جب اسی طرحپر تمام مٹی اُسکی جڑون کو چھپالے اور مضبوط کردیجاے تو اُسوقت
درخت کو ہاتھ سے چھوڑ دو - بعض ناتجربہ کار فلاح درخت کو گڑہے کی تہہ مین رکھ دیتے
ہین جس سے اُسکی جڑین ٹیڑہی ہوکر ایک دوسرے سے لپٹ جاتی ہین اور اُسی حالت
مین وہ گڑہے کو مٹی سے پاٹ دیتے ہین اگرچہ خود بخود اُن جڑون کی رفتار تہہ کی سیدھ
مین قائم ہوجاتی ہے مگر اسکے لئے زیادہ عرصہ درکار ہوتا ہے اور نشو ونما مین تاخیر
ہوتی ہے - ہمارے دکھلائے ہوے طریقہ مین یہ خوبی ہے کہ دوسرے ہی دن سے درخت
کی نشو ونما شروع ہو جاتی ہے اور جڑون کو ترقی کرنے مین کوئی مزاحمت نہین واقع
ہوتی اور سنبھلنے کیلئے کوئی زائد وقت درکار نہین ہوتا -

ایک فلاح کہتا ہے کہ وہ خشک پتے جو بقاے برودت کیلئے تھالون پر بچھادئے جاتے
ہین اونکو ہر ایک پودہ کی جڑون کے پاس مٹی کے ساتھ شامل کردینا چاہیے اونکا اثر
پودہ کی جڑون کیلئے مقوی کھاد کا حکم رکھتا ہے - میرے عزیز مولوی عبداللہ حسین حیدرآبادی

ص آپکا مقام حیدرآباد مین کنٹہ گوسلہ محل کے پاس ہے -

(جنکو اس خاص کام مین تجربہ خاص حاصل ہے) فرماتے ہین کہ اگر ان تمام ہدایات کے مطابق عمل کیا جاسے تو ایسے منتقلہ پودہ پر کسی سایہ کی ضرورت نہین ہے۔ دو چار دن کے لئے سایہ کی ضرورت محض اس خیال سے بیان ہوی تھی کہ پودہ کی جڑین نئے مقام کو قبول کرنے اور زمین سے غذا حاصل کرنے مین ہرج لاحقہ کی متحمل ہون۔ اور تمازت آفتاب کی حدت سے بچین لیکن جب ان تمام باتون پر احتیاط سے عمل ہوا ہے جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے تو اون کو دہوپ سے کوئی نقصان نہ پہونچے گا۔ پہلے ہی دن سے وہ اپنا کام شروع کردینگی۔ بلکہ ایسی حالت مین دہوپ اُنکے لئے مفید ہوگی۔

ڈاکٹر بونا ویا کی راے ہے کہ موسم سرما اور بارش مین ایسے درختون کی درمیانی زمین پر تھالے سے باہر چھوٹے قد کی جنسین بودیجا سکتی ہین جیسے گیہون۔ چنے۔ کنگنی۔ موٹھ وغیرہ ایسی کاشت سے درخت خرما کی جڑون کو فائدہ پہونچے گا۔ توسامی نے کہا کہ کدوا ور کھیرے کی کاشت زیادہ نفع بخش ہے جسکی برودت خرما کو مرغوب ہی اور مختلف امراض کے لئے حفظ ما تقدم کرتی ہے۔

ایک تجربہ کار فلاح کا قول ہے کہ خرما کے بن مین دوسری قسم کے قدآور درختون کا لگانا خرما کے لئے کئی وجوہ سے مضرت بخش ہے۔ (۱) یہ کہ اُس مقناطیسی اثر مین خلل واقع ہوگا جو خرما کے تمام درختون مین قائم رہتا ہے جسکے منافع ہم گزشتہ حصہ مین بیان کر آئے ہین۔ (۲) یہ کہ غیر جنس کے درختون کی جڑین جنکی شاخون کا پھیلاؤ کجی کے ساتہ ہوتا ہے۔ اطراف مین سرایت کرکے خرما کی جڑون سے لپٹ جائینگی اور اون کو نقصان پہونچا ئینگی۔ (۳) اُنکے امزجہ کا اختلاف خرما کی طبیعت پر موثر ہوگا۔ اور ممکن ہے کہ درخت خرما کو بعض امراض اس سے عارض ہون۔ (۴) یہ ہے کہ اُن

کا پھیلاؤ عرض مقام مین درخت خرما سے قریب ہو کر مرض حائل کا پیش خیمہ بنے گا۔ ان
نقصانات کے سوا جو اُن درختون سے درخت خرما کو پہونچنے کا اندیشہ ہے۔ خود اون
درختون کو بھی نقصان پہونچے گا۔ سب سے بڑا نقصان سلب رطوبت کا ہے جو درخت
خرما کی قوت جاذبہ کی وجہ سے جسکا بیان ہم کر چکے ہین اون کو پہونچے گا۔ پس مناسب
یہی ہے کہ خرما کے باغ مین کسی دوسری قسم کے درخت بوئے نہ جائین۔ تاڑ اور
سیندہی کے درختون کو خرما کے ساتہ بونے مین کوئی ہرج نہین ہے اسلئے کہ ان درختون
کو خرما کے ساتہ خاندانی تعلق ہے لیکن انکی کاشت بھی مناسب فصل کے ساتہ ہونی
چاہیئے یعنی اقلاً ۱۵ فیٹ کے فاصلہ پر۔

کاشت بچون کے ذریعہ سے

درخت خرما نر ہو یا مادہ اُسکی جڑ سے ملی ہوی چند ایسی شاخین نکل آتی ہین جنکو
شاخہاے درخت سے نہ انصال ہوتا ہے اور نہ تعلق۔ درخت خرما کی اون شاخوںین
جنکی ابتدا گابہے سے ہوتی ہے بنفسہ جڑین نہین پیدا ہوتین جیسا کہ ان شاخون مین
پیدا ہوتی ہین جو درخت کی جڑ سے ملی ہوی ہوتی ہین۔ ڈاکٹر بوناویا نے لکہا ہے کہ کبھی
کبھی جوان درخت کے تنہ پر بھی بچے پائے گئے ہین جنکو اکثر فلاح کاٹ دیتے ہین اسلئے
کہ اُن کو جدا کرنے مین کامیابی بہت کم نظر آئی۔ بعض بچے درخت کی چوٹی پر نکلتے ہین۔
اُنکو بھی کاٹ دینا مناسب ہے اگر وہ اسی حالت مین بارآور ہون تو درخت کو بڑا نقصان
پہونچیگا۔ یہ شاخین درخت خرما کے بچے کہلاتی ہین اور وہ درخت اُن کی مان ہے
جسکی جڑ سے یہ بچے پیدا ہون۔ ان بچون کو فلاح بہت عزیز رکہتے ہین اور انکی بڑی احتیاط

کرتے ہین اسلیئے کہ انکی نسبت نر و مادہ کا اطمینان بخوبی ہوتا ہے یعنی اگر وہ بچے درخت نر کے پیندے سے نکلے ہین تو وہ قطعًا نر ہین اسی طرح مادہ خرما کے بچے قطعًا مادہ۔ ان بچون مین ایک خوبی یہ بھی ہوتی ہے کہ اُنکی مان کی اصلیت اور قسم پر بھروسہ ہوتا ہے اور فلاحان عرب کی قطعی راے ہے کہ جوانی مین ان بچون کا بار متغیر نہین ہوتا یعنی یہ اُسی قسم کا پھل دیتے ہین۔ جس قسم کا پھل اُن کی مان سے حاصل ہوتا ہے برخلاف تخمی کاشت کے جنکی مان کی نسبت اولًا اس بات کا علم نہین ہوتا۔ کہ کس درخت کی گٹھلی ہے اگر علم بھی ہے تو اُن گٹھلیون سے نکلے ہوے پودون کی نسبت بلحاظ آب و ہوا واختلاف فصل وموسم اسبات کا سخت اندیشہ رہتا ہے کہ جوانی مین اُن کا بار برخلاف اُنکی مان کے ظاہر ہو۔ تیسرا فائدہ ان بچون سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ یہ بہ نسبت اُس پودہ کے جو تخم سے بویا گیا ہے نصف مدت مین بار آور ہوتے ہین۔ یہی تین منافع ہین جنکے لحاظ سے فلاح ان بچون کی کامل نگاہداشت کرتے ہین۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ جس درخت کے تنہ سے بچے پیدا ہون تو سمجھنا چاہیئے کہ فربھی اور کثرت غذا سے وہ درخت شاداب حالت مین ہے جن ممالک مین خرما کے عمدہ درخت بکثرت موجود ہین۔ باغبان ان بچون کی مطلق پروا نہین کرتے اور بلا تامل اُن کو کاٹ کر پھینکدیتے ہین تاکہ اُن کا غذائی حصہ اونکی مان کو پہونچے۔ لیکن جن ممالک یا جن باغات مین درخت خرما کی قلت ہے وہان ان بچون کو اُنکی مان کے پیڑ کے ساتھ قائم رکھتے ہین اور اُنکی حفاظت مین کوشش کیجاتی ہے جب یہ بچے بڑے ہوجائین تو اونکو اُکھیڑ کر دوسری جگہ پر قائم کرنا چاہیئے اگر یہ بچے اُکھیڑنے سے قبل اپنی مان کے اطراف مین جڑ پکڑ جائین تو انتقال مقامی کے بعد

زیادہ قوی اور بہت جلد بار آور ہون گے اور آفات سے زیادہ محفوظ رہین گے
آپ فرماتے ہین کہ بریشا اکار جو میرا استاد تہا اوسنے ہرتاب سے کہا کہ بچے
اوسی وقت اُنکی مان سے جدا کئے جائین جب کہ بڑے اور موٹے ہو جائین ۔ اور
اُنکا گابہا زبردست ہو جاے ورنہ اُنکے ضائع ہو جانے کا اندیشہ رہتا ہے ۔ بچون
مین جب جڑین زیادہ پیدا ہو جائین اور شحم یعنی مغز پیدا ہو جاے تو اُنکی بارآوری
کے زمانہ مین اُنکو کوئی مرض لاحق نہوگا اور وافر ثمرہ اُنسے ہاتھ آئیگا اور پھل ضائع
نہوگا ۔ پس سب سے پہلے اس انتقالی عمل کے لئے موافقت وقت و موسم کا خیال رکہنا
چاہئے مصنف فلاحتہ النبطیہ نے لکہا ہے کہ کاشت تخم کے لئے جو وقت اور موسم مستحسن
خیال کیا گیا ہے وہی وقت اور موسم اس انتقالی عمل کیلئے بھی مناسب اور مفید ہے ۔
ہندوستان کی آب و ہوا کے لحاظ سے ڈاکٹر بونا ویا کی راے مین ستمبر اور اکتوبر کا مہینہ اسکے
لئے مناسب ہے ۔ آپ فرماتے ہین کہ بچون کو ہمیشہ بڑے درختون کی مشرقی سمت مین
بونا چاہیے تاکہ دن کے گرم حصہ مین اون پر سایہ رہے ۔ مؤلف کی راے مین وقت کا
تعین ہر ایک مقام کیلئے جدا ہونا چاہیے گزشتہ حصہ مین اس بات کی صراحت ہو چکی
ہے کہ وقت کاشت بارآوری کے موسم پر موثر ہے ۔ فلاحان عرب کی راے ہے کہ
بچہ والے درخت کا تھالہ کہودا جاے اگر اُسکے ساتھ اور بچے قریب نہون تو آسانی
کے ساتھ بچہ کو نکال سکتے ہین ورنہ بہت حفاظت کے ساتھ اُن دوسرے بچون سے اُسکو
جدا کرنا چاہیے اگر دوسرے بچون مین انتقال مقام کی صلاحیت پیدا نہ ہوی ہو تو اسکا
خیال رکہنا چاہیے کہ اُنکو کوئی ضرر نہ پہونچے ۔ دوسرے مقام پر قائم کرتے وقت انسان
کے میلہ اور اُسکے ساتھ کبوتر کی بیٹ کی کھاد دینا چاہیے ۔ پھر اُس گڑھے کو جسمین وہ بچہ

جمایا جاتا ہے۔ مٹی سے بھر کر سطح زمین کو اچھی طرح پر مضبوط کر دینا چاہیے۔ ماسی سورانی نے کہا ہے کہ جس گڑھے مین اس بچہ کو جمانا مقصود ہو اُس مین کبوتر کی بیٹ کے ساتھ گدہے کی گرم لید ضرور شامل کیجاے اسطرح پر کہ بچہ کھاد کی سطح پر قائم ہو تھالہ کی مٹی کو پیرون سے خوب کہندلنا چاہیے تاکہ بچہ کی جڑین مضبوطی کے ساتھ زمین پکڑین اور آخر پر پانی دینا چاہیے اسقدر کہ اُسکے تھالہ مین جذب ہو کر ٹھہر جاے۔ طبرنایا کے لوگ جب بچے لگاتے ہین تو اُنکے تھالہ مین چندروز تک پیشاب کرتے ہین اُنکا خیال ہے کہ اس عمل سے بچہ کی جڑین مضبوط ہوتی ہین اور قوت کے ساتھ ترقی کرتی ہین۔

صغریث کی راے ہے کہ خرما کی گٹھلیان اور بے پتون کی شاخین اور خرما کے خشک پتون کو جلا کر اُسکی راکھ کو بکری کی مینگنیون کے ساتھ ملاؤ اور اوسمین تھوڑا سا پانی بھی شریک کرو جس سے کچھ تری پیدا ہو جاے پھر اُس مجموعہ کو گڑہون مین ڈالکر اُسپر بچہ بٹھلاؤ۔ اور پھر مٹی سے پاٹ دو۔ اس مجموعہ کا نام زبان عرب مین تسمید ہے۔

صغریث نے اپنی اس راے پر بہت وثوق ظاہر کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمنے اس کھاد کو پودون کے گڑہون مین ڈالکر آزمایا ہے۔ خشک حالت مین اسکا استعمال زیادہ نافع نہین ہے۔ تری کے ساتھ نفع بخش ہے وہ کہتا ہے کہ پودہ یا بچہ کو جما دینے کے بعد سیرابی کے ساتھ اوسکو پانی دینا چاہیے۔ تھالہ مین جسقدر زیادہ طراوت رہیگی اُسی قدر زیادہ نفع بخشے گی۔ اُسی کا قول ہے کہ اگر انگور اور کاہو کے پتے کسی قدر جمع کیے جائین اور اوس مین انسان کا میلہ اور کبوتر کی بیٹ ملاکر ۲۱ روز تک سڑایا جاے اور اس عرصہ مدت مین اس تودہ پر پیشاب کرتے رہین اور ایک دو بار اُلٹایا پلٹایا جاے اور پھر اُسکو پھیلا کر خشک کر لیا جاے اور اُسکے بعد انگور کی لکڑی اور خرما کی شاخون

کو جلا کر اُسکی راکھ اُس مجموعہ مین ملائی جاے تو یہ بچون کے لئے بڑی عمدہ کھاد ہوگی اور بچون اور پودون کی نشو و نما مین بڑی مدد دیگی اسکے استعمال سے کوئی پودہ یا بچہ جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر لگایا گیا ہو ضایع نہ جائیگا اور بہت تھوڑی عرصہ مین جم جائیگا۔ صغریث نے اسکی صراحت کی ہے کہ یہ مجموعہ اول گڑھون مین ڈالا جاے اور اوسپر پودے یا بچے جماے جائین اور پھر اُسی کھاد سے جڑون کو امداد دیجاے۔
صاحب فلاحة النبطیہ فرماتے ہین کہ کُردانیون کے پاس ایک جماعت اہواز کے باشندون کی آئی تھی اونکا بیان اور تجربہ تھا کہ خرما کے پودے اگر اوس دن یا اُس وقت مین نتقل کئے جائین جسمین قمر کی حکومت ہو تو بہت جلد جم جاتے ہین اور اُن مین بالیدگی شروع ہو جاتی ہے۔ کُردانیون نے اس عمل کا تجربہ کیا اور بہت مفید پایا۔ نیز اُسی جماعت نے کہا کہ خرما کا درخت لگانے والا بارد مزاج اور عورت کا مزاج رکھتا ہو تو اُسکا اثر درخت کی بالیدگی پر پہونچتا ہے۔ مصنف کتاب مذکور فرماتے ہین کہ پودون کا انتقالی عمل دوشنبہ کے دن اول وقت مین مناسب ہے اور اوس وقت جبکہ قمر عروج پر ہو اور ظاہر ہے کہ یہ وقت آغاز ماہ مین بدر سے پہلے رہتا ہے۔ نیز وہ فلاح جو پودون یا بچون کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پر منتقل کرتا ہے۔ فربہ اور موٹے بدن والا۔ خوشدل اور اپنے عمل کے وقت بشاش اور خندہ رو رہے۔ وہ فرماتے ہین کہ ان اعمال مین طبیعتون کی تاثیر ہے اور وہ اُس مناسبت اور مشابہت کی وجہ سے ہے جو درخت خرما اور انسان مین پائی جاتی ہے جسکو ہم بیان کر چکے ہین۔ تجربہ کار مصنف فرماتے ہین کہ جب کسان پودہ کو منتقل کرنے کے بعد کئی روز تک اوسمین پیشاب کرتے ہین تو اسکی نشو و نما شروع ہو جاتی ہے اور شاخین نکلنے لگتی ہین۔

اور جب وہ جوان ہوتا ہے تو اُسکے پھل دراز ہوتے ہین اور پودہ سرسبز رہتا ہے۔
بادی النظر مین واقفین علم فلاحت کا یہ خیال ہوگا کہ ممکن ہے کہ یہ خوبیان رقیق کھاد کی
وجہ سے پیدا ہون مگر حقیقت مین صرف ایک حدتک اُن کا یہ خیال صحیح ہوسکتا ہے
انسانی پیشاب کی تخصیص اسکے جزو ہے اور وہ اُسی مناسبت اور مشابہت کیوجہ سے
ہے جو انسان اور درخت خرما مین ہے۔ جب منتقلہ پودہ مین بالیدگی ظاہر نہو تو اس
نقص کے دفع کرنے کی نسبت مصنف فلاحتہ النبطیہ نے ایک عجیب تدبیر بیان کی ہے
فرماتے ہین کہ سات آدمی جوان ہر ایک قوی اور چوڑی صورت والا۔ ۷ بانس کی
پھکنیان لئے ہوے جمع ہون۔ پھکنی کا ایک سرا اپنے مُنہ سے لگائین اور دوسرا
سرا پودہ کے لُب مین (لُب سے درخت کا وہ مقام مراد ہے جسمین سے گابہا نکلتا ہے)
پھر وہ بالاتفاق لُبِ نخل مین اپنے مُنہ سے ہوا پہونچائین۔ ہر روز ہر ایک شخص ایک
ہزار دفعہ پھونکے۔ جب ۷ دن تک یہ عمل جاری رہے گا تو درخت مین بالیدگی کے
آثار اور نشو ونما کی علامتین شروع ہوجائین گی۔ لائق مصنف نے اسکی صراحت
کی ہے کہ یہ ہوا انسان ہی کے مُنہ سے پہونچنی چاہئے کسی اور طریقہ پر ہوا مفید نہوگی
اسلئے کہ یہ ایک خاص تاثیر ہے انسانی فعل کی۔ مصنف نے اسپر بہت زور دیا ہے۔
کہ پودہ لگانے والا شخص تنومند اور بشاش ہو۔ اور زحل کی حکومت کے زمانہ مین یہ
عمل نہ کیا جائے۔

مؤلف کہتا ہے کہ بچون کو مان کے پیڑ سے جدا کرنے مین بہت بڑی احتیاط لازم ہے
سب سے پہلے اُنکے لئے مقام تجویز کرنا چاہئے۔ انتخاب مقام مین اسکا خیال ضرور ہے
کہ زمین اُسی نوعیت کی ہو جس نوعیت کی زمین مین اُنکی مان قائم ہے۔ اسموقع پر

یہ بات سمجھہ رکھنے کے قابل ہے کہ اتحاد نوعیت زمین سے مولف، کا کیا مقصد ہے اگر
آپ کو یہ مقصود ہو کہ منتقلہ پودے بار آوری مین اپنی مان کے مماثل ہون تو حتی الامکان
اس امر کا خیال رکہئے کہ وہ مقام جہان آپ بچے قائم کرنا چاہتے ہین با عتبار نوعیت زمین
اُس زمین کے ہم قسم ہو جسمین اُنکی مان قائم ہے۔ یا کم سے کم باعتبار اُن خصوصیات
کے جو کیفیت زمین مین بیان ہو چکی ہین۔ نیا مقام درخت خرما کے لئے مناسب ہو۔
ورنہ بچون کا پہل زمانہ بار آوری مین متغیر ہو جائیگا۔ اگرچہ تجربہ کاران عرب نے
اس انتقالی عمل مین تغیر کا اندیشہ بہت کم کیا ہے بلکہ بعض فلاحون کی قطعی راے
یہ ہے کہ بچہ کا پہل متغیر نہو گا۔ لیکن اصولاً اختلاف زمین تغیر اصلیت پر ضرور موثر ہوتا
ہے۔ پس مجوزہ مقام مین نوعیت اراضی کا لحاظ ضرور رکہنا چاہیئے۔ ہندوستان کی
آب وہوا اور زمینی قوت کے لحاظ سے ایک درخت کا مقام دوسرے درخت سے
اقلاً ۱۵ فیٹ سے کم فاصلہ پر نہونا چاہیئے بدینوجہ کہ نخل خرما کے بچون کو اُنکی مان
سے جدا اور دوسرے مقام پر قائم کرنے کے بعد پھر انتقالی عمل کی حاجت نہین ہے۔
ضرور ہے کہ ہر ایک بچے کیلئے اقلاً ۳ فیٹ کا مربع گڑہا تیار کیا جاے اور اُسکو کھاد سے
مرتب کر کے ٹھنڈے موسم اور ٹھنڈے وقت مین بچے کو اُسکی مان کی گود سے جدا
کیا جاے۔ وہی بچہ اُسکی مان سے جدا کرنے کے قابل ہو گا جسکے تنہ کا قطر اقلاً
ایک فوٹ ہو اور جسمین جڑین نکل آئی ہون۔ جو بچہ قبل از وقت نکالا جاتا ہے۔
وہ نئے مقام مین پرورش نہین پا سکتا۔ اسلئے کہ زمین سے غذا جذب کرنے کا آلہ صرف
جڑ ہے۔ مان کی جڑون سے جو تائید اُسکو ملتی تہی وہ علٰحدگی کے بعد نہ مل سکے گی
اُسکی ذاتی جڑون ہی سے اُسکی غذا متعلق ہو گی۔ ایک فوٹ کا قطر درحقیقت ایک

اندازی علامت ہے اس بات کی کہ اسکی ذاتی جڑین قائم ہو چکی ہین۔ لیکن اگر انتقالی عمل کے وقت معلوم ہو کہ باوجود ایک فوٹ کا قطر ہونے کے جڑین کافی مقدار مین نہین نکلتی ہین تو ایسے پودہ کو اُسکی ماں سے جدا کرنا اُسکے لئے خطرناک ہے۔ ایک ذی علم باغبان کا خیال ہے کہ جب تک پودہ کا وزن کم سے کم ۶ پونڈ اور اُسکی عمر چار سال کی نہ ہولے اوسمین اپنے آپ کو سنبھالنے کی طاقت نہین پیدا ہوتی۔ اُسنے لکھا ہے کہ وزن کے دریافت کا عمدہ معیار قطر کی پیمایش ہے۔ اور مولف کا قطعی تجربہ ہے کہ جڑون کا ملاحظہ مقدم ہے۔ ڈاکٹر بوناویا کی راے ہے کہ بچے کی عمر پانچ چھ سال کی ہو جانے تک اُسکو اُسکی ماں کے پیڑ سے جدا نکرنا چاہیئے۔

جس درخت سے اُسکے بچون کو جدا کرنا مقصود ہے اول اسکی جڑ کے اطراف کی مٹی خالی کرنا چاہیئے۔ نہ اسطرح پر کہ جڑین بالکل نکل آئین بلکہ تنہ کے اطراف ا فوٹ مٹی چھوڑ کر۔ جب گڑہا اس قدر عمیق ہو جاے کہ بچہ کا وصل اُسکی ماں کے ساتہ معلوم ہونے لگے۔ تو اس وقت بآسانی دریافت ہوسکتا ہے کہ آیا اس بچہ نے اپنی ذاتی جڑین قائم کی ہین یا نہین۔ اگر نہین تو بلا لحاظ علامات دیگر فوراً مٹی بھر دینا اور اسکو اپنے حال پر چھوڑ دینا مناسب ہے۔ اگر جڑون کا آغاز ہو چلا ہے تو اُس وقت تیز چاقو سے اُس وصل کو آہستگی کے ساتہ جدا کر دینا چاہیئے جو بڑے درخت کی جڑون کے ساتہ قائم ہے اور فوراً گیلی مٹی سے اُس بچہ کی جڑون کو ہوا اور حرارت سے محفوظ کر کے پہلے اُس گڑہے کو بھر دینا چاہیئے جو اُسکی ماں کے تھالہ مین واقع ہوا ہے اور پھر اس بچہ کو اُس نئے مقام پر قائم کر کے کھاد دینے کے بعد اُسکے گڑہے کو مٹی سے پاٹ دینا چاہیئے اور سطح بالائی کو پیرون سے مضبوط کر کے سیرابی کے ساتہ پانی دینا چاہیئے۔ اور پھر اُسکی دونون جانب دو

شاخدار لکڑیاں گاڑکر اُس بچہ کو اُنکا سہارا دیدینا چاہیے تاکہ ہوا کے جھوکون سے
اُسکی جڑین ہل نہ جائین اور ٹٹی کا سایہ اُسپر قائم کردینا چاہیے تاکہ ہوا ضرورت سے
زیادہ نہ لگے اور سردی یا گرمی سے وہ متاثر نہو۔ ایسے منتقلہ پودہ کو ہر روز آب پاشی کی
ضرورت ہوگی الاجب کہ بارش کا سلسلہ جاری ہو۔ فلاحان عرب اور ہند کا اتفاق ہے کہ ایسے
بچہ کو نئے مقام پر بٹھلاتے وقت اُسکے لُب یعنی (گابھہ) کو مٹی سے بچانا چاہیے۔ یعنے
زمین سے اُسکا گابھہ اس قدر بلند رکھا جاے کہ اوسمین اطراف کی مٹی گرنے نہ پائے۔
علی ہذا آبپاشی کے وقت بھی گابھہ مین پانی نہ گرنے پائے۔ تجربہ کارون کا خیال ہے کہ
اُسپر ٹٹیون کا سایہ اُس وقت تک قائم رہنا چاہیے جب تک نئی شاخین نکلنے لگین اس
عرض مدت مین اگر بارش ہو جاے تو سایہ بدستور قائم رہے تاکہ بارش کا پانی پودہ کے
جڑ پکڑنے سے قبل گابھہ مین داخل نہ ہو جس سے درخت کے سڑ جانے کا اندیشہ ہے۔

اس انتقالی عمل سے بچہ کی جو شاخین خشک ہوتی جائین اُنکو آہستگی کے ساتھ
تیز چاقو سے قطع کردینا چاہیے تاکہ زمینی غذا کی قوت باقیماندہ سبز شاخون کیطرف
رجوع ہو جاے۔

ایک ملتانی فلاح کا قول ہے کہ ان بچون کو اُنکی مان سے جدا کرکے مستقل جگہ پر قائم نہ کرو۔
بلکہ کسی سایہ دار مقام پر چار چار فیٹ کے فاصلہ سے عارضی طور پر قائم کرکے سال
دوم کی بارش کا انتظار کرو۔ اس عرض مدت مین وہ قرب مقام کی وجہ سے ایک
دوسرے کی مدد کرین گے اور نشو و نما پائین گے اُنکی جڑین ترقی کرین گی۔ جب
دوسرے سال بارش کا موسم آجاے تو اُنکے لئے مستقل مقامات بارہ بارہ فیٹ کے فاصلہ
سے تجویز کرکے اُن کو وہان پر منتقل کرنا بہتر ہے وہ کہتا ہے کہ پہلے سال اوسکے

تھالہ کی سطح۔ سطح زمین سے ۳ فیٹ گہری رکھو۔ تاکہ اُنکی جڑین ٹھنڈی رہین اور ہوا سے کم متاثر ہون۔ تھالہ کا عمق اُنکو مختلف ذرائع سے سنبھالے گا۔ دوسرے سال کے انتقالی عمل مین تمکو اختیار ہے اُسوقت تھالہ کی سطح زمینی سطح سے چھ انچہ یا ایک فوٹ عمیق بھی رکھی جاے تو کوئی ہرج نہوگا۔ کانپور کے ایک فلاح کی راے ہے کہ ایسے بچون کی جوانی کا موسم تاریخ انتقال سے پانچوین سال شروع ہوجاتا ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے لکھا ہے کہ یہ بچے چھٹے سال بارآور ہوجاتے ہین۔ فلاحان عرب کو اول الذکر راے سے اتفاق ہے۔ ڈاکٹر بوناویا نے خلیج فارس کے مددگار رزیڈنٹ (مسٹر جیمس چارلس اڈورڈ) کے حوالہ سے لکھا ہے کہ جس نئے مقام پر بچے قائم کئے جائین اُسکو گرمی کے موسم مین ہر روز پانی سے تر رکھنا چاہیے اور جنوری کے مہینہ مین ہر سال اونکی جڑون مین کھاد دینا چاہیے ایک تھیلے مین گھوڑے کی لید بھر کر تنہ کے اطراف ڈالدینے سے اکثر پودون کو فائدہ پہونچا ہے۔

فلاحان عرب کی راے کے برخلاف آپ فرماتے ہین کہ مان سے جدا کئے ہوے بچے زمین مین بٹھلانے سے پہلے اقلاً دس ہفتہ تک محفوظ حالت مین رہ سکتے ہین۔ بشرطیکہ اونکی جڑون کے ساتہ کسی قدر مٹی قائم رکھکر اُنکو کسی بوریے سے باندھا جاے۔ عرب کے ایک فلاح کا قول ہے کہ کھجور کی ہر ایک شاخ مین جڑ پیدا کرنے کی صلاحیت ہے بخصوص اُس شاخ مین جو جڑ سے متصل ہو۔ وہ کہتا ہے کہ اگر ایسی شاخ مین خشکی کے آثار بھی پیدا ہوچکے ہون تو اُسکو زمین مین قائم کرنے اور سیرابی کے ساتہ پانی دینے سے اُسمین جڑین نکل آئین گی لیکن سرسبز بچون کے لئے اُنکی راے ہے کہ مان سے جدا کرنے کے بعد دوسرے مقام پر فوراً قائم کردینا مناسب ہے۔ اگر نئے مقام پر اُنکو جلد آرام نہ ملا تو اندیشہ ہے کہ وہ ضائع ہوجائین بقول ڈاکٹر بوناویا خلیج فارس سے لائے ہوے بچے جو خشک حالت مین پہنچے

لکہنؤ کے ایک سایہ دار مقام مین بوئے گئے اور باقاعدہ طور پر اُنکی آب رسانی کیگئی پچاس فیصدی کی جڑین نکل آئین اور باقی ضائع ہوگئے۔ ان مختلف آرا اور تجربات کا ماحصل یہ ہے کہ درخت خرما کے بچے دور دست مقامات سے منگوائے جاسکتے ہین اور بدین لحاظ کہ فلاحان ہند کو اعلے اقسام کی شناخت نہین ہے اور نہ وہ اعلے اقسام کے بچے اپنے ہی مقام پر پاسکتے ہین۔ باہر سے اُنکے لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اور ایسی درآمد مین فیصدی پچاس تک کامیابی کی امید ہے۔ فلاحان عرب نے ان بچون کی سخت جانی کو تسلیم کیا ہے۔

دوسری اصل متعلق بہ لواحق کاشت

(۱) تغیرات کا بیان

الف قدرتی تغیرات

بعض تجربہ کار فلاحون کی راے ہے کہ جس قسم کی گٹھلیان بوئی جائین اُسی قسم کے پودے اُن سے نکلین گے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے بھی اپنا خیال ایسا ہی ظاہر کیا ہے لیکن قوسامی کی راے اسکے برخلاف ہے وہ فرماتے ہین کہ مجکو اسکا تجربہ ہے کہ بعض درختون کا بار تخم کی اصلیت کے برخلاف نظر آیا اور اس انقلاب کے متعدد اسباب ہین۔ جو تجربہ سے ثابت ہوے ہین۔ خرما کا تغیر اور انقلاب۔ آب وہوا اور زمین کے تغیر سے واقع ہوتا ہے اور بہت بڑا سبب اس تغیر کا نر کا سفوف ہے یعنی اگر کسی مادہ درخت کو حاملہ کرنے کیلئے اُسکے ہم قوم نر سے سفوف نہ ملا ہو تو ثمرہ مین ضرور اختلاف پیدا ہوگا۔ ممکن ہے کہ موافقت آب وہوا کیوجہ سے ثمرہ اُسی قسم کا ہو جس قسم کی مادہ ہے یا اُس قسم کا ہو جس قسم کا نر ہے یا کوئی ایسی قسم پیدا ہو جو دونون کے سوا ہو۔ بعض مقامات مین اسکا بھی تجربہ ہوا ہے کہ ایک ہی

قسم کے نر و مادہ ہونے پر بھی ثمرہ مین اختلاف پیدا ہوا ہے اور اُسکی وجہ آب وہوا اور زمین کا اختلاف ہے۔

آدم ایک بڑا مشہور فلاح عرب مین گزرا ہے جس نے اسباب تغیر کی نسبت اپنا خیال ظاہر کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ چند چیزون کے جمع ہونے سے تغیر واقع ہوتا ہے۔ آب و ہوا اور زمین کے ساتھ گرمی اور سردی کو بھی دخل ہے اگرچہ یہ ہوا مین داخل ہے لیکن یہ بھی ایک مستقل سبب ہے اسلئے کہ گرمی آفتاب کی شعاع سے یا سردی تاثیرات طبائع سے ہوتی ہے۔ تغیرات مختلف اشکال پر شامل ہین (۱) صورت کا تغیر (۲) مزہ کا تغیر۔ (۳) حلاوت مین کمی و زیادتی۔ نمبر ۳ گرمی اور سردی سے مخصوص ہے۔ اگر کاشت کے لئے مخصوص وقت اختیار نہ کیا جاے اور تمام موسمون مین بونا جاری رکھا جاے تو تغیر کا ہونا ضروری ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ انقلاب اصلیت مین قمر کو بھی تعلق ہے اسلئے کہ مادہ خرما قمر کے مشابہ پائی گئی ہے۔ بدینوجہ کہ قمر کو انقلاب مکانی واقع ہوتا رہتا ہے خرما کا انقلاب بھی لازمی ہے۔ چاند بہت جلد متغیر ہوتا ہے اور جلد منتقل ہوتا ہے۔ اور خفیف الحرکتہ ہے ہر قسم کی نباتات مین قمر مستولی ہے۔ پس جو نبات کہ قمر سے مشابہ مانی گئی ہے اُسمین قمر کی ولایت زیادہ ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ ساتون ستارے روے زمین کی ہر چھوٹی اور بڑی چیز مین شرکت رکھتے ہین۔ مگر بعض چیزون کی اجناس پر کوئی خاص ستارہ مستولی ہوتا ہے اور باقی ستارے اُس جنس کے اقسام اور بعض اشخاص مین شریک ہوتے ہین اور کبھی بعض ستارون کی شرکت بعض انواع اور اشخاص مین بھی فوت ہوجاتی ہے اور کبھی کوئی خاص ستارہ اُن بعض انواع یا اشخاص مین منفرد

ہوتا ہے اور کبھی اجناس مین بھی شرکت ہوتی ہے۔ پس جس نبات کی جنس پر قمر غالب
ہو اُس جنس کے انواع اور اشخاص مین بھی دوسرے ستارے قمر کیساتہ شریک ہوتے ہین۔
لیکن قمر کی شرکت جنس مین صرف زحل کو ہوتی ہے اور اکثر حصہ اور زیادہ غلبہ قمر کو ہوتا ہے۔
اور کم حصہ زحل کو۔ پس مادہ خرما ایسی نبات کے اشخاص مین سے ایک شخص ہے۔ مگر یہ
ہوسکتا ہے کہ کوئی شخص مادہ خرما کو ایک نوع قائم مقام جنس کے قرار دے اسلئے کہ اُس
کے ذیل مین بہت سی اقسام شریک ہین تو اس صورت مین مادہ خرما نبات کی نوع ہوگی۔
اور اپنے اقسام کی جنس۔ بنا رعلیہ جو تغیر مادہ خرما مین ہوتا ہے وہ یا تو قمر کے غلبہ کی وجہ سے
ہے یا اُسکی طبیعت کے سرعت قبول کی وجہ سے ۔ یا خارجی تاثیرات آب وہوا سے۔ یا
ان تینون وجوہ سے۔
قوثامی نے کہا اور ینبوشاد کا بھی یہی قول ہے کہ پردہ اور گرمی درخت خرما کیلئے سردی
اور ہوا کی کثرت سے زیادہ بہتر ہے اسلئے کہ پردہ اور گرمی کی وجہ سے اُسمین تغیر کم ہوتا ہے۔
عالمان علم فلاحت نے کھجور کے باب مین اسپر اتفاق کیا ہے کہ الوان کا تغیر بہ نسبت
اور اقسام کے شہریز مین زیادہ ہوتا ہے اور اُسکے بعد برنی کا درجہ ہے اور پھر طبرزد کا۔
اور سب سے آخر صرفان کا۔ مگر ینبوشاد نے ان مدارج سے اختلاف کیا ہے۔ اُسکی رائے ہے
کہ طبرزد کو اول درجہ مین رکھنا چاہئے۔ اسکی مادی شہادت اُن اقسام مین موجود ہے
جو طبرزد سے پیدا ہوئے ہین۔ جنکا شمار سب سے زیادہ ہے وہ کہتا ہے کہ اقسام اربع مین
صرف طبرزد۔ انقلاب وتنوع کو زیادہ قبول کرتا ہے۔ اسی وجہ سے وہ حرارت مین زیادہ
ہے اور چکنائی بھی اُسمین بہ نسبت اور اقسام کے زیادہ ہے۔
صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ صرفان کی گٹھلی مین بہت کم تغیر پایا گیا ہے یعنی

جو مادہ صرفان کی گٹھلی سے اُگی ہو یا بوئی گئی ہو اُسکی جوانی مین اُسکا پھل بھی صرفان ہوگا۔ علی ہذا شہریز کی گٹھلی سے اکثر شہریز ہی پیدا ہوا ہے۔ اور کبھی متغیر بھی ہوجاتا ہے۔ رنگ کی تبدیلی اکثر ہوا کرتی ہے۔ بعض وقت عجیب تغیر دیکھا گیا ہے جس سے پھل خام حالت مین سرخ رنگ ہوتے ہین اور پختہ ہونے پر کالے ہوجاتے ہین۔ عربون نے اسکا نام بسریہ رکھا ہے۔ گٹھلی موٹی اور مغز پہلا مٹھاس بہت زیادہ۔

کبھی شہریز متغیر ہوجاتا ہے ایسے خراب خرما کیجانب جسکی گٹھلی لانبی ہوتی ہے اور رنگ سیاہ۔ مزہ عمدہ۔ مٹھاس مناسب۔ لیکن اسکا مزاج بہت گرم ہے۔ اہل فارس اسی کو حرکان کہتے ہین۔

کبھی شہریز متغیر ہوتا ہے دراز پھل کیطرف۔ جو درازی مین عوحت سے کم ہوتا ہے۔ مزہ اور مغز مین عوحت سے مشابہ۔ ملک اسافل کے لوگون کا قول ہے کہ یہ قسم بہ نسبت دوسرے اقسام کے زیادہ چکنی ہے اسکا شیرہ کہنگی مین بہت نشہ پیدا کرتا ہے۔

کبھی شہریز متغیر ہوتا ہے ایک ایسے پھل کیطرف جو خام حالت مین سرخ اور پختگی مین سیاہ رنگ ہوتا ہے اسکا چھلکہ موٹا اور قد متوسط گولائی لئے ہوے۔ یہ قسم عمدہ نہین ہے اسلئے کہ اسکا خام پھل گلا پکڑتا ہے اسمین کسیلا پن بہت زیادہ ہوتا ہے۔ اور پختگی مین بھی حلاوت نہین ہوتی۔ البتہ خشک خرما میٹھا ہوتا ہے اور کم مغز۔

کبھی شہریز کا تغیر ایسے درخت کیطرف ہوتا ہے جو نر کے اُن پانچ اقسام سے ہے جنکو ہم آگے بیان کرینگے۔ یہ ایک قسم ہوتی ہے جسکا نام نخل الوان ہے۔ اسکا تنہ پتلا۔ بدنما مائل بسپیدی اور جڑین نہایت لطیف ہوتی ہین۔ کبھی کبھی بڑی دو جڑون کے درمیان ایک چھوٹی جڑ ہوتی ہے اور کبھی اسکے برعکس۔ حاصل یہ ہے کہ شہریز کا قدرتی تغیر بہت سی اقسام کیطرف ہوتا ہے۔

جسکا ضبط دشوار ہے۔ اور یہی کیفیت برنی اور صرفان اور طبرزد کی ہے۔ اگرچہ فلاحتہ النبطیہ کے لائق مصنف نے ان تغیرات کے بیان سے بہت کچھ کنارہ کشی کی ہے اور اُنکا خیال درست ہے کہ ایک فلاح کے لئے امور کاشتکاری مین اسکے معلوم کرنے سے بصیرت کو بڑہانے والی کوئی بات نہین حاصل ہوتی۔ اسلئے کہ ہم ان تغیرات کے یقینی اسباب کے بیان کرنے سے قاصر ہین لیکن آپ نے تمثیلاً چند ایسے تغیرات کو بطور واقعات کے بیان کیا ہے جو برنی کی قسم مین واقع ہوے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ گٹھلی کے بونے کیلئے جو وقت مناسب خیال کیا گیا ہے جسکا بیان ہم اسی فصل مین کر آئے ہین اُنھین اوقات مین کاشت ہونے پر بھی برنی مین بعض تغیرات پائے گئے ہین مثلاً۔

ابو بکر احمد ابن وحشیہ کا قول ہے کہ برنی کی کاشت سے بشیش۔ جزانی۔ محلوی۔ مشان۔ ضاحک۔ بطاء۔ مخذر کی قسمین پیدا ہوئین۔ توسامی نے کہا کہ یہ کوئی نئی بات نہین ہے اسی طرح برنی کا تغیر۔ جوزی۔ گرامی۔ حدادی۔ مسکی وغیرہ کیطرف پایا گیا ہے۔ اور کبھی برنی کا تغیر ایک ایسے درخت کیطرف ہوا ہے جسکا تنہ اور جڑ موٹی اور پتے اور شاخین چھوٹی ہوتی ہین۔ اور چوٹی نہایت بدنما جسکو عربون نے نخل الزبل سے موسوم کیا ہے اسلئے کہ اُسکی زمین کو گاے کے گوبر سے درست کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ عربی زبان مین زبل کے معنی گاے کے گوبر کے ہین۔

ینبوشاد نے کہا ہے کہ صرفان کا تغیر ایک ایسے درخت کیطرف پایا گیا ہے جسکا نام حکایا ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگر کوئی شخص کسی درخت خرما کی گٹھلیان مشہور اقسام سے لے جیسے برنی کی قسم اور کسی زمین مین متفرق جگہون پر بہت سی گٹھلیان آغاز بہار مین بودے تو ضرور ہے کہ ہر گٹھلی سے ایک ایسا درخت پیدا ہو جسکا پھل نئی قسم کا ہو۔ کہ جو نہ برنی سے

مشابہ ہوگا۔ اور نیز آپس مین ایک دوسرے سے۔ اور کبھی اُسمین دو قسم کے پھل پیدا ہونگے جو آپس
مین مشابہت رکھتے ہون اور کبھی ہر درخت ایک نئی قسم کا پھل لائیگا کہ جو اقسام خرما سے کسی کے
مشابہ نہوگا اور ان سب گٹھلیون مین سے کچھ نر درخت بھی پیدا ہونگے جنکا سفوف حمل کے لئے
کارآمد ہوگا۔ پس ہوشیار فلاح کو اس تغیر سے آزردہ نہونا چاہیئے بلکہ اُسکو نہایت احتیاط کیساتہ
ان پودون کو پرورش کرنا چاہیئے۔ مادہ پودون کے ساتہ نر پودون کی حفاظت بھی لازم ہے۔
اسلئے کہ یہ نر پودے مادہ پودون کے ہم خاندان ہین جنسے انکی جوانی اور بارآوری کے زمانہ
مین کام پڑیگا۔ جب یہ پودے جوان ہوجائین تو انکے مادہ درختون کو اسی خاندان کے نر درختون
کے سفوف سے حاملہ کرنا چاہیئے۔ ان سے جو بار حاصل ہوگا اگرچہ وہ ہمارے خیال کے مطابق
متغیر ہی کیون نہو لیکن ان پھلون کی گٹھلیان قابل قدر ہون گی۔ اسلئے کہ ان گٹھلیون کے
درختون سے قطعاً برنی کی قسم پیدا ہوگی جسمین کوئی تغیر واقع نہوگا۔ خواہ تم ان پودون کو انہین
کے بھائیون سے حاملہ کرو یا ان کے باپ کے سفوف سے۔ مگر اولٰی یہ ہے کہ بھائیون سے
سفوف لیا جاے اسلئے کہ وہ اپنی بہنون کے ہم عمر اور جوان ہونگے بارآوری قوت کے ساتہ
ہوگی۔ اس تفصیل سے آپ نے سمجھہ لیا ہوگا کہ اصلی تخم کی پہلی پشت مین اصلیت غائب ہوگئی
اور دوسری پشت مین پھر موجود ہوگئی۔ یہی کیفیت کل اقسام کی ہے۔ تجربہ کار فلاحون نے
کہا ہے کہ پہلی پشت مین اصلیت غائب ہونے کی وجہ یہ ہے کہ آب وہوا اور زمین کا اثر اصلیت
پر غالب ہوا دوسری پشت مین اصلیت کے تواتر نے آب وہوا اور زمین پر غلبہ حاصل کیا۔
آغاز کاشت سے دوسری پشت کی بارآوری تک ۲۵ سال کا زمانہ گزریگا۔

بوئی ہوئی گٹھلی کا پہلی پشت مین اصلیت پر قائم رہنا نادر الوجود ہے لیکن بعض مقامات
پر ایسا بھی تجربہ ہوا ہے کہ پہلی ہی پشت مین اُسکا پھل اپنی مان کے مشابہ تھا جہان کہین

ایسا تجربہ ہوا یہی سمجھا گیا ہے کہ اتفاقی طور پر آب و ہوا اور زمین اُسکے موافق تھی۔
صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جو شخص کسی خاص قسم کو جو اُسکے پسند ہو پھیلانا اور تغیر سے بچانا چاہے اوسکو اُس درخت کے بچون سے کام لینا چاہیے جسمین تغیر نادر الوجود ہے۔ اگر اُسکے بچے نہون تو اُسکی شاخ لگائے جسکا بیان ہم مصنوعی اعمال مین کرینگے۔

ب مصنوعات

بڈہے درخت کو جوان کرنیکا طریقہ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جو مادہ خرما بڑہاپے کی وجہ سے دراز قد ہوگئی ہو اور نہین اور خشک پھل دینے لگے تو اُسکو عربی زبان مین سحیق کہتے ہین۔ بدینوجہ کہ اعلےٰ درجہ کے درخت کمیاب ہین اور ایک عمدہ درخت کے بڑہاپے سے اُسکی ہلاکت کا یقین ہوتا ہے۔ فلاحان عرب نے اُسکو جوان بنانے کی ایک عمدہ تدبیر تجویز کی ہے وہ فرماتے ہین کہ بڑہاپا ہرذی روح کو بدرُو کردیتا ہے۔ نباتات کی شکل بھی بڑہاپے مین بدل جاتی ہے۔ حیوانات مین تو بڑہاپے کا کوئی علاج نہین ہے لیکن نباتات مین خاص کر درخت خرما کیلئے بڈہے درخت کو جوان بنانے کی عمدہ تدبیر ہے۔ اس تدبیر پر عمل کرنے کے بعد درخت کی شادابی اور ثمرہ کی لطافت اول سے زیادہ ثابت ہوگی۔ وہ فرماتے ہین کہ بڈہی نخلہ کی تلی شاخون سے نیچے کا حصہ جو تنہ سے قریب ہے بقدر ڈیڑہ ہاتہہ کے قطع کرو جب ایسے متعدد ٹکڑے متعدد شاخون سے قطع ہوچکین تو اُنکو تھالہ مین تنہ درخت کے اطراف ایک ایک بالشت کے فاصلہ پر مدور حلقہ مین درخت سے چسپیدہ کر کے مضبوطی کے ساتہ باندہ دو۔ پھر بوریے کے ٹکڑے اُن بریدہ شاخون کے طول کے مطابق کاٹ کر اُنکے اطراف لپیٹو۔ اور تھالہ کی مٹی ان ٹکڑون کے حصہ زیرین سے ملحق کر کے آبرسانی جاری رکھو۔ ایک عرصہ کے بعد ان ٹکڑون

کی جڑین نکل آوین گی جب جڑین دراز ہوجائین تو اُسوقت اُس مقام سے وہ ٹکڑے الگ کئے جائین اور متفرق گڑہون مین اُنکو قائم کردیا جاسے۔ ہرایک ٹکڑے سے ایک مستقل درخت قائم ہوجائیگا اور اپنی جوانی مین اُسی قسم کا پھل دیگا جس قسم کا پھل بڈہے درخت سے اُسکی جوانی مین حاصل ہوتا تھا۔ فلاحان عرب نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ اگر یہ بڈہا درخت جسکو ہم نے جوان کیا ہے۔ مادہ ہے تو یہ تمام ٹکڑے جو مستقل درخت بن گئے ہین مادہ ہون گے اور یہی طریقہ بڈہے نر درخت کی حفاظت کا ہے جسکی عمر پوری ہوچکی ہو۔ اس بڈہے نر درخت کی نسبت اگر اُسی تدبیر پر عمل کیا جاسے جو اوپر بیان ہوی تو متعدد نر درخت اُسی قسم کے قائم ہوجاوین گے۔

خرما کے رنگ بدلنے کا طریقہ

شہریز اور برنی اور صرفان اور طبرزد یہ چارون اعلےٰ اقسام خرما کے اس بات کی صلاحیت رکہتے ہین کہ مصنوعی طریقہ پر انمین تغیر پیدا کیا جاسے۔ ایسی تدابیر بہ نسبت اور درختون کے خرما مین زیادہ ہوسکتی ہین اسلئے کہ درخت خرما مثل انسان کے بہت جلد متغیر ہونے کی صلاحیت رکہتا ہے اور اسکا عمل اکثر گٹھلیون پر موثر ہوتا ہے۔ اور بعض تدابیر آب رسانی مین کیجاتی ہین اور اُن سے بھی تغیر پیدا ہوتا ہے۔ فلاحان عرب نے ان تدابیر مین اعمال سحر اور طلسمات سے بھی کام لیا ہے مگر مصنف فلاحتہ النبطیہ اُسکے سخت مخالف ہین۔ یہ مصنوعی تغیرات خرما کے رنگ۔ ذائقہ اور بو پر موثر ہوتے ہین۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ نے لکہا ہے کہ مصنوعی طریقہ پر زرد اور گول قسم کو لانبے کیطرف اور لانبے خرما کو گول کیطرف مائل کیا جاسکتا ہے گول کا تغیر لانبے کی جانب بہت جلد ہوتا ہے بہ نسبت لانبے کے جسکا گول کرنا بعضون کی رائے مین ناممکن ہے اور بعض نے اپنے تجربہ مین کامیابی حاصل کی ہے اسی طرح خرما کو ایک رنگ سے دوسرے رنگ کیجانب بدل سکتے ہین۔ اور یہ تمام چیزین صناعی مین داخل ہین۔ مثلاً اگر تم سرخ خرما کو زرد کرنا چاہو تو چار اقسام معینہ یا اونکے فروعات سے کسی ایک قسم کے

سرخ خرما کی ۱۲ گٹھلیان لو اور دو رطل دُبلے بیل کا پیشاب اور دو رطل میٹھا پانی اور کھجور کا سرکہ نصف رطل ان تینون کو باہم اچھی طرح پر حل کرو پھر ایک مٹی جسکا نام عربی زبان مین کلربور ہے ان تینون کے ہم وزن لیجاے اور اُسکو پیسا جاے جب وہ مثل غبار کے باریک پس جاے تو اوسمین دو وانق (مساوی ہے ۸ جو کے) پسی ہوی زعفران ملائی جاے اور زرد گندھک دو درہم کے ہم وزن اوسمین شریک کیجاے جب ان تینون کا سفوف باہم مل جاے تو اسکو ایک تانبے کے برتن مین اُس رقیق مجموعہ کے ساتھ ملا لیا جاے اور پھر اسکو درخت آس (یہ وہ درخت ہے جس سے بوریے بناے جاتے ہین) کی دو لکڑیون کی نرم آنچ پر رکھ دیا جاے یہان تک کہ پانی کا رنگ متغیر ہو اسکے بعد سرخ خرما کی گٹھلیون کو اوسمین ڈال دیا جاے۔ اور ایک گھنٹہ تک اوسکو نرم آنچ دیجاے اور آگ ہی پر اُسکو چھوڑ دیا جاے جب وہ ٹھنڈا ہو جاے تب گٹھلیونکو اُس پانی سے نکال کر دھوپ مین رکھدین اور خوب خشک کر لین پھر ایک یا ۲ رات تک اون کو چاندنی مین رکھ چھوڑین جسکے بعد وہ گٹھلیان بو دیجائین۔ اسطرح پر کہ ایک گڑھے مین ۵ یا ۷ یا ۱۲ سے زیادہ نہون پھر اوس گڑھے پر مٹی ڈال دیجاے اور جس پانی مین اُنکو پکایا ہے اسکو اُس گڑھے پر چھڑک دیا جاے اور بیل کے پیشاب سے ۳ مرتبہ رقیق کھاد اوس پر پہونچائی جاے چوتھے مرتبہ میٹھے پانی سے آب رسانی کیجاے پس اُس گڑھے سے جو مادہ درخت نکلین گے اونکے پھلون کا رنگ زرد ہوگا اور اصلی قسم کے مقابلہ مین انکی مٹھاس زیادہ ہیگی۔

پھر اگر تم زرد سے سرخ بنانا چاہو تو کسی ایک قسم کا زرد رنگ خرما لو اور اوسکی گٹھلی کو علیحدہ کر کے اچھی طرح پر سکھا لو۔ پھر اشیاء ذیل کا مرکب تیار کرو۔

گاے کا پیشاب	دو رطل	اول مائعات کو باہم ملا لو اور پھر دوسرے اجزا
سرکہ	نصف رطل	کو باہم باریک پیسکر مائعات مین حل کرو پھر

پانی	۲ ½ رطل	ایک تانبے کے برتن مین نرم آنچ پر پکاؤ۔
گل ارمنی	ایک رطل	اسکے بعد زعفران بقدر ایک درہم اور عمدہ
سُرخ گندھک یا سُرخ ہڑتال	ایک رطل	کسم وزنی ۱۰ درہم پسا ہوا اوسمین شامل کرو۔

اور ایک دفعہ اور پکالو پھر اُسکے ٹھنڈا ہونے کے بعد کھجور کی گٹھلیان جو زرد رنگ خرما سے منتخب ہوی ہین اُسمین ڈال دو اور دہیمی آنچ پر جو اول سے زیادہ دہیمی ہو دو گھنٹہ تک پکاؤ۔ جب وہ ٹھنڈی ہوجائین اوسوقت گٹھلیان الگ کرکے دُہوپ مین رکھدو۔ جب خوب خشک ہوجائین تو ایک دن کے بعد پھر دوسری دفعہ کامل ۷ دن تک دُہوپ مین رکھ چھوڑو مگر شب مین اُن کو چھت کے نیچے رکھدینا چاہیے اسکے بعد اُن گٹھلیون کو زمین مین بو دینا چاہیے اُسی طرح جسطرح اوپر بیان کیا گیا۔ پھر اُس رقیق مرکب کو جسمین یہ گٹھلیان پکائی گئی ہین بوٗے ہوے گڑہے پر چھڑک دو اور تین دن تک ۳ بار گاے کے پیشاب سے رقیق کھاد پہونچاؤ۔ چوتھی مرتبہ سے پانی دیاکرو۔ ان گٹھلیون سے جو درخت پیدا ہونگے اُن کا بار خالص سُرخ رنگ ہوگا۔

ہینوشاد نے ماسی سورانی کی راے کے مطابق اور دو طریقے زرد کو سُرخ یا سُرخ کو زرد کرنے کے بیان کئے ہین وہ کہتا ہے کہ اگر تم زرد کو سُرخ بنانا چاہو تو زرد خرما کی گٹھلی لو اور سُرخ خرما سے خواہ وہ خشک ہو یا تر اُسکی گٹھلی نکالکر اُسکے جوف مین زرد خرما کی گٹھلی رکھدو اس طرح کہ زرد کی گٹھلی سرخ کے تمام جوف کو گھیر لے۔ پھر کسی شخص کو کہو کہ اُسکو مسلم نگل جاے اور اگر ہوسکے تو اُسکے ساتہ اور کچھ نہ کھاے اگر کچھ کھالے تو چندان ہرج نہین۔ پس اوس گٹھلی کو پاخانے سے نکال کر ایک ایسے گڑہے مین بو دو جو بلندی حصہ زمین مین تیار ہے۔ اس گٹھلی سے جو درخت پیدا ہوگا اُسکا پھل سُرخ رنگ ہوگا اور ذائقہ اور قسم مین ویسا ہی ہوگا جیساکہ زرد

گٹھلی کا پھل تھا۔ علی ہذا سُرخ کو زرد بنانے کیلیئے بھی یہی عمل کیا جاے۔ آپ فرماتے ہین کہ مختلف رنگون کے بدلنے مین یہ عمل کافی ہے۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ان گٹھلیون سے اُگا ہوا درخت اپنے ثمرہ کی خوبی اور ذائقہ کی عمدگی مین اصلی قسم سے بڑہا ہوا ہوگا۔

کسدانیئن نے اسمین اپنے کمال کو اس درجہ مین پہونچایا ہے کہ وہ سبز رنگ کا خرما بھی پیدا کرتے ہین یعنی پک جانے پر بھی اُسکا رنگ سبز رہتا ہے اور باوجود سبزی نہایت شیرین اور حلاوت بخش۔ اس قسم کے سبز خرما کا نام آدم علیہ السلام نے خوا کومار رکھا ہے۔ یہ تدبیر اسطرح پر ہوتی ہے کہ برنی کی کوئی قسم لیجاے جب اُسکی اصلی رطوبت جاتی رہے اور بالکل خشک ہوجاے تب ہرے لہسن کا عرق نکالا جاے جسکو ترکاری کے ساتھ کھاتے ہین اور اُسمین کائی یعنی کنجال گھولی جاے۔ کائی سے وہ کنجال مراد ہے جو کسی چٹان یا لکڑی یا کسی دوسری چیز پر پیدا ہو۔ مٹی کی کائی نہو۔ جب سبز لہسن کے عرق مین کائی حل ہوجاے تو اُسمین دُرد فاسد کا کسیقدر سرکہ جسمین ترشی کم ہو ڈالا جاے اور لکڑی سے خوب گھونٹا جاے یہان تک کہ وہ اچھی طرح پر ملکر کسیقدر رقیق ہو۔ پھر مس احمر (مس اُس پتھر کو کہتے ہین جسپر چھری تیز کی جاتی ہے جسکو فارسی مین فسان کہتے ہین) کے برتن مین اوسکو ڈالکر وہ خشک خرما اُسمین چھوڑ دو۔ اور کسی سرپوش سے اُسکو ڈہانک دو ۱۴ روز تک وہ بند جگہ مین جہان ہوا نہ آتی ہو اسیطرح بند رہے۔ پھر اُس سے گٹھلی نکالکر بو دیجاے۔ ایسی گٹھلیان ایک گڑھے مین ۳ یا ۷ بوئی جاسکتی ہین اور پھر وہ پانی جسمین گٹھلیان بھگوئی گیئی تھین اُن گڑھون پر چھڑک دو۔ اور آبرسانی مین خاص اہتمام کرو جب پودا اسقدر زبردست ہوجاے کہ اُسکا تنہ ظاہر ہونے لگے تو اُسوقت پانی کم دینا چاہیئے اور اسکا مطلب یہ ہے کہ دس دن مین ایک مرتبہ سیرابی کیساتھ پانی دینا کافی ہوگا۔ پس اس گٹھلی کا درخت جب جوان ہوگا تو اُسکے حاملہ کرنیمین زیادہ سفوف

کی حاجت ہوگی اور اگر اسی عمل سے پیدا کئے ہوے نر کے سفوف سے حمل قرار پاسے تو نہایت مفید ہوگا۔ جب ایسے مادہ درخت پر گچھے لگین تو اونکا رنگ پختگی کے زمانہ مین بھی سبز رہیگا اور حلاوت اور مٹھاس اُسکی اصلیت سے بڑھی ہوی ہوگی۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ تبدیل الوآن کے متعلق اُن کو ایک عجیب نسخہ ہاتھ آیا ہے۔ خراب سرکہ مین اول تخم خرما کو بھگو لینا چاہیئے اور پھر سرکہ کو کسی قدر گرم کرنے کے بعد اوسمین کائی ملائی جاے اور ۱۲ روز تک اُسی طرح رہنے دیا جاے۔ ۱۲ دن کے عوض ۲۸ دن اولے ہین۔ پھر جب تخم خرما نرم ہوجاے تو اُسکو اُسی طریقہ پر بو دیا جاے جسکا ذکر اوپر ہوا اور درخت کی نشو و نما تک وہی تمام تدبیرین کیجاوین جو اوپر بیان ہوئین۔ اگر ہر ایک گڑھے مین چار تخم بوئے گئے ہین تو اُنکے درختون کا بار ایک عجیب رنگ پیدا کرے گا۔ اگر پانچ یا سات تخم بوے گئے ہون تو اُنکے درختون سے ہر ایک درخت کا بار ایک نیا رنگ لائیگا بلکہ خاصیت مین بھی مختلف رہیگا۔ اگر دس تخم بوے گئے ہین تو اُن سے ہر ایک مادہ حمل کے جلد قبول کرنے اور جلد بار آور ہونے مین ایک خاص تاثیر رکھے گی۔

(۲) درخت خرما کی کھاد کا بیان

کھاد تمام اقسام نباتات کیلئے مقوی غذا کا حکم رکھتی ہے اگرچہ غیر مقوی سادہ غذا سے بھی جو ہر ایک درخت کی جڑین اجزاء ارضی سے حاصل کرلیتی ہین درخت کی پرورش ہوجاتی ہے لیکن مقوی غذا سے درخت کی نشو و نما مین ترقی ہوتی ہے جڑون کی قوت جاذبہ بڑھتی ہے بعض امراض کی روک ہوتی ہے بعض عوارض کے معالجہ مین اسباب مرض کو دفع کرتی ہے انسان کیلئے مقوی اغذیہ کے منافع اور بعض حالات مین اُسکے مضار جسقدر ہین ہم اچھی طرح سمجھ

سمجھ سکتے ہین۔ پس جسطرح نباتات کیلئے کھاد سے نفع کی امید ہے اوسی طرح کھاد کی کثرت کو مضرت رسان بھی خیال کرنا چاہیئے اور ہمیشہ اندازہ نگہدار پر عمل کرنا چاہیئے جو خیر الامور اوسطہا کا مصداق ہو۔ فلاحان عرب نے درخت خرما کیلئے کھاد کے اقسام اور اسکی ضرورت پر بہت بڑی بحثین کی ہین۔ ایک گروہ نے کلیتہً یہ بات مان لی ہے کہ درخت خرما کو بلا ضرورت علاج مرض کسی قسم کی کھاد نہ دینا چاہیئے۔ لیکن عالم فلاحون نے اس سے اختلاف کیا ہے اونکی راے یہ ہے کہ درخت خرما کیلئے کھاد کا استعمال ہمیشہ اور ہر حالت مین فائدہ سے خالی نہین ہے بشرطیکہ کم مقدار مین دیجاے۔

محققین یورپ کا خیال ہے کہ زمین مین درختون کا وجود۔ زمینی قوت کو گھٹا دیتا ہے اگر اسکی تلافی کھاد کے ذریعہ سے نہ کر دیجاے تو کچھ عرصہ کے بعد درختون کی غذا کا ذخیرہ زمین مین باقی نہ رہیگا۔ اور پھر درختون کی حالت شاداب نہ رہے گی۔ جن اجزار سے درخت کی پرورش متعلق ہے اگر زمین مین نہ رہین یا کم مقدار مین رہجائین تو درخت کی پرورش عمدہ حالت مین نہین ہو سکتی۔ اسلئے کہ درختون کی خوراک کا بڑا حصہ زمین سے تعلق رکھتا ہے۔ زمین کی کم قوتی کو دفع کرنے کا خاص ذریعہ کھاد ہے۔ جو زمینین قدرتی طور پر کم قوت ہین۔ اُن مین کھاد سے قوت حاصل ہوتی ہے۔ اور قوت دار زمینون کی قوت کھاد کے استعمال سے قائم رہتی ہے جو زمینی مادّے معطل اور بیکار ہوتے ہین اُن کو کھاد کا استعمال ایک ایسی حالت مین پہونچا دیتا ہے کہ وہ حل ہون، اور درخت کی غذا بن سکین۔ زمین کی طبعی کیفیت بھی کھاد سے بدلتی رہتی ہے یعنی سخت زمین کھاد سے نرم ہو جاتی ہے اور زیادہ نرم زمین مین نوعے سختی پیدا ہوتی ہے۔ بہر حال ہر ایک مقام اور ہر ایک درخت کی مناسبت کے لحاظ سے اعتدال کے ساتھ کھاد کا استعمال ایک نہایت ضروری چیز ہے۔

ایک امریکن فلاح کی راے ہے کہ درختون کی پرورش کیلئے۔ پوٹاش۔ سوڈا۔ لائم۔ میگنیشیہ۔ فسفرک ایسڈ کی ضرورت ہے اور یہ تمام اجزا زمین مین کم وبیش موجود ہین۔ لیکن انکی ضرورت درخت کو جسقدر ہوتی ہے اُسقدر ہر ایک زمین مین اُنکا ہونا لازمی نہین ہے مختلف قسم کی کھاد کا استعمال جسمین یہ اجزا کم وبیش ہوتے ہین جبر نقصان کا عمل کرتا ہے

کھادکے اقسام۔ (۱) مصنف فلاحۃ النبطیہ کی راے ہے کہ درخت خرما کیلئے کھادکے جملہ اقسام سے انسان کے میلہ کو ترجیح ہے۔ یعنی اول درجہ مین انسانی بول وبراز کی کھاد اسکے لئے مفید ثابت ہوی ہے وہ فرماتے ہین کہ الانسان نخل مقلوبۃ والنخل انسان مقلوب یعنی انسان اُلٹا درخت خرما ہے اور درخت خرما اُلٹا انسان۔ گویا درخت خرما کا اسفل یعنی بیندہ انسان کے سر سے مشابہ ہے اور درخت خرما کا سر انسان کے اسفل سے مشابہ۔ تجربہ کار فلاحین کی قطعی راے ہے کہ جس طرح درخت خرما کی غذا کا فضلہ یعنی پھل بہئیت مجموعی انسان کے لئے مفید ہے اُسی طرح انسانی غذا کا فضلہ یعنی میلہ درخت خرما کیلئے مفید ہے۔ بعض فلاحین نے اس مشابہت کی تائید مین عجیب عجیب تجربے بیان کئے ہین۔ ایک فلاح عرب نے کہا ہے کہ سفوف نخل سے ایک عورت کو حمل ہوا اور اُسکا لڑکا ابن النخل کہلایا۔ اسی طرح اکثر علماء فلاحت عرب کا اس سے اتفاق ہے کہ اگر نر درخت کا سفوف نہ ملے تو براز انسانی سے مادہ درخت خرما حاملہ اور بارآور ہوتی ہے۔ اسکے مفصل بیان کو ہمنے باب حمل مین لکھا ہے لیکن اسموقع پر اسقدر بیان کئے دیتے ہین کہ یہ امر مسلمہ ہے کہ انسانی میلا درخت خرما کیلئے اعلیٰ قسم کی کھاد ہے اور اُسکی تقویت درخت خرما کیلئے بلاکسی مضرت کے ثابت ہے اور ہر طرح پر اوس کی اصلاح کرتا ہے اور جزو بدن ہوتا ہے۔ مولف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ میلا جسقدر زیادہ بدبودار ہوگا اُتنا ہی زیادہ درخت خرما کو فائدہ بخشے گا۔ محققین یورپ بھی اسکے قائل ہین

وہ کہتے ہین کہ یہی ایک کھاد ہے جس سے درخت کی ضرورت پوری ہوتی ہے۔ برخلاف اور اقسام کھاد کے جنمین کسی نہ کسی جزو کی کمی رہتی ہے انسانی میلے مین ۷۵٫۳ پانی اور ۲۴٫۵ سخت مادہ ہوتا ہے اور سخت مادہ مین ۶ فیصدی راکھ اور اوسمین اجزار ذیل ہوتے ہین۔

پوٹاش ۶۷ر۱ ۔ لائم ۲۶ر۴۶ ۔ سوڈا ۷ر۵ ۔ میگنیشیہ ۱۰ر۵۴ ۔ فسفرک ایسڈ ۳۶ر۰۳ ۔ نمک ۳۳ر۱ ۔ اکسائڈ اوف ایرن ۷ر۴۸ ۔ سخت مادہ مین ۹۵ فیصدی بناتی مادہ بھی پایا گیاہے جسمین بہت بڑا حصہ نائٹروجن کا ہے۔

(۲) بقول مصنف فلاحۃ النبطیہ میلے کے بعد انسانی خون کا درجہ ہے یعنی جو خون انسانی فصد یا اور کسی ذریعہ سے جسم انسان سے خارج ہوا ہوا دسکو خرما کے پھل سے ٹپکے ہوے شہد مین اچھی طرح پر حل کیا جاے تو یہ مرکب دوا درخت خرما کی طاقت بڑھانے کیلئے بہت ہی مفید ہے۔ فاضل مصنف فرماتے ہین کہ طالبین علم فلاحت کو چاہیئے کہ جسقدر ہمنے اپنی عقل اور تجربہ سے استخراج کیا ہے اُسکو وہ اپنی عقل اور تجربہ سے وسیع کرین اور ہمارے بعد آنے والی نسلون کو اپنے تجربہ اور تحقیق سے فائدہ پہونچائین۔

(۳) تیسرے درجہ مین درخت خرما کیلئے مفید کھاد کبوتر کی بیٹ ہے فلاحان عرب کا اس پر اتفاق ہے کہ انسان کا میلا اور کبوتر کی بیٹ جب کسی درخت کو کثرت کے ساتھ دیجاتی ہے تو اس سے مرض یرقان لاحق ہونے کا سخت اندیشہ ہوتا ہے۔ لہذا اعتدالی طریقہ پر اُسکا استعمال ہونا چاہیئے۔

(۴) چوتھے درجہ کی کھاد جلی ہوی راکھ ہے۔ اسمین اُس راکھ کو ترجیح ہے جسکا ایندھن کھجور کے خشک تنے یا شاخین ہون۔ دوسرے خشک درختون کی راکھ پر اسکو ترجیح ہے۔ اسمین درختون کی پرورش کا مادہ بکثرت موجود رہتا ہے۔ معدنی اجزار اکھ مین ملے ہوی رہتے ہین۔

راکھ کی کھاد زمین مین دفن ہونے سے نائٹروجن جو زمین مین رہتا ہے اچھی طرح پر حل ہوتا ہے جسکو درخت آسانی کے ساتھ جذب کرسکتے ہین۔ دنیا مین کوئی ایسی جگہ کم ہوگی جہان راکھ نہو۔ غریب سے غریب آدمی کے گھر مین بھی روزانہ دوچار سیر راکھ ہوتی ہے جب کسی خاص مقام مین اصطبل کی لید کے ساتھ راکھ کا ذخیرہ جمع کیا جاے تو ایسی کھاد بہ نسبت سادہ راکھ کے زیادہ مفید ہوتی ہے۔ محققین نے راکھ کی کھاد کو چونہ کی کھاد پر ترجیح دی ہے راکھ کو معمولی طور پر درخت پر چھڑک دینا بھی مفید ہے جس سے اکثر ہوائی کیڑے دفع ہوجاتے ہین جن سے درخت کو نقصان پہونچنے کا اندیشہ رہتا ہے۔ نباتات جب سڑتے ہین تو راکھ کا چھڑکاؤ اُنکے امونیا کو خارج نہین ہونے دیتا۔ راکھ جب پیشاب اور گوبر پر چھڑکی جاتی ہے تو اُسکی بدبو دفع ہوتی ہے اور امونیا محفوظ رہتا ہے۔ خصوصاً جب کہ زمین مین نباتی مادہ زیادہ ہے تو اوسمین راکھ بہت مفید ثابت ہوی ہے۔ بدین صفت کہ میگنیشیا اور چونہ اور پٹاش اور فاسفیورک ایسڈ کو راکھ کی کھاد حل کردیتی ہے۔ چونکہ یہ اجزا ہر ایک زمین مین موجود ہوتے ہین اور اُنکی تحلیل کے بغیر درخت کو فائدہ نہین پہونچ سکتا لہذا عمل تحلیل کے لئے راکھ کا وجود نہایت فائدہ بخش ہے۔ ایک خوبی راکھ مین یہ بھی ہے کہ سخت زمین اُسکے ملانے سے بھربھری ہوجاتی ہے اُسکا کوئی حصہ اُڑکر ضائع نہین ہوتا اور نہ پانی سے بہ کر نکلجاتا ہے۔ راکھ کی وجہ سے زمین کی خشکی دیر پا رہتی ہے۔ ایک بہت بڑی خوبی راکھ کی کھاد مین یہ ہے کہ جسطرح بعض دیگر قسمین کھاد کی خامی کیوجہ سے درخت کو نقصان پہونچاتی ہین اُسطرح راکھ سے کوئی نقصان نہین پہونچتا۔ راکھ کی کھاد کا اثر دیرپا ہے اسکا استعمال ہر ایک موسم مین بلالحاظ وقت کیا جاسکتا ہے۔

(۵) صغریث کی راے ہے کہ گدہے کی گرم لید کھجور کے پودون کیلئے نہایت بہتر کھاد ہے۔

گرمی سے تازگی مراد ہے۔ پودے اس کھاد کی قوت سے بہت جلد جم جاتے ہین۔ اور
اُنکی جڑین بہت عجلت کے ساتھ زمین پکڑ لیتی ہین جب کبھی نقل مقام کی ضرورت ہو تو
گدہے کی گرم لید بہت نفع دیتی ہے۔ بعض فلاحان ہند کا خیال ہے کہ تازہ اور گرم کھاد
درختون کے لئے ہرگز مفید نہین ہے۔ اُنکا خیال ہے کہ تازہ کھاد کی حدت درخت کو جلا
دیتی ہے اور تازہ کھاد سے درخت کی جڑون مین دیمک پیدا ہو جاتی ہے اسلئے کہ اسمین
گھانس کے تنکے باقی رہجاتے ہین اور وہ اُسوقت تک گلنے نہین پاتے جب تک کم سے کم
چھ مہینہ تک اُسکو زمین مین دفن نہ رکھا جائے۔ فلاحان عرب گدہے کی لید کے متعلق
اسکے برخلاف راے دیتے ہین اُنکا خیال ہے کہ تمام چارپایون مین گدہے کی غذا بہت
جلد اور کامل طور پر ہضم ہو جاتی ہے وہ اپنے آخور کو خوب چباتا ہے۔ اُسکی تازہ لید مین
گھانس کے تنکے خام حالت مین باقی نہین رہتے اُسکی تازگی کی حدت معتدل ہوتی ہے
اسلئے درخت خرما کیلئے گدہے کی تازہ لید بہت موافق ہے اُسکی تازگی اور حدت سے
جڑین خوب پھیلتی ہین اور اچھی طرح پر جمتی ہین۔ خصوصاً اُسوقت جب کہ نقل مقام کیوجہ
سے ایک قسم کا ضعف درخت خرما کی جڑون مین واقع ہوتا ہے اور نئے مقام سے غذا
قبول کرنے کی قوت گھٹ جاتی ہے تو گدہے کی تازہ لید کی حدت سے قوت جاذبہ کو
مدد ملتی ہے اور جڑون کو قوت حاصل ہوتی ہے۔ محققین یورپ نے بھی گدہے اور گھوڑے
کی لید کو گاے کے گوبر سے زیادہ مفید خیال کیا۔ وہ کہتے ہین کہ اسمین پانی کم ہوتا ہے
اور یہ گوبر کیطرح چکنی نہین ہوتی اور بہت جلد سڑ جاتی ہے۔ محققین یورپ نے اسکا نام گرم
کھاد رکھا ہے۔ انکی یہ راے ہے کہ تمام درختون کے لئے لید کی شرکت گوبر کے ساتھ زیادہ
مفید ہے۔ لید کی کیمیائی تحقیقات سے نائٹروجن ۰ء ۔ فسفرک ایسڈ ۴ء ۔ پوٹاش ۰۵ء ۳۔

پایا جاتا ہے۔

(۶) **رقیق کھاد**۔ جس سے پیشاب مراد ہے درخت خرما کیلئے بہت مفید مانی گئی ہے۔ بینوشاد کہتے ہین کہ انسانی پیشاب بالخصوص درخت خرما کیلئے عجیب طرح پر فائدہ بخش ہے اور یہ تخصیص محض اسلئے ہے کہ انسان کے ساتھ درخت خرما کو خاص اعتبارات سے ایک خاص مناسبت ہے۔ محققین یورپ عام طور پر پیشاب کو عمدہ کھاد خیال کرتے ہین اگرچہ اُنھون نے انسان کے پیشاب کو بھی مفید مانا ہے مگر گاے اور گھوڑے اور بھیڑ کے پیشاب کو وہ اعلےٰ قسم کی کھاد خیال کرتے ہین جسکی کیمیائی تحقیقات کا نتیجہ اُنکی راے کے مطابق حسب ذیل ہے:۔

اجزا	گاے	گھوڑا	بھیڑ۔
نائٹروجن	۹	۱۱	۸
فسفرک ایسڈ	۰	۰	۰
پوٹاش وسوڈا	۱۶	۱۴	۸

اُنہین کا قول ہے کہ گاے۔ گھوڑے۔ بھیڑ کے پیشاب مین ہیگپ ایسڈ ہوتا ہے جس سے نائٹروجن زیادہ حاصل ہوتا ہے۔

(۷) **سبز کھاد**۔ محققین یورپ نے معدنی کھاد پر سبز نباتات کی کھاد کو ترجیح دی ہے۔ درختون کو سبز کھاد سے ہر قسم کی غذا ملتی ہے۔ خصوصاً درخت خرما کیلئے یہ کھاد مفید ثابت ہوئی ہے۔ بدینوجہ کہ اسکی تیاری مین کوئی دقت نہین ہے اور نہ صرفہ زائد۔ اور کثیر مقدار مین ہر وقت دستیاب ہوسکتی ہے۔ اگر سبز پتون یا شاخون یا پودون کو کاٹ کر انبار لگا دیا جاے تو یہ بہت جلد سڑ جائین گے اور اُنکے اجزا بہت جلد متفرق ہوجائین گے۔

جو زمین سخت ہو جسمین چکنی مٹی کے اجزا پاے جائین اوس مین سوکہے ہوے پتے یا بہوسہ کی کھاد کا استعمال بہ نسبت اور اقسام کھاد کے زیادہ مناسب ہے۔ نباتی کھاد زمین کو بُہربُہری کردیتی ہے اور زمینی مسامات کو کہول دیتی ہے تاکہ ہوا کا نفوذ اچھی طرح پر ہوسکے۔ نباتی کھاد سے درخت خرما کو نمکین اور معدنی اجزا کا زیادہ فائدہ حاصل ہوتا ہے اسلئے کہ نباتات کے سڑنے سے معدنی اجزا مین ایک خاص کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جسکو درخت خرما کی جڑین فوراً جذب کرلیتی ہین۔ سبز کھاد مین نائٹروجن بہت ہوتا ہے اسلئے کہ درختون کے پتے ہواسے نائٹروجن وغیرہ کو جذب کرلیتے ہین۔ جب وہی پتے بطور کھاد کسی درخت کے تہالہ مین دفن کردئے جاتے ہین تو وہ سب اجزا زمین مین شامل ہوکر درخت کو فائدہ پہونچاتے ہین۔ سبز کھاد بہت جلد باریک ہوکر جزو زمین بنجاتی ہے۔ نباتی مادہ کے سڑنے سے امونیا اور نائٹرک ایسڈ زیادہ مقدار مین زمین کو حاصل ہوتا ہے۔ فلاحان عرب نے درخت خرما یا انگور کے پتون اور شاخون کو دیگر اقسام نباتات سے مرجح خیال کیا ہے۔ اُنکی راے ہے کہ اول ان پتون کو موسم گرما مین درخت خرما کے تہالون پر چھدرے چھدرے طور پر بچھا دو اس طرح پر کہ اُنکا سایہ ہوا کو نہ روکے اور آبپاشی کے اثر کو دیر تک قائم رکہے۔ جب وہ سڑنے لگین تو اُسوقت اُنکو تہالون مین دفن کردو تاکہ کھاد کا کام دین۔ صغریث کی راے ہے کہ کدو کی بیلون سے بھی یہ کام لیا جاسکتا ہے اور کدو کے پتے درخت خرما کی جڑون کی طبائع سے بہت موافق ہین۔

(۸) تسمید: زبان عرب مین تسمید اُس کھاد کا نام ہے جسمین گوبر یا لید شریک ہو۔ فلاحان عرب نے مختلف طریقون پر اُسکو تیار کیا ہے۔ اسکے مختلف نسخے ہین۔ درخت خرما کیلئے کئی طرح کی تسمید بنائی جاتی ہے۔ صغریث نے کہا کہ خرما کی گٹھلیون اور بے پتون کی شاخین اور

خشک پتّے جلاؤ اور پھر بکری کی مینگنیون کے ساتھ اُسکی راکھ کو کسی قدر پانی مین مخلوط کرو یہ بڑی نافع کھاد ہے جو آسانی کے ساتھ تیار ہوتی ہے نقل مقام کے وقت پودون اور بچون کے لئے بہت مفید ثابت ہوئی ہے۔ صغریث ہی کی راے ہے کہ اگر انگور کے پتّے کسی قدر جمع کیے جائین اور اُنمین کسی قدر کاہو کے پتّے بھی شریک ہون اور پھر انسان کا میلا اور کبوتر کی بیٹ کو اُسکے ساتھ شامل کرکے ۲۱ دن تک سڑایا جاے اور اُس تودہ پر کسان لوگ پیشاب کرتے رہین اور اس عرصہ مدت مین دو تین بار اُسکو اُلٹا یا پلٹایا جاے اور آخر پر اُسکو زمین پر پھیلا کر سکھا لیا جاے اور من بعد انگور کی لکڑی اور خرما کی شاخون کو ملا کر جلایا جاے اور اسکی راکھ اُس سڑے ہوے مجموعہ مین ملادیجاے تو یہ کھاد نہایت نفع بخش ہوگی خصوصاً اُن درختون اور پودون کیلئے جو ایک مقام سے دوسرے مقام پر منتقل کیے جائین۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ مادہ انگور اور مادہ خرما مین ایک خاص مناسبت ہے اس طرح پر کہ ایک خاصہ مین دونون شریک ہین اور وہ خاصہ کسیلاپن ہے جو خرما اور انگور کی جڑون مین ہوتا ہے پس اسی کی وجہ سے دونون مین ایک خاص مناسبت ہے۔ اگرچہ انگور مین جو کسیلاپن ہے اسمین تلخی ہوتی ہے اور خرما کے کسیلے پن مین حلاوت۔ لیکن تاہم اس اتحاد کی وجہ سے دونون مین اس قدر تعلق ہے کہ ایک کے اجزا دوسرے کو مفید ہوتے ہین یہی وجہ ہے کہ انگور کی جلی ہوئی لکڑی کی راکھ بہ نسبت اور لکڑیون کی راکھ کے خرما کے پودون کو جمنے مین زیادہ مدد دیتی ہے اور اسکی کھاد خرما کی طبیعت کیلئے بہت موافق ہے۔

(۹) صاحب فلاحۃ النبطیہ کی راے ہے کہ جس زمین مین نمکین اجزا کم ہون یا جس مقام پر ہمیشہ میٹھے پانی سے آبرسانی ہوتی ہو اسمین بوے ہوے یا اُگے ہوے درختون کی

جڑون کو سال مین دو چار بار نمک دینا چاہیئے وہ فرماتے ہین کہ نمکینی کا اشتیاق کسی ایک طبیعت سے مخصوص نہین ہے بلکہ تمام حیوانات اور نباتات کے طبائع مین اسکی رغبت ہے۔ انسان کی تمام غذا نمک سے درست ہوتی ہے۔ اور نمک کا شوق حقیقت مین اصلاح غذا کا تقاضا ہے۔ اسلئے کہ ترش اجزا کے لئے نمکینی چیز نقصان کا حکم رکھتی ہے جو رطوبتین حیوانون اور نباتات کے بدنون مین مخفی اور جمی ہوی ہین وہی فساد کا باعث ہین پس جو چیز اس فساد کو دور کرتی ہے وہ نمک ہے جس سے وہ فساد بخش رطوبتین حل ہو جاتی ہین۔ نمک ہر ایک فاسد مادہ کو کھا جاتا ہے اور متغیر کر دیتا ہے اگر اس سے غفلت کیجاسے تو وہی رطوبات جنکے سڑنے سے کیڑے پیدا ہو جاتے ہین ہلاکت کی باعث ہوتی ہین۔

(۱۰) **گوبر کی کھاد**۔ فلاحان عرب نے گاے کے گوبر کے منافع کو درخت خرما کیلئے تسلیم کیا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ بعض اقسام خرما کیلئے بطور خاص یہ کھاد مفید مانی گئی ہے جیسا کہ نخل الزبل جسکی تعریف ہمنے اقسام کے حصہ اول مین نمبر (۶۵) پر بیان کی ہے۔ اُن کا قول ہے کہ یہ بارد کھاد ہے زمین مین اسکے استعمال سے برودت پیدا ہو جاتی ہے۔ اسکا استعمال تازگی مین بھی مفید ثابت ہوا ہے بشرطیکہ اُسمین گھانس کے تنکے نہ ہون۔ عام طریقہ اسکے استعمال کا یہ ہے کہ ایک سایہ دار گڑھے مین گوبر کو جمع کرنا چاہیئے اور تہہ بہ تہہ اُسپر مٹی ڈالنی چاہیئے۔ ایک دو مہینہ کے عرصہ مین بشرطیکہ کسان اُس گڑھے مین پیشاب کرتے رہین یا کسی بدررو کا رخ اُسپر پھیر دیا جاسے۔ یہ کھاد استعمال کے قابل ہو جاتی ہے کیمیائی تحقیقات اور تفریق اجزا سے اس کھاد مین نائٹروجن ۶ر۳۔ اور فسفرک ایسڈ ۳۔ اور پوٹاش اور سوڈا۔ ۲ر۲ پایا جاتا ہے۔

کھاد کے استعمال کا وقت اور طریقہ	ڈاکٹر بونا ویا کی راسے ہے کہ عمدہ کھاد بیشک پھل کی مقدار

اور شیرینی اور جسامت کو بڑہاتی ہے انکے تجربہ مین سڑی ہوی مچھلی کی کھاد اسکے لئے
مفید کھاد ہے۔ فرماتے ہین کہ ہر سال جنوری کے مہینہ مین کھاد کا استعمال ہونا چاہیئے
مؤلف کی راے مین کھاد کے استعمال کیلئے سال مین ایک وقت مقرر نہین ہوسکتا۔ یہ
بات تجربہ پر موقوف ہے کہ کس قسم کی کھاد کیلئے کونسا وقت اور کونسا موسم مناسب ہے
یہ بات کلیتہً مانی گئی ہے کہ جو کھاد جلد سڑتی ہے اُسکا اثر بھی جلد زائل ہوجاتا ہے۔ دیر
مین سڑنے والی کھاد کا اثر دیرپا ہوتا ہے خصوصاً تازہ کھاد جسکی تاثیر ہمیشہ دیر مین ہوا
کرتی ہے۔ پس ہر ایک زمین کی حالت کے لحاظ سے کھاد کا استعمال ضرورت پر ہوسکتا ہے
پتّون کی کھاد گرمیون مین کئی بار استعمال کیجا سکتی ہے۔ یعنی درخت خرما کے تھالہ پر بچھائے
ہوے پتّے جب سڑنے لگین تو وہ تھالہ کی مٹی مین داب دیئے جاسکتے ہین اور اسیطرح گوبر
کی کھاد موسم گرما مین کئی بار دیجا سکتی ہے اور گرم کھاد کا استعمال بارش مین ہوسکتا ہے
رقیق کھاد کیلئے کوئی وقت ہی مقرر نہین ہے۔ اسی طرح جن درختون کی شادابی زمینی
قوت کی وجہ سے ظاہر ہے اُنمین خوانخواہ کھاد کا استعمال کرنا گویا عوارض کو دعوت
دینا ہے۔ یہ بات بطور اصول یاد رکھنے کے قابل ہے کہ درخت کو پھول نکلنے سے قبل
بالیدگی کے زمانہ مین نائٹروجن والی کھاد بہت مفید ہے اور بارآوری کے زمانہ مین
فسفرک ایسڈ کی کھاد ضروری ہے جس سے تخم کی تیاری مین بہت بڑی مدد ملتی ہے۔ بعض
بیماریون کے علاج کیلئے وقت بے وقت کھاد دینے کی ضرورت ہوتی ہے۔ وہ ایک
خاص حالت ہے۔ کھاد کا استعمال بھی مختلف طریقون سے ہوسکتا ہے۔ مثلاً رقیق کھاد
درختان کے تھالہ مین پانی مین ملاکر یا یون ہی پہونچائی جاسکتی ہے۔ راکھ کی کھاد بعض ورقون
پر جبکہ کیڑون کو دفع کرنا مقصود ہو درخت پر چھڑکی جاسکتی ہے اور تھالہ کی بالائی سطح

پر بھی دیجا سکتی ہے اور جڑون مین بھی۔ لیکن کھاد کے استعمال کا عمدہ طریقہ یہ ہے کہ درخت کے تھالہ مین سے تھوڑی سی مٹی نکالی جاے اسطرح پر کہ تنہ کے اطراف خلا پیدا ہو اور پھر کھاد کو اُس مٹی کے ساتھ شامل کرکے وہ گڑھا بھر دیاجاے اور سیرابی کے ساتھ آب پاشی کی جاے۔ تجربہ کار فلاحون نے کہا کہ غیر پختہ کھاد کے لئے درخت کے تنہ کے اطراف کم سے کم دو فیٹ کا فاصلہ چھوڑ کر مدور گڑھا کھودنا چاہیئے اور اُسکی مٹی مین کھاد کا ایک حصہ شامل کرکے دینا چاہیئے تاکہ اُسکی خام حالت سے دیمک پیدا نہو جاے۔ یا اور کوئی کیڑا درخت کی جڑون کو نقصان نہ پہونچاے۔ بینوشاد کی راے مین گرم کھاد کی مقدار بہت کم ہونا چاہیئے اور کھاد دینے کے زمانہ مین ہر روز سیرابی کے ساتھ آب پاشی کرنا چاہیئے تاکہ اُسکی حدت درخت کو نقصان نہ پہونچاے اور بیماریون مین مبتلا نہ کرے۔ بعض عربی فلاحون نے کھاد کیلئے عموماً بارش کے موسم کو پسند کیا ہے غالباً اُنکا خیال یہ ہوگا کہ بارش کے زمانہ مین کھاد کی حدت درخت مین موثر نہین ہوسکتی۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ کیسی ہی عمدہ قسم کی کھاد کیون نہو ہمیشہ اُسی کا استعمال مفید نہین ہے اسلیئے کہ اس سے ملال کا عارضہ لاحق ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے۔ کھاد کے مختلف اقسام سے بدل بدل کر استعمال کرنا چاہیئے تاکہ درخت اُسکو رغبت کے ساتھ قبول کرے۔ ایک قسم کی غذا جسطرح انسان کی طبیعت کو اُکتا دیتی ہے اُسی طرح ہمیشہ ایک قسم کی کھاد درخت خرما کو مرغوب نہین ہے۔

(۳) درخت خرما کی آبپاشی کا بیان

نباتات سے کوئی پودہ ایسا نہین ہے جسکو کم وبیش پانی کی احتیاج نہو اقسام نباتات مین فرق اسقدر ہے کہ بعض درخت پانی زیادہ چاہتے ہین اور بعض کم بعض کو پانی کی

کثرت مضرت بخش ہے اور بعض کو پانی کی کثرت سے کوئی ضرر نہین پہونچتا۔ پانی کی کمی و بیشی کا دار و مدار زمین کی حالت پر منحصر ہے جن زمینات مین رطوبت زیادہ عرصہ تک قائم رہتی ہے اُنمین اُگے ہوے درخت مصنوعی آب پاشی کے کم محتاج ہوتے ہین اور خشکی کی مضرت اُنکو کم پہونچتی ہے۔ درخت خرما ہی ایک ایسا درخت ہے جس کو اسباب مین خداوند کریم نے خاص صفات عطا فرمائی ہین۔ اس درخت کو پانی کی احتیاج ۱۵ سال کی عمر تک باقی رہتی ہے۔ اسلئے کہ اس عمر تک اسکی جڑین زمین کے زندہ پانی تک نہین پہونچ سکتین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ جب تک درخت کا قد ۶۰ فیٹ کا نہ ہولے اُسوقت تک اطمینان نکرنا چاہیے کہ اُسکی جڑین زندہ پانی تک پہونچ چکی ہین۔ پس مصنوعی آبپاشی سے اُسکو مستغنی نہ سمجھنا چاہیے۔ وہ فرماتے ہین کہ ۶۰ فیٹ کا قد درخت کو مصنوعی آبپاشی سے بالکل مستغنی کر دیتا ہے اور پھر اوسکو پانی نہ پہونچانے سے کوئی ضرر نہین ہوسکتا اسلئے کہ اسوقت اُسکی جڑین زمین کے زندہ پانی تک قطعاً پہونچ جاتی ہین اور بہت سی جڑین اُن مین سے پانی مین ڈوب جاتی ہین۔ لیکن اگر آب رسانی کے ذرائع وسیع ہون تو ایسے درخت کیلئے بھی اوقات معینہ پر جسکا بیان آگے آئیگا آبرسانی فائدہ سے خالی نہین ہے۔ درخت خرما پانی کے جملہ اقسام کا متحمل ہوتا ہے۔ یعنی شیرین پانی۔ کھارا پانی سمندر کے پانی سے اسکی پرورش ہوتی ہے آب شور یعنی سمندر کے پانی سے وہ برابر بارآوری پر قائم رہتا ہے بشرطیکہ آخر الذکر پانی اسکے تھالہ مین نہ دیا جاوے بلکہ درخت سے ۶ فیٹ کے فاصلہ پر ایک محدود گڑھے مین آب شور بھر دیا جاوے۔ برخلاف آب شیرین اور کھارے پانی کے جسکو درخت کے تھالہ مین پہونچانا چاہیے۔

درخت خرما کو بارش کے موسم مین آبرسانی کی مطلق ضرورت نہین ہوتی۔ گرمیون مین ہفتہ وار آبرسانی بالکل کافی ہے اور موسم سرما مین مہینہ مین دو بار۔ لیکن ضرور ہے کہ آبرسانی کے مقررہ ایام مین سیری کے ساتھ پانی دیا جاے۔ اگر اسکی خلاف ورزی ہوئی تو درخت ضایع نہین ہوتا۔ اسلئے کہ یہ درخت بہ نسبت اور درختون کے تشنگی کا زیادہ متحمل ہے اور آبرسانی کی کثرت اسکو مضرت نہین بخشتی اسلئے کہ ضرورت موجودہ سے بہت زیادہ پانی کو یہ درخت جذب کر سکتا ہے۔ اسکی قوت جاذبہ بہ نسبت اور درختون کے بہت زیادہ بڑھی ہوی ہے۔ تشنگی کی حالت مین دور دور کی رطوبات کو یہ جذب کر لیتا ہے اور کثرت رطوبت مین اپنی موجودہ حاجت اور آئندہ کی ضرورت کا سرمایہ جمع کر لیتا ہے۔ اور باوجود اسکے کثرت رطوبت سے نہین سڑتا۔ فلاحان عرب کا مقولہ ہے کہ سال کی متصلہ خشک سالی مین درخت خرما کی بارآوری بغیر پانی کے قائم رہ سکتی ہے۔ اسطرح پر کہ پہلے سال وہ معمول سے زائد بار دیگا اور دوسرے سال معمولی اور تیسرے سال معمول سے کسی قدر کم اور چوتھے سال ناغہ اور پانچوین سال پھر معمولی بار۔ یہ درخت بارآوری کے ساتھ اپنی زندگی کو سنبھالتا ہے۔ عربون نے درخت خرما کو خشکی اور گرمی کے تحمل مین اونٹ سے تشبیہ دی ہے اسلئے کہ وہ کثرت آب کے زمانہ مین رطوبات کو محفوظ کر لیتا ہے اور خشک موسم مین اپنے سرمایہ سے کام لیتا ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جس درخت کو ہمیشہ شیرین پانی ملتا ہے اسکو سال مین ایک مہینہ تک کھارا پانی دینا چاہیئے علی ہذا اسکے بالعکس۔ بعض تجربہ کار فلاحون کی راے ہے کہ جس درخت کو ہمیشہ وافر پانی دیا جاتا ہے اسکو سال مین ایک مہینہ تک بہت کم پانی دینا چاہیئے۔ یہ ایک مہینا اسکے لئے ماہ صیام کا حکم رکھتا ہے تاکہ اسکی

قوت جاذبہ درست ہوجاے اور بیماریون سے محفوظ رہے۔ رطوبات غلیظہ خشک ہوجائین وہ فرماتے ہین کہ یہ طریقہ اکثر امراض کیلئے حفظ ماتقدم کا کام دیتا ہے۔ اسی طرح اُنکی راے ہے کہ جب کسی مقام پر پانی کی قلت ہو اور باتفاق وہان پانی کثرت سے ملجاے تو درخت خرما کو ہر روز نہایت سیرابی کے ساتھ پانی دینا چاہیئے تاکہ وہ آئندہ کیلئے اپنا سرمایہ درست کرلے۔ ایک تجربہ کار نے لکھا ہے کہ جس درخت کو ہمیشہ میٹھا پانی ملتا ہے اور تبدیل آب کا موقع نہین ہے تو سال مین ایک مہینہ تک اُسکی جڑون مین نمک پہونچانا چاہیئے اور جس مقام پر ہمیشہ نمکین پانی میسر ہوتا ہے وہان سال مین ایک مہینہ تک درخت خرما کی آبرسانی اُسی طریقہ پر کرنی چاہیئے جو آب شور کیلئے دکھلایا گیا ہے یعنی تھالے سے ۲ فیٹ کے فاصلہ پر ایک خالی گڑھے مین پانی بھر دیا جاے تاکہ پانی کی نمکینی درخت کی جڑون مین کم اثر کرے۔ یہ سب تدابیر اُن امراض کی روک کیلئے ہین جو پانی کی وجہ سے کبھی کبھی عارض ہوتے ہین جنکا بیان باب الامراض مین موجود ہے

موسم گرما مین آب پاشی کے اغراض سے اس درخت کے تھالہ مین درخت کے اطراف عرضاً دو فیٹ کی نشیبی سطح قائم کردینا مناسب ہے جسکا عمق ایک فوٹ سے کم نہو۔ تاکہ اُسمین پانی ٹھہر سکے۔ جاری نہر اور چلتی ہوی موٹ کی نالی سے صرف تھالہ کا بھر لینا کافی نہوگا بلکہ اچھی طرح پر اندازہ کرلینا چاہیئے کہ اُسکی جڑین سیراب ہوچکی ہین۔ جب تھالہ کا نشیبی حصہ بھر کر پانی کھڑا ہوجاے تو اُسوقت نالی روک دیجاے یہ طریقہ اُن مقامات کیلئے بیان ہوا ہے جہان پانی کی کثرت ہے۔ جن مقامات پر پانی کی قلت ہو وہان بقدر کفاف پانی دیا جاے جن مقامات مین پانی کی نہر یا نالی قائم نہین ہے بلکہ مشکون اور گھڑون سے پانی دیا جاتا ہے وہان اسبات کی احتیاط کیجاے کہ

درخت کے گابھے پر پانی نہ گرنے پاے اسلئے کہ گابھے مین پانی گرانا درخت کیلئے نہایت مضر رسان ہے۔ جس مقام پر موسم نہایت گرم ہے اور اسی کے ساتھ ذرائع آبپاشی کی قلت ہے وہان فلاحان تجربہ کار درخت خرما کے تھالون کو دن مین اُسی کے ناقص پتون سے ڈہانک دیتے ہین اور یہ طریقہ البتہ مفید ثابت ہوا ہے اسلئے کہ آبپاشی کا اثر دیر تک باقی رہتا ہے جڑین جلد ہی خشک نہین ہونے پاتین۔ مگر یہ عارضی سایہ غروب آفتاب کے بعد باقی نہ رہنا چاہیے تاکہ درخت کی جڑون کو تازہ ہوا اور روشنی پہونچ سکے۔ جن درختون کو بعض فلاحون نے عمیق سطح پر لگانا پسند کیا ہے اُنکی آبرسانی مین نہایت احتیاط درکار ہے خصوصاً جب کہ پانی کی نہر یا نالی روان ہو ایسا نہ ہو کہ وہ نشیبی مقام پانی سے بھر کر درخت کے گابھے کو غرق کردے جس سے اُسکی نشو ونما مین نقصان واقع ہو۔

ایک تجربہ کار فلاح کی راے ہے کہ ہر ایک درخت خرما کی جڑ سے متصل ۳ فیٹ کے عمق مین ایک مٹی کا گھڑا جسکے پیندے مین ایک باریک سوراخ ہو گاڑ دو اور اُسکے مُنہ پر مٹی کا نل اسطرح پر قائم کرو کہ اُسکا ایک سرا گھڑے کے مُنہ کو ڈہانک لے اور دوسرا سرا سطح زمین کے اوپر رہے۔ اُس گھڑے اور اس نل کے اطراف کی زمین کو مٹی سے مضبوط کردو یہ ایک عمدہ مقام آب رسانی کا قائم ہو جائیگا جو خصوصاً گرمیون مین بہت کام آے گا۔ جن مقامات مین پانی کی قلت ہے اور آب رسانی مشکون یا گھڑون سے ہوتی ہے وہان یہ طریقہ بہت مفید ثابت ہو گا۔ نل کے بالائی سرے سے پانی کا پہونچانا اور گھڑے کو بھر دینا ایک ہفتہ کے لئے بالکل کافی ہو گا یعنی ایسا ایک گھڑا پانی کا بھرا ہوا ایک ہفتہ تک درخت خرما کو پانی سے مستغنی رکھیگا۔ درحالیکہ آب رسانی کے معمولی طریقہ سے گھڑا بھر پانی ایک درخت کیلئے گرمیون مین کسی طرح کافی نہو گا۔

بصرہ مین آبرسانی کا ایک خاص طریقہ ہے وہ خرما کے باغ مین درختون کی دو صفون کے درمیان ایک عمیق نالی مثل خندق کے قائم کرتے ہین۔ موسم گرما مین اس نالی مین نہرون کے ذریعہ سے پانی دوڑاتے ہین جس نالی سے دونون جانب کے درخت سیراب ہو جاتے ہین۔ فلاحان بصرہ کا خیال ہے کہ اس نالی سے یہ فائدہ ہے کہ ہر ایک درخت اپنی تشنگی کے مطابق اس سے پانی جذب کر لیتا ہے۔

ڈاکٹر بوناویا کی راے ہے کہ درخت خرما کے تھالہ مین پانی دینے سے پہلے اُسکی سطح کو نرم کر لینا چاہیئے۔

جس مقام پر بارش کا اوسط ۱۰ انچہ سے زیادہ ہے وہان موسم بارش مین درختان خرما کے تھالون کو زمینی سطح کے برابر کر دینا چاہیئے اور پندرہ دن مین ایک بار فی درخت دو تولہ نمک ہر ایک درخت کے تھالہ مین ڈال دینا چاہیئے۔ کانپور کے ایک فلاح کی راے ہے کہ نمک کے عوض تھوڑی سی ریہہ جسکو اکثر دھوبی استعمال کرتے ہین ہر ایک تھالہ مین ڈال دیجاے تو فائدہ سے خالی نہ ہوگا۔

(۴) مادہ خرما کے حمل اور بارآوری کا بیان

نر درخت کے اقسام اور مادہ کے ساتھ مناسبت

بینوشاد کی راے مین فحل یعنی نر درخت کے اقسام پانچ ہین۔ جو مادہ کے حمل کیلیئے بلحاظ اُسکی نوعیت کے مناسب خیال کیئے گئے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ ان پانچون اقسام کا مابہ الامتیاز فرق تجربہ کار فلاح سمجھ سکتا ہے۔ تین ان مین سے دراز قد ہوتے ہین اور دو پست قد۔ یہ کام تجربہ کار فلاحون کا ہے کہ وہ ان اقسام کے ساتھ مادہ درختون کو خاص کر دین۔ اسی تخصیص کیوجہ سے

بار آوری مین کامیابی حاصل ہوگی۔ اگر غیر مناسب نر سے نخلہ حاملہ کردیجاے تو بعض اوقات وہ مرض شیص مین مبتلا ہوجاتی ہے جسکی حقیقت کو ہم باب الامراض مین بیان کرین گے۔

مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ کھجور کے چار اصلی اقسام یعنی صرفان ۔ شہریز ۔ طبرزد ۔ برنی مین سے ہر ایک قسم مین دو قسم کے نر پیدا ہوتے ہین ایک دراز قد اور دوسرا پستہ قد۔ پس اُن مادہ درختون کا حمل جنکے پھل گول ہون اُسی قسم کے ایسے نر سے اولیٰ ہے جسکا قد چھوٹا ہو۔ اسی طرح جن مادہ درختون کا پھل دراز ہوتا ہے اُن کا حمل اُسی قسم کے قدآور نر سے مناسب ہے۔ آپ ہی نے فرمایا ہے کہ اکثر اقسام کیلئے نر معین ہین جسوقت انہین نرون سے نخلہ حاملہ ہوتی ہے تو اسکا پھل بہت عمدہ اور زیادہ قوی اور جلد پکنے والا اور کثیر المقدار ہوتا ہے۔ مثلاً اگر کسی مادہ خرما کا پھل اکثر گول ہوتا ہے یا درازی کمتر ہوتی ہے تو ضرور ہے کہ ایسے نر سے حاملہ کی جاے جسکا نام تمرقائی ہے۔ یہ درخت اکثر قدآور نہین ہوتا بلکہ موٹاپا اور ٹھوس ہونے مین بہ نسبت مادہ کے زیادہ ہوتا ہے اسکا تنہ نیچے سے اوپر تک ایک سا رہتا ہے اور اُسکے تنہ مین رونگٹے ہوتے ہین جیسے کہ انسان کے جسم پر بال۔ جب اس قسم کا نر جوان ہوجاے تو اُس سے اُن مادہ درختون کو حاملہ کرنا چاہیے جنکے پھل گول ہوتے ہین مثلاً جوز۔ طبرزد۔ برنی۔ شہریز۔ غتنی۔ اور وہ درخت جسکا پھل دراز ہوتا ہے۔ مثلاً ہیروت۔ آزات۔ نکرات۔ ان کو بلند قد نرون سے حاملہ کرنا چاہیے جنکا تنہ عموماً پتلا ہو۔

تجربہ کار فلاحون کی راے ہے کہ اگر نرون کے اقسام سے واقفیت حاصل نہو سکے تو کم سے کم یہ کرنا چاہیے کہ ایک قسم کے مادہ درخت کی گٹھلیون سے جو پودے پیدا ہون

اُن مین سے چند عمدہ اور مضبوط نر منتخب اور محفوظ کر رکھنا چاہیے تاکہ آئندہ اُن مادہ درختون کا حمل جنسے ان منتخبہ نرون کو برادری کا رشتہ ہے انہین نرون سے ہو سکے - حاصل یہ ہے کہ جس قسم کی مادہ ہے اُسی قسم کا نر ہونا چاہیئے اور دونون کی عمر مساوی ہو - یا قریب قریب - صاحب فلاحۃ النبطیہ کو اس سے اتفاق ہے وہ فرماتے ہین کہ جن فلاحون کو نرون کے اقسام پہچاننے مین ملکہ نہین ہے اُنکے لئے اسی تدبیر مین آسانی ہے

ماسی سورانی کا قول ہے کہ مادہ کے حمل کیلئے نر کے انتخاب مین جو بحث اہل فن نے کی ہے اُس سے یہ خیال نکرو کہ اسکے سوا کوئی دوسرا چارہ نہین ہے بلکہ یہ مدارج اور مراتب جو تم کو سمجہائے گئے ہین اُن سے ہماری غرض یہ ہے کہ تمہاری واقفیت اس فن مین مکمل ہو - اگر تم ان قواعد کے پابند رہوگے تو مادہ خرما کا بار کثرت سے حاصل کروگے اور اُسی قسم کا پہل پاؤگے جس قسم کی مادہ ہے جس سے تم کو فائدہ کثیر حاصل ہوگا - اگر ان ہدایات کے برخلاف تم نے کسی معمولی نر سے مادہ کو حاملہ کردیا جو مادہ کے لئے غیر مناسب اور غیر موضوع ہے تو ممکن ہے کہ پیداوار کم ہو اور ادنے قسم کے پہل حاصل ہون -

نر درختون کی ضرورت فیصد مادہ کیلئے فلاحان ملتان کی رائے ہے کہ جس باغ مین نر و مادہ کی کاشت ملی ہوی مقصود ہو وہان ہر چار مادہ درختون کے درمیان ایک نر درخت لگانا چاہیے - قدرتی طور پر حمل قائم ہونے کیلئے یہ تعداد بہت کافی ہے لیکن جن ملکون مین مصنوعی طریقہ کام مین لایا جاتا ہے وہان سو مادہ مین دو نرون کا وجود بالکل کافی ہے - ممالک عرب و خلیج فارس مین صدہا مادہ درخت قسم وار جدا جدا حلقون مین بوئے جاتے ہین اور اُنکی مجموعی تعداد کے لحاظ سے مختلف اقسام کے فحل ایک جدا

مقام پر لگائے جاتے ہین جنکے اقسام کی شناخت باغبانون کو بخوبی حاصل ہے۔ بارآوری کے زمانہ مین وہ نہایت احتیاط اور سلیقہ سے ہر ایک حلقہ کے حمل کے لئے اُسکے مناسب نر سے سفوف لیتے ہین۔

مؤلف کہتا ہے کہ فیصدی دو کی تعداد جو اوپر بیان ہوی وہ اُسی حالت مین کام دے سکتی ہے جبکہ سو مادہ درخت ایک ہی قسم کے ہون اگر وہ مختلف اقسام پر شامل ہون تو قسم وار تعداد کے لحاظ سے اقلاً اُسی قسم کا ایک نر درخت لگا رکھنا چاہیے بلکہ دو۔ تاکہ ایک کے ضائع ہونے پر دوسرا کام دے سکے۔

پھول کی حقیقت خرما کے ایک درخت مین نر و مادہ کا پھول شامل نہین ہوتا جیسا کہ اکثر اور میوہ دار درختون کا خاصہ ہے بلکہ نر درخت جدا ہوتا ہے اور مادہ درخت جدا۔ دونوں کے جوان ہونے پر پھول نکلتا ہے جسکو زبان عرب مین طلع کہتے ہین اور یہی پہلی علامت جوانی کی ہے۔ اگرچہ نر و مادہ کے پھول بظاہر ایک سے ہوتے ہین لیکن فی الحقیقت دونوں مین فرق ہے۔ نر کے پھول اپنے گچھے مین ایک دوسرے سے قریب قریب ہوتے ہین۔ برخلاف طلع نخلہ کے جسکے اجزار ایک دوسرے سے فاصلہ رکھتے ہین۔ اور یہ قدرت کا کھیل ہے اس فصل سے یہ مقصد ہے کہ نخلہ کے پھول مین پھل لگتے ہین اور پھلون کے پھیلاؤ کیلئے مقامی وسعت درکار ہوتی ہے۔ بنیوشاد کہتے ہین کہ اگر طلع نخلہ کے اجزا متفرق اور دُور دُور نہوتے بلح یعنی خرما کی ابتدائی حالت بڑہنے نہ پاتی۔ نر و مادہ کے پھول کا رنگ موم کا سا زردی اور سپیدی مائل ہوتا ہے اور اُسکے اجزا چھوٹے چھوٹے گیندون کی شکل لئے ہوئے ہوتے ہین۔ تجربہ کار فلاحون نے کہا ہے کہ ہر ایک نخلہ مین پھولون کے بارہ گچھے نکل آتے ہین اور انکی اکثر تعداد چالیس تک بھی دیکھی گئی ہے مادہ کے ہر ایک

پھول ہین نین چھوٹے چھوٹے کالے بال قدرت نے پیدا کیئے ہین انہین بالون کے ذریعہ سے نر کا سفوف مادہ کے پھول مین اثر کرتا ہے۔ نر درخت کے پھولون مین سفید رنگ کا سفوف ہوتا ہے جو ہوا سے اُڑتا ہوا نظر آتا ہے اور یہی جوہر ہے جس سے مادہ درخت کا پھول حمل کو قبول کرتا ہے جس مقام پر نر درخت کثرت سے ہون وہان بعض وقت یہ سفوف اس کثرت سے اُڑتا ہے کہ اُسکے غبار مین درخت چھپ جاتے ہین۔

فلاحان عرب کا قول ہے کہ تندرست درخت کو جسکی کاشت تخم کے ذریعہ سے ہوئی ہو ، سال مین شباب کا زمانہ آجاتا ہے اور پھول نکل آتے ہین۔ مان کے پینڈ لیسے نکالے ہوے بچے پانچوین سال جوان ہوجاتے ہین۔ پھول آنیکا اصلی زمانہ موسم بہار ہے اور کہین اسکے خلاف بھی پایا گیا ہے۔ ہر ایک ملک مین مقامی آب وہوا اور موسم کے لحاظ سے پھول کا آغاز ہوتا ہے مثلاً ملتان مین پھول کی ابتدا فبروری کے مہینے مین دیکھی گئی ہے۔ باغبانان عرب کا قول ہے کہ جس درخت پر کم سنی مین پھول نکلا ہو اُسکو بیمار سمجھنا چاہیئے اور فوراً پھول کے ابتدائی آثار کو درخت سے جدا کردینا چاہیئے ورنہ درخت ضعیف اور ناتوان ہوکر تلف ہوجائیگا۔ اور ایسا درخت جو جوانی سے قبل پھول لایا ہوا اچھی طرح پر نہ پھلے گا۔

حمل کا قدرتی بیان اور مصنوعی طریقہ نر درخت کے پھولون کا سفوف جب تک مادہ درخت کے پھولون مین داخل نہو نخلہ بار آور نہین ہوسکتی۔ قدرت نے اس کام کو ہوا اور شہد کی مکھیون کے تفویض فرمایا ہے۔ اور مصنوعی طریقہ کی تعلیم انسانون کو کی ہے جس باغ مین نر درخت مادہ درختون کے ساتھ شامل ہین یا جس باغ سے متصل اور کسی مقام پر نر درخت موجود ہین وہان ہوا اور شہد کی مکھیون سے مادہ درخت کو بار آوری مین مدد

ملتی ہے جس جگہ ایسا نہین ہے بلکہ نر درخت کا سفوف کسی دور دست مقام سے لانا پڑتا ہے وہان مصنوعی عمل کی احتیاج ہوتی ہے۔ فلاحان عرب کا قول ہے کہ مصنوعی عمل جب تک نہ کیا جاے وہ تخصیصات جو نر و مادہ کیلیئے اسی باب کی ابتدا مین بیان ہوی ہین قائم نہین رہ سکتین اسلئے کہ ہوا اور شہد کی مکھیان خصوصیت اقسام کی پابند ہو نہین سکتین۔ پس اسکا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ صرف ہوا اور شہد کی مکھیون کی امداد سے جو درخت حاملہ ہونگے اُن کا بار کسی خاص قسم سے مخصوص نہوگا۔ ایسے باغات شاید ہی ہون جنمین ایک ہی قسم کے مادہ اور نر درخت ملے ہوے ہون اگر ایسا کوئی باغ ہے تو البتہ ہوا اور مکھیون کی امداد سے اُسی قسم کا پھل حاصل ہوگا جس قسم کے درخت ہین لیکن جہان مختلف قسم کے مادہ درخت اور نر درخت ملے ہوے ہین وہان بعض نرون کو اُسی قسم کے مادہ درختون سے مخصوص کرنا بجز انسانی عقل کے ہوا اور مکھیون کا کام نہین ہے اسی ضرورت سے عرب کے فلاحون نے مصنوعی عمل کا طریقہ ایجاد کیا ہے۔

(الف) شہد کی مکھیون اور ہوا کی امداد کا جو تذکرہ ہم کر آئے ہین اُسکی حقیقت یہ ہے کہ جب ہوا مین نر کے پھولون کا سفوف اُڑ کر پھیل جاتا ہے تو مادہ کے پھولون کی فطرتی کشش اُس سفوف کو اپنی طرف کھینچتی ہے اور وہ مادہ کے پھولون مین جم کر اُن کو حاملہ کر دیتا ہے۔

موسم بہار یعنی گرمیون کے آغاز مین جسوقت درخت خرما کے پھول کا وقت آپہونچتا ہے تو اُسی وقت شہد کی مکھیون کی بچہ کشی کا زمانہ بھی آجاتا ہے۔ اس پھول کا سفید سفوف جسکا نام فارسی زبان مین زرگل ہے۔ اُنکے بچون کی اصلی غذا ہے جسکو وہ شہد کے ساتھ بچون کو کھلاتی ہین۔ اب وہ اُسکی تلاش مین چکر لگاتی رہتی ہین۔ ان مکھیون

کی پچھلی دو ٹانگون مین خاص کر اسی ضرورت کی تکمیل کے لئے قدرت نے دو تھیلیان پیدا کی ہین جب یہ مکھیان نر درختون کے پھولون پر بیٹھتی اور ٹکراتی ہین تو وہ سفوف اُن تھیلیون مین جمع ہوتا چلا جاتا ہے بدینوجہ کہ اسی زمانہ مین مادہ درختون مین بھی پھول آتا ہے ان مکھیون کا گزر مادہ درختون کے پھولون پر بھی ہوا کرتا ہے۔ اگرچہ مادہ درخت کے پھولون مین سفوف نہین ہوتا مگر اُسکی ظاہری صورت نر درخت کے پھولون سے ملتی جلتی رہنے کی وجہ سے بیچاری مکھیان اس دھوکہ مین اُن پھولون سے ٹکراتی ہین کہ ان سے بھی سفوف حاصل کرین جہان لینے کے دینے پڑ جاتے ہین یعنی اُنکے کیسون سے سفوف کا ایک حصہ مادہ پھولون کی قوت جاذبہ کی وجہ سے نکل جاتا ہے۔ اور مادہ کے حمل اور بار آوری کا سبب بنجاتا ہے۔

بعض محققین نے لکھا ہے کہ اور کیڑون کے ذریعہ سے بھی یہی کام سرانجام پاتا ہے۔ جو نر و مادہ کے پھولون پر گشت لگاتے پھرتے ہین۔ لیکن فلاحان عرب کو اُن سے اتفاق نہین ہے وہ کہتے ہین کہ ہوا اور شہد کی مکھیون کے سوا اور کسی پر دار کیڑے کا یہ کام نہین ہے۔

ایک تجربہ کار فلاح نے اپنا تجربہ بیان کیا ہے کہ جس باغ مین نر درخت نہون اور باغ کے اطراف بلند حصار ہو اور اُسکے مادہ درختون کا حمل دست کاری سے نہ ہوتا ہو اُس مقام پر مادہ درختون کا قد سفوف کی خواہش مین زیادہ دراز ہوتا ہے وہ تازہ ہوا کے جویا رہتے ہین اور بیرونی مقامات سے سفوف کے جو ذرے ہوا مین اڑتے ہین اُن کو اپنی طرف کھینچتے رہتے ہین۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے باغات کے مادہ درختون کا پھل اکثر متغیر اور ثمرہ کی مقدار بہت کم ہوتی ہے۔ تجربہ کارون کی رائے ہے کہ ایسے باغ کے درخت

درازی قد کی وجہ سے اکثر کم طاقت ہو جاتے ہین اور اُنکی صحت مین فتور لاحق ہوتا ہے
اور ایسے باغات مین جو درخت بار سے رُکے ہین۔ اُنکی نسبت یہ حکم نہ لگا دینا چاہیئے کہ مرض
حایل مین مبتلا ہین بلکہ اول دست کاری سے اُنمین سفوف پہونچانا چاہیئے۔

(ب) مصنوعی دست کاری کو فلاحان عرب درخت کھجور کی شادی سے نام زد کرتے ہین
اور وہ اس کام مین بڑے مشاق ہین اور اپنے عملی بھروسہ پر تلے ہوتے ہین۔ ہوائی امداد
یا مکھیون کی پروا نہین کرتے۔ بعض فلاحان عرب کا قول ہے کہ اس دست کاری کا عمل
اُسی فلاح کے ہاتھ سے زیادہ مسعود ہے جو صاحب اولاد ہو جس کے ہاتھون کی برکت سے
نخلہ خوب بار آور ہوتی ہے۔

نر کا پھول ہو یا مادہ کا پتّون کے درمیان ایک موٹے غلاف مین منڈھا ہوا ہوتا ہے۔
نر کے پھول کا غلاف اُنگلیون سے دبا یا جاے تو اُسمین سے ایک عجیب اور سہانی آواز
کی سرسراہٹ پیدا ہو جاتی ہے جیسے بعض ایرانی کپڑون مین (جسکو دبیری کہتے ہین) ہوتی
ہے۔ پھول کے غلاف مین چاقو سے سوراخ کرنے سے ایک خاص قسم کی خوشبو اُس سے
پیدا ہوتی ہے اور یہ اس بات کی علامت سمجھی جاتی ہے کہ پھول تیار ہے جسکے بعد پھول کا
گچھا درخت سے توڑ لیا جاتا ہے اور ایسے مقام پر جہان تند ہوا کا گزر نہو تقریباً ۲۴ گھنٹہ تک
لٹکا دیا جاتا ہے۔ پھر اُسکے بعد کام مین لانے کی قابلیت اُسمین پیدا ہو جاتی ہے۔ مادہ کے
پھولون کا غلاف جب تک خود بخود پھٹ نہ جاے اُن مین حاملہ ہونے کی صلاحیت پیدا
نہین ہوتی۔ بتجربہ کار باغبانان عرب اسکے منتظر رہتے ہین اور جب شگاف ظاہر ہوتا ہے
تو نر کے پھولون کی دو تین ڈنڈیان مادہ کے پھول کے گچھون کے درمیان جا کر باندھ
دیتے ہین۔ جسکے بعد ہوا کی جنبش سے مادہ کے پھولون کی فطرتی کشش اپنا کام پورا

کرتی ہے اور نخلہ حاملہ ہوجاتی ہے۔ تجربہ کار فلاحوں نے بعض اوقات مین مادہ درختون کے شگوفہ مین مصنوعی شگاف بھی کیا ہے اور یہ صرف اُنکے ذاتی تجربہ کی بات ہے کہ اوسکی پختگی پر اُنکو بھروسا تھا۔ یاد رکھنا چاہیئے کہ نر درخت کے پھول کو ۲۴ گھنٹہ سے زیادہ لٹکا ہوا نہ رکھنا چاہیئے بلکہ اُسکو ایک ایسی محفوظ ٹوکری یا ظرف مین جسمین پتون کا صاف فرش ہو بچھا دینا چاہیئے۔ ایسے فرش کیلئے کیلے کے پتون کو اور پتون پر ترجیح ہے اسلئے کہ اُسمین سفوف محفوظ رہتا ہے اور ضائع ہونے نہین پاتا جس ظرف مین پھول محفوظ رکھے جائین اُسکے چارون طرف بھی پتون کا استر رکھا جاے اور کیلے کا ایک پتہ اوپر ڈھانک دیا جاے جو سفید برادہ پھولون سے گرتا ہے وہ بھی نخلہ کے پھولون مین پہونچایا جاسکتا ہے اس طرح پر کہ کسی نلی سے اُس سفوف کو مادہ کے پھول مین پھونک دینا کافی ہے۔ اس طریقہ سے نر کا پھول ۸ ہفتہ تک محفوظ رہکر کام دے سکتا ہے۔ خشک سفوف پر استعمال سے پہلے پانی چھڑکنا ضرور ہے۔ اسکے بعد چھ ہفتہ تک آب رسانی روک دیجاے یعنی جب تک پھل تیزی کے ساتھ ترقی نہ کرنے لگین درخت کو پانی ندینا چاہیئے اور اُسکے بعد ایک دفعہ سیرابی کے ساتھ پانی دینا چاہیئے۔ یہ قاعدہ کلیہ ہے کہ بارآوری کے زمانہ مین کسی میوہ کے درخت کو آب پاشی کی کثرت مفید نہین ہوتی۔

جب نر کے سفوف سے حمل قائم ہوجاتا ہے تو دس بارہ دن مین خرما کی ابتدائی شکل باریک باریک گولیون کی شکل مین قائم ہوجاتی ہے جسکا نام زبان عرب مین بلح ہے۔ اسوقت تجربہ کار باغبان پھلون کی قلت و کثرت پر نظر ڈالتے ہین یعنی اگر بار کثرت سے ہے تو چند دانون کو ہر ایک خوشہ کے درمیان سے گھٹا دیتے ہین۔ اور اگر گچھون کی تعداد بھی کثیر ہے تو چند گچھے درخت سے جدا کرلیتے ہین اگر ایسا نہ کیا جاے

تو کثرت کیوجہ سے پھل کا قد چھوٹا ہوگا پرورش اچھی طرح پر نہونے پائیگی۔ پھل بدمزہ ہونگے درخت کو ضعف اور کمزوری کا شکوہ لاحق ہوگا اور آخر مین مرض حایل لاحق ہوگا جس سے بارآوری رک جائیگی۔ یا مرض دق سے درخت ضایع ہوجائیگا۔ بعض تجربہ کارون کی راے ہے کہ ہر ایک درخت کیلئے بارہ گچھون کی تعداد متوسط اور کافی ہے جسکے بار کو آسانی کے ساتھ درخت سنبھال سکتا ہے۔

بعض فلاحان ہند کا تجربہ ہے کہ اگر ماہ فروری مین پھول کا آغاز ہوتا ہے تو درخت کے حاملہ ہونے کے بعد ماہ جون یا جولائی مین تخم کا درجہ بسر سے بدل جاتا ہے۔ یعنی خرما کا قد بڑے بیر کے مساوی ہوجاتا ہے اور اسکا رنگ اسکی قسم کے اعتبار سے سرخی یا زردی لئے ہوئے رہتا ہے۔ پھر ماہ اگست مین وہ پختہ ہوکر خرماے تر یا رطب سی نام زد ہوجاتا ہے۔

نر کا سفوف نہ ملنے پر کیا عمل کرنا چاہئے ڈاکٹر بونا ویا کا تجربہ ہے کہ اگر مادہ خرما کو نر کا سفوف نہ ملے اور وہ حاملہ ہوجاے تو اسمین بے گٹھلی کے بد ذائقہ پھل لگتے ہین جو صرف مویشیون کے استعمال کے قابل سمجھے جاتے ہین۔ مولف کو اس سے اتفاق نہین ہے۔ مولف کی راے ہے کہ جب تک حمل کیلئے قدرتی عمل نہو یا کوئی مصنوعی تدبیر نہ کیجاے مادہ خرما بارآور نہین ہوسکتی۔ جن صاحب نے اپنا تجربہ بیان فرمایا ہے اسکی حقیقت یہ معلوم ہوتی ہے کہ مادہ خرما کے قرب مین نر درخت کا وجود نہ ہونے کی وجہ سے باغبان نے کسی اور تدبیر سے اسکی تلافی کرنی چاہی اور اسی کا لازمی نتیجہ تھا کہ بے تخم کا بدمزہ پھل پیدا ہوا۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کا قول میری راے کا موئد ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ مزروعی کے رہنے والے ایک فلاح کا قول ہے کہ جب مجھکو ایک کھجور بن مین مادہ خرما پر طلع نظر آئے اور وہان نر

درخت کا وجود نہ تھا اور کسی اور ذریعہ سے بھی فحل کا سفوف پیدا نہ کرسکا تو اُنھین درختون کا لب اُکھیڑا جو رطوبت مین طلع کے قریب قریب تھا اور اُسکے چھین ٹکڑے کئے اور ہر ایک مادہ خرما کے طلع مین ایک ایک ٹکڑا پتون سے باندہ دیا تو مادہ خرما حاملہ ہوگئی۔ مگر ہر ایک خوشہ مین دو یا تین پھل سے زیادہ نہ لگے اور اُن پھلون مین گٹھلی نہ تھی۔ پھل نہایت شیرین تھے جیسے کہ کم مغز پھل شیرین ہوتے ہین۔ لائق مصنف فرماتے ہین کہ مین نے اُس فلاح سے کہا کہ تونے اسقدر غلطی کی کہ لب النخل کے ٹکڑون کے ساتہ انسانی میلہ یا اونٹ کی مینگنیان شریک نہین کین۔

بعض فلاحان عرب نے اپنا وثوق ظاہر کیا ہے کہ انسانی منی سے نخلہ حاملہ ہوجاتی ہے اور خوب بار آور ہوتی ہے لیکن ایسا نسخہ مخرب اخلاق ہے۔

قو ثامی نے ذکر کیا ہے کہ ہریشہ فلاح نے کہا کہ اُسنے مادہ خرما کو درخت خنثی کے طلع کی ڈنڈیون سے حاملہ کیا تھا بدینوجہ کہ خنثی کے طلع مین سفوف نہ تھا اور فحل کا سفوف بھی موجود نہ تھا اُسنے آزمایشی طریقہ پر ڈنڈیون سے کام لیا جسمین اُسکو کامیابی ہوی مادہ خرما کے طلع پر خنثی کی ڈنڈیون کو باندہ دینے سے وہ حاملہ ہوگئی اور بار آور ہوی اور پھل نہایت عمدہ تھا۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگر اتفاق سے نر درخت موجود نہ ہون اور موجود ہونے پر کسی وجہ سے اُنکے پھول نہ نکلے ہون اور مادہ درخت کے پھول تیار ہون تو محض یہ امید کرنا کہ ہوا کے ذریعہ سے نر درخت کے پھولون کا سفوف کسی دوردست مقام سے نخلہ کو بارآور کریگا ایک موہوم امید ہے۔ ایسی حالت مین تجربہ کارون نے لکھا ہے کہ اگر انسان تندرست درخت خرما کا پھل کہاے اور اُسکے ساتہ اور چیز نہ کہاے تو ایسے انسان کا میلہ نخلہ کو حاملہ

کرسکتا ہے یعنی ایسے میلہ کو نخلہ کے پھولون پر باندہ دینا چاہئیے جس سے بہت زور کے ساتہ
بارآوری ہوگی اس عمل مین ایک بہت بڑا نکتہ اُن نکات مین سے ہے کہ جو بعض اشیا کے
بعض مین عمل کرنے اور نفع پہونچانے کے متعلق ہین لائوصنف کا بیان ہے کہ مادہ خرما
جب حمل کو عمدگی کے ساتہ قبول کرتی ہے تو اُسکا پھل بھی عمدہ اور کثرت سے ہوتا ہے۔

(۵) اُن آفات کا علاج جو خرما پر نازل ہوتی ہین

تجربہ کار فلاحون نے اسکو نہایت دلچسپ طریقہ پر بیان کیاہے کہ نخلہ کے تیار ثمرہ پر جو حملے
پرند اور چرند جانورون سے ہوتے ہین اُنکی حفاظت کیسی کچھ مشکل ہے۔ خرما کی حلاوت ایسی
دلکش ہے کہ انسان تو انسان۔ جانور بھی اُسپر سو جان سے فدا ہین اپنی جان کی پروانہین کرتے
اور اُسکی لذت پر جان دینے کیلئے تیار ہوجاتے ہین۔ جانورون مین اسکے بڑے شائق ریچھ ہین
جو خوشہ کے خوشہ طرفۃ العین مین ہضم کرجاتے ہین۔ اس کالی بلا کی روک بہت مشکل ہے۔
صرف ایک تدبیر روک کی کسی قدر موثر ثابت ہوی ہے وہ یہ ہے کہ درخت کے اطراف بلکہ
تنہ پر کسی قدر بلندی تک جھانکڑ قایم کردئے جائین۔

پھر ٹڈیون کا حملہ ہے بعض ممالک مین ثمرہ کی تیاری کے زمانہ مین ٹڈی دل سے بہت
بڑا نقصان پہونچتا ہے۔ وہ خرماے تر کے لئے آتی ہین مگر اُسکے ساتہ پتون کو بھی چٹ کرجاتی
ہین۔ یہ بلاے بے درمان ہین اور بڑے نڈر ڈاکو ہین انکو نہ محافظین کا ڈر ہوتا ہے اور نہ
کسی حایل کی پروا۔ اکثر انکا گزر دن مین ہوتا ہے اور کبھی کبھی چاندنی رات مین بھی۔ اس
بلا کی آمد سے شب مین واقف ہونا بھی مشکل ہے اور اگر خبرداری مین ذرا بھی غفلت ہوی تو
منٹون مین سارے درختون کا ستیاناس کردیتی ہین۔ فلاحان عرب انکے ڈر سے ہر ایک درخت

کے پاس خرما کی سوکھی ہوی شاخون اور پتون کا ایک ڈھیر قایم کر رکھتے ہین اور انکی آمد کے آثار پاکر اسکو جلا دیتے ہین۔ رات اور دن دونون مین دھوان انکو روکتی ہے۔ بعض کا تجربہ ہے کہ ریتی کی مار انپر بہت موثر ہے مگر اسکے صدمہ سے کسی قدر پھل بھی جھڑ جاتے ہین۔ مختلف مقامات پر جھنڈیون کا ہلانا اور ہاے وہوے سے غل مچانا بھی مفید ثابت ہوا ہے۔

یورپ کے ایک محقق کی راے ہے کہ اگر ہزار درختون کے حلقہ مین ٹڈی دل اتر چکا ہو اور اسکو اڑا دینے کیلئے کافی تعداد مین لوگ نہون تو صرف دو چار مقامات پر بدل بدل کر جھنڈیون کی حرکت اور ریتی کی مار سے اڑانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ انکا ہر فرد تیز پروازی مین ممتاز نہین ہوتا بلکہ انکی جماعت کی مجموعی قوت ایک دوسرے کو اڑا لیجانے مین مدد کرتی ہے وہ اپنے اس نقص سے خوب واقف ہین۔ جب یہ ایک مقام پر چند ٹڈیون کو اڑتے ہوے دیکھتی ہین تو بہت سے ایسے درختون سے بھی اڑ جاتی ہین جنکے پاس کوئی سامان انکے دفعیہ کا نہین ہے۔ یہ خوب سمجھتی ہین کہ اگر ہم ان اڑتی ہوی ٹڈیون کا ساتھ نہ دینگی تو پھر جا نہ سکین گی۔ غرض مختلف مقامات پر اس تدبیر کو کام مین لانا مفید ثابت ہوا ہے۔

ٹڈیون کے سوا اور مختلف قسم کے پرند جانور اور سب سے ضعیف کیڑے مکوڑے اور چیونٹیان بھی حملہ سے باز نہین آتین۔ خلیج فارس مین اسکی حفاظت کا یہ طریقہ ہے کہ ہر ایک درخت کے خوشون کو ٹاٹ اور بوریون یا سبز پتون مین چھپا دیتے ہین اور حتے الامکان بچانے کی کوشش کرتے ہین اور بعض مقامات پر وقت سے پہلے ثمرہ درخت سے اتار لیا جاتا ہے۔

یہ سب وہ تدابیر ہین جنکا تجربہ ہوا ہے۔ ہر ایک فلاح کو اپنی فراست سے کام لینا چاہیئے اور جسطرح بن پڑے ان بلاؤن کے دفعیہ مین کوشش کرنی چاہیئے۔ جن ملکون مین درختون

کی کثرت ہے اور وافر ثمرہ ہاتھ آتا ہے وہان تو کسی قدر بے پروائی بھی جائز ہو سکتی ہے لیکن ہندوستان کے لئے ذراسی غفلت بھی جائز نہین ہے۔ کی کرائی محنت کو انکی نذر کردینا کسی طرح قابل برداشت نہین ہوسکتا۔ پس کاشتکارون اور باغبانون اور مالکین باغات کو ہمہ تن اسطرف متوجہ رہنا چاہیئے اور جسطرح بن پڑے ثمرہ کی حفاظت مین سعی بلیغ سے کام لینا چاہیئے۔ دکن کے ایک زمیندار اس رام کہانی کو سُن کر کہنے لگے کہ "بھائی ہماری محنت مین ان جانورون کا بھی ایک حصہ ہے ہم لاکھ تدبیرین کرین مگر وہ ہم سے زیادہ ہوشیار ہین اپنے حصہ کو بہرحال لیجاتے ہین"۔ مولف کا خیال ہے کہ سیندھی کے درختون اور سندولون پر غالباً آپکا خیال رجوع ہے اگر آپ خرمائے تر کی حلاوت سے واقف ہوتے جیساکہ جانور واقف ہین تو ایک منٹ کیلئے بھی ایسی ہمدردی اُنکے ساتھ نہ فرماتے سُستی اور کاہلی بھی بعض اوقات ضرورت سے زیادہ انسان کو رحمدل بنا دیتی ہے۔ افسوس ہے کہ کاشتکارون مین آجکل دقت پسندی اور بارکشی کا جوہر بالکل باقی نہین رہا ہے اُنکا فرض ہے کہ اپنی محنت کے ثمرہ کو حتے الامکان بچانے کی فکر کرین اور پھر خدا پر بھروسہ کرین ؎

مشکلے نیست کہ آسان نشود   مرد باید کہ ہراسان نشود

(۶) درخت خرما کی بیماریان اور اُن کا علاج

فلاحان عرب کی رائے مین درخت خرما ایک صحیح المزاج درخت ہے جسکی طبیعت کی قوت بیماریون کو بہت کم قبول کرتی ہے لیکن تاہم جو بیماریان اس درخت کو لاحق ہوتی ہین اُنکو فن فلاحت کے حکیمون نے ۳ قسم پر منقسم کیا ہے۔

(۱) وہ امراض جو خاص درخت خرما مین پائے جاتے ہین۔

(۲) وہ امراض جو درخت خرما اور نیز دوسرے اقسام درختون کو عارض ہوتے ہین۔
(۳) وہ امراض ہین جو مثل انسان کے درخت خرما کو لاحق ہوتے ہین یعنی انسان اور درخت خرما دونون انمین شریک ہین۔

مصنف فلاحتہ النبطیہ نے فرمایا ہے کہ قسم نمبر ۳ کا علاج انسانی امراض کے معالجہ سے برخلاف ہے۔ اسکی وجہ یہ ہے کہ انسان کا بدن اور حیوانات کے سوا درخت خرما سے بہت زیادہ لطیف ہے۔ درخت خرما اپنے علاج کو دیر مین قبول کرتا ہے اسی وجہ سے بار بار علاج کا محتاج ہوتا ہے زیادہ زمانہ مین علاج کا کچھ کچھ اثر ظاہر ہونے لگتا ہے۔ بعض وقت ایسا دیکھا گیا ہے کہ دس مرتبہ علاج کرنے پر بیماری زائل ہوی۔ لائق مصنف نے لکھا ہے کہ درخت کی طبیعت مین سردی اور قوت اور زمینی اجزا بہ نسبت حیوانات کے زیادہ ہین۔ یہی وجہ ہے کہ پے درپے علاج کرنے پر وہ متاثر ہوتا ہے پس ضرور ہے کہ صبر کے ساتھ علاج جاری رکھا جاے تاکہ اجزاے ارضیہ اور برودت پر علاج موثر ہو۔ ذوانایا ایک بڑا فاضل گزرا ہے جو اپنے فضل کی شہرت سے سید البشر کہلاتا تھا اُسکا قول ہے کہ درخت خرما کے امراض کی کوئی حد نہین ہے وہ کہتا ہے کہ کھجور کو اخت آدم اسلئے بھی کہا کہ اُسکے اکثر امراض مثل انسانی امراض کے ہین اور انکے اسباب عوارض حیوانی سے مشابہت رکھتے ہین۔ مثلاً کم قوتی بھی ایک مرض ہے اور قوت کا زیادہ ہونا بھی۔ اسی طرح بڑھاپا۔ خارشت۔ یرقان۔ دق۔ سل۔ جذام۔ یہ سب درخت خرما کو لاحق ہوتے ہین۔ بعض حالات مین درخت خرما کی ہلاکت کا نام مرگ مفاجات بھی ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگر ہم ہر ایک مرض کی تشخیص اور علاج اور حفظ ماتقدم کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنا چاہین تو بنفسہ ایک کتاب ہو جائیگی۔ لہذا چند امراض کے بیان پر ہم قناعت کرتے ہین۔ ہمارا یہ بیان تجربہ کار

فلاحون کے لئے کافی ہوگا۔ وہ اسکے ملاحظہ سے اصول تشخیص اور اصول علاج کو سمجھ جائینگے۔
ہر ایک مرض کی تشخیص مقدم ہے اور جب تشخیص مرض مین اسباب مرض معلوم ہو چکین تو پھر اُن اسباب کو دفع کرنا آسان ہے اور اسی کا نام علاج ہے اور اُن اسباب کے پیدا نہ ہونے کیلئے جو احتیاط کیجاتی ہے اُسی کو حفظ ماتقدم کہتے ہین۔ درخت خرما کی بیماریون کے دو بڑے اصول ہین۔ ایک بارآوری کا رُک جانا اور دوسرا پھل مین تغیر پیدا ہونا۔ حکمانے دوسرے اصول کی بھی دو قسمین کی ہین۔ ایک کمی مقدار مین اور دوسرا تغیر کیفیت مین۔ پس جب کہ ان مین سے کوئی ایک بات ظاہر ہو تو تمکو جاننا چاہیے کہ یہان کوئی مرض عارض ہے جس نے درخت مین یہ اثر پیدا کیا ہے۔ اب تمکو چاہیے کہ علامات سے سبب کی تلاش کرو۔ اور غور کے ساتھ دیکھو کہ اُسکی بارآوری کا رُک جانا یا اُسکا متغیر ہونا۔ آیا سرسبزی کی زیادتی کی وجہ سے ہے یا ضعف کی وجہ سے۔

(۱) زیادتی قوت کا مرض سرسبزی کی زیادتی سے مراد درخت کی چوٹی کا بڑا ہو جانا یا پھول جانا اور اُسکی شاخون اور جڑون کی کثرت اور موٹاپا ہے۔ ایسی حالت مین جب تم اُسکی کسی شاخ کو توڑو گے تو ٹوٹنے کے مقام سے پانی بہیگا اور سبزی کی کثرت مائل بہ سیاہی ہو جائیگی۔ اور جب تم اُسکی شاخون اور جڑون مین کسی آلہ سے زخم لگاؤ گے تو اُس سے ریزش بہے گی۔ ان علامات سے تم جان لوگے کہ درخت کو زیادتی قوت کا مرض ہے۔ صغریث نے اس مرض کی تشخیص مین اپنا تجربہ بھی بیان کیا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جب تم جڑون کے اطراف کی مٹی کھود کر دیکھو گے تو تمکو معلوم ہوگا کہ جڑین صرف پھولی ہی نہین ہین بلکہ اُنمین کثرت سی شاخین بھی نکلی ہین اور اُن شاخون سے خود بخود رطوبت بہہ رہی ہے۔ اور اُنکا رنگ مائل بہ سپیدی ہو گیا ہے۔ یہ علامتین البتہ سریع الفہم ہین۔ پس اُسکا علاج اُسکی

اضدادسے کرو تاکہ مرض زائل ہوجاے۔ تم سمجھہ سکتے ہوکہ اضداد سے ہمارا کیا مطلب ہے
ہمارا مطلب یہ ہے کہ درخت کی آب رسانی بند کردو تاکہ وہ پیاسا ہوجاے اور آدمی کا بہت سا
میلا باریک مٹی سے ملا ہوا اُسکی جڑون مین ڈالو اور بعض جڑون کو قطع کردو۔ جب تم یہ عمل
کر لو تو پھر اُسکو اُسکے حال پر چھوڑ دو تاکہ تمہارا عمل اُسمین اثر کرے۔ پھر اُسکی جڑ کے اطراف
مین خندق کیطرح ایک گز کے فاصلے سے گڑھا کھود و جسکی گہرائی دہوپ کی مقدار پر ہونی چاہیے
یعنی اگر زیادہ دہوپ پہونچانا مقصود ہو تو خندق کو زیادہ عمیق بناؤ۔ والا کم۔ اور پھر اُس
خندق مین آگ جلاؤ۔ اگر آگ کا ایندہن خرما کی ہے کار شاخون اور جڑون سے مل سکے۔
تو زیادہ مناسب ہوگا۔ یہ آگ کسقدر عرصہ تک جلائی جاے اور کسقدر حرارت درخت کو
پہونچائی جاے یہ تمہاری عقل وتمیز پر منحصر ہے۔ جب تم یہ عمل کرچکو تو آگ کو اوسی جگہ
چھوڑ دو۔ جب وہ بجھ کر راکھ رہجاے تو ایک علاحدہ گڑھے مین اُس راکھ کو بھر دو اور
خندق کو صاف کردو۔ اور کُدال سے اچھی طرح پر اُس مٹی کو خندق سے نکال لو جو راکھ
کے ساتہ جل گئی ہے۔ پھر اس مٹی کو بھی اُس محفوظ راکھ سے ملا لو اور اس مجموعہ کو جو در حقیقت
ایک عمدہ کہاد ہے بیمار درخت کی جڑون کے اطراف کھود کر ڈالدو اور پھر خندق کو نئی
مٹی سے سطح زمین کے برابر کردو۔ اس علاج کے اختتام پر بیمار درخت مین آب رسانی
کرو۔ یہ ایک ایسا مجرب علاج ہے کہ اکثر ایک ہی دفعہ مین مؤثر ثابت ہوا ہے پھر تم ازالہ
مرض کے آثار پاؤگے اور بیماری کی علامات متغیر ہوجائینگی۔ اگر تمکو معلوم ہو کہ بیماری
دفع نہین ہوی تو تحمل کے ساتہ اسی علاج کو دُہراؤ۔ کبھی ہمنے اس علاج کو تین دفعہ بھی
کیا ہے۔ مگر بہت کم ایسا اتفاق ہوا ہے۔

(۲) دُبلے پن کا مرض | دُبلے پن کا مرض نمبر (۱) کا ضد ہے جس سے بار آوری رُک جاتی ہے

اور یہ اکثر مادہ خرما کو عارض ہوتا ہے۔ اسکی ظاہری علامت کو تم فوراً معلوم کر سکتے ہو کہ وہ بدرو اور بدہئیت ہو رہی ہے اور اُسکے بعض اجزا زرد ہو رہے ہین اور اُسکا جمارہ یعنی شحم النخل جس سے مغز میانہ درخت مراد ہے کم اور زرد ہو چلا ہے۔ شاخون کو کاٹنے یا زخم لگانے سے رطوبت کا نام و نشان نہین معلوم ہوتا۔ جڑون مین خشکی۔ جڑون کی رطوبت معدوم نظر آتی ہے۔ درخت کی شاخین خشکی کی وجہ سے ایسی ٹوٹتی ہین جیسے خشک لکڑی۔ یہ کل علامتین مرض دق کی ہین اسی کو مرض سل بھی کہتے ہین۔ یہ تو علامات مرض ہین۔ جنکو ہمنے اوپر بیان کیا۔ اب ہمکو اسکا سبب معلوم کرنا ہے اسلئے کہ یہ مرض مختلف اسباب سے عارض ہوا کرتا ہے۔ (۱) دیر تک درخت کو پانی نہ دینے سے (۲) عشق سے۔ (۳) گرمی اور سردی کی شدت سے۔ (۴) اسوجہ سے کہ جڑین کسی پتھر پر پہونچگئی ہین جسمین نفوذ نہین کر سکتین۔ (۵) طبعی اختلاف سے۔ اختلاف اسباب خود کہہ رہا ہے کہ ہر ایک سبب کا علاج مختلف طریقون سے کیا جانا چاہیئے۔ بعض اسباب کی وجہ سے صاحب فلاحۃ النبطیہ نے مرض کا نام بدل دیا ہے مثلاً عشق کا سبب۔ اگرچہ یہ بھی اسی مرض کم طاقتی کا ایک سبب ہے۔ لیکن اُسکا حکما نے مرض عشق نام رکھا ہے اور اسکا مستقل بیان آئندہ ہوگا۔ انشاء اللہ۔ اسی طرح اگر طبعی اختلاف سے مرض عارض ہوا ہے۔ تو اُسکا نام مرض دق ہے اسکو بھی حکما نے ایک مستقل مرض قرار دیا ہے جسکا مستقل بیان آگے ہوتا ہے۔ اب رہگئے اسباب نمبر (۱) و (۳) و (۴) اُنکا علاج خود آپ اپنی عقل سے تجویز کر سکتے ہین۔ یعنی آب رسانی مین خاص اہتمام کرنا سبب نمبر (۱) کو دفع کر دیگا اور سبب نمبر (۳) کیلئے گرمی کا بدل سردی سے اور سردی کا بدل گرمی سے ہو سکتا ہے۔ سبب نمبر (۴) کو دفع کرنے کے لئے نقل مقام یا حایل چیز کو دفع کر دینا خود اُسکا علاج ہے۔ جس طریقہ مین تمکو آسانی نظر آئے اُسپر عمل کرو۔

(۳۳) دِق کا مرض | اب رہا دق کا مرض جسکی حقیقت تم کو معلوم ہو چکی ہے۔ اسکی تشخیص مین نزاکت سے کام لینا چاہیے۔ دِق بالکسر عربی زبان مین باریک اور ریزہ کو کہتے ہین بدین وجہ کہ تپ دق کے آثار اور علامات ظاہراً بہت نازک ہوتی ہین جو نہایت دقت کے ساتھ سمجھہ مین آتی ہین۔ عربون نے اس مرض کا نام دِق رکھا۔ یعنی جب تم کو اسباب نمبر ا و ۲ و ۳ و ۴ سے کوئی سبب دریافت نہو تو سمجھہ لینا چاہیے کہ طبعی اختلاف اسکا سبب ہی۔ اور یہ تشخیص معمولی فلاحون کا کام نہین ہے بلکہ نہایت تجربہ کار اور مبصر فلاح اول نظر مین اسکو پا لیتے ہین اور جو تشخیص مین غلطی کرتے ہین وہ عرصہ تک مختلف علاجات مین مبتلا رہتے ہین الحاصل جب معلوم ہو جاے کہ مرض دِق عارض ہے جسکو بعض نے مرض سل بھی کہا ہے تو اسکا علاج ٹھنڈے پانی سے کرنا چاہیے اس طرح پر کہ آفتاب غروب ہونے کے دو یا تین یا چار گھنٹون کے بعد درخت کو پانی دیا جاے تاکہ اسکو ہوا لگے اور ٹھنڈا کر دے۔ اس مرض کے لاحق ہونے کے بعد انسانی میلے کی کھاد ہرگز نہ دینا چاہیے۔ بعض تجربہ کار فلاحون کی یہ راے ہے کہ انسانی میلے کی حدت سے یہ مرض پیدا ہوتا ہے۔ پھر کدو اور سپستان۔ نرم ترکاری کے پتے سُکھائے جائین اور اُنکے ہم وزن گاے کا گوبر اُسمین ملایا جاے اور اس مجموعہ کو درخت کی جڑون مین بطور کھاد پہونچایا جاے اور جڑون کی مٹی نرم کیجاے اس عمل سے بیمار درخت کے بدن مین برودت پہونچے گی۔ اگر یہ علاج فصل خریف مین واقع ہو تو ازالہ مرض کے لئے زیادہ نافع ہوگا۔ بعض تجربہ کارون کی راے ہے کہ کدو اور ترکاری اور سپستان کو کسی قدر سُکھا کر اسپغول کا لعاب اُسمین ملایا جاے اور بیمار درخت کے اطراف گڑھا کھود کر اُسکی جڑون مین یہ پانی پہونچایا جاے تو فائدہ بخشے گا۔ اور اگر گاے کے گوبر مین مٹی ملا کر اُسکی کھاد دیجاے تو ازالہ مرض کے لئے نافع ہوگی۔ بعضون نے کہا ہے کہ بہت ٹھنڈا پانی بیمار درخت کی شاخون

اور جڑون اور اوپر کے حصہ پر چھڑکنے سے مرض زائل ہو جاتا ہے۔ قوثامی مشہور حکیم نے صرف کدو اور ترکاری کے عرق کو لب لینی گا بہہ مین ٹپکانا مفید بیان کیا ہے۔ پھر جب تم دیکھو کہ دبلاپن جاتا رہا اور بیمار درخت سر سبز ہونے لگا تو معلوم کرو کہ علاج مفید ہوا۔ اگر دیر تک سر سبزی کے آثار نظر نہ آئین تو اسی علاج کو تحمل کے ساتہ جاری رکھنا چاہیے۔ صغریث نے نہایت وثوق کے ساتہ کہا ہے کہ ایسے مریض درخت کے اطراف مین کدو اور سویا اور مرطوب درخت ترکاریون وغیرہ کے بوئے جائین تو انکی نازک جڑین بیمار کی جڑون کو عجیب فائدہ پہونچاتی ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ کی راے ہے کہ یہ علاج جوان یا ادہیڑ درخت کی بیماری دق کو زائل کر دیتا ہے۔ لیکن بوڑہا درخت بہت کم شفا پاتا ہے اسلئے کہ ضعیفی خود ایک مرض ہے۔ ایسے صعب امراض کا تحمل عالم ضعیفی مین مشکل ہے پس بہتر علاج وہی ہے جسکو ہم بڈہے درخت کو جوان بنانے کے عنوان سے مصنوعات کے ذیل مین بیان کر آئے ہین یا وہ تدبیر کام مین لاؤ جس کو ہم مرض نمبر (۳۴) پر بیان کرینگے۔

(۳۴) ضعیفی کا مرض | فلاحان عرب نے کہا ہے کہ ضعیفی ام الامراض ہے درخت خرما کو ضعیفی مین جو مرض لاحق ہوتا ہے وہ دیر تک زائل نہین ہوتا۔ معالجہ کی تدابیر بہت کم اثر کرتی ہین۔ بعض صعب بیماریون مین ضعیفی مرض لاحقہ کا ساتہ دیتی ہے اور آخر مین ہلاکت واقع ہو جاتی ہے۔ یہ بات کچہ نباتات ہی پر موقوف نہین ہے۔ حیوانات مین بھی یہی آفت ہے۔ پیری وصد عیب کے یہی معنی ہین۔ خصوصاً دق کا مرض جس درخت خرما کو عالم ضعیفی مین لاحق ہوتا ہے اُسکا علاج دفع اسباب کے برخلاف ہونا چاہیے۔ یعنی دفع سبب کے درپے ہونا تحصیل حاصل ہے بلکہ وہ علاج کرو جس سے بڈہا جوان بنجاتا ہے۔ بڈہے کو جوان بنانے یا مرض ضعیفی کو دفع کرنے کا دعوے بادی النظر مین بالکل باطل معلوم ہوتا ہے اور

بلاشک انسان یا دیگر حیوانات مین یہ تدبیر غلط ہے لیکن نخل خرما کیلیئے اس مین کامیابی ہوی ہے۔ جب تم دیکھو کہ کسی تندرست درخت کو صرف ضعیفی کا مرض ہے یا وہ ضعیفی مین کسی اور مرض مین مبتلا ہوگیا ہے جس سے جانبری دشوار نظر آتی ہے تو لبِ درخت یعنی اُسکے گابہے کے اطراف مین اچھی طرح پر ضرب لگاؤ تاکہ گابہا ڈھیلا ہوجاے اور پھر دو گز لکڑی اُسمین اُتارو اور اُسپر آگ رکھو پھر اُسکے خلا مین مٹی بھر دو اور روزانہ اُس مٹی مین آبرسانی کا عمل جاری رکھو۔ تھوڑی مدت مین اُن شاخون کے انتہائی درجہ پر جو گابھے سے متصل ہین جڑین نکل آئینگی۔ جب تمکو جڑون کے آغاز پر اطمینان ہوجاے تو ہر ایک شاخ کو جسمین جڑین پیدا ہوچکی ہون کچھ نیچے سے قطع کرتے جاؤ اور مقطوعہ شاخ درخت ہی کے پاس زمین مین گاڑتے جاو۔ اسطرح کہ وہ نکلی ہوی جڑین زمین مین چھپ جائین اور برابر پانی پہونچا یا کرو جب جڑین ترقی کر جائینگی تو ہر ایک شاخ ایک مستقل درخت کا حکم رکہے گی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اعلےٰ قسم کے مادہ درختون کو جنکا بدل دشواری کے ساتھ بہی نہین مل سکتا جب ضعیفی لاحق ہوتی ہے تو یہ تدبیر کیجاتی ہے جس سے اُس درخت کی ہر ایک شاخ ایک مستقل درخت بنجاتی ہے اور ہمکو عمدہ درخت کے کھونے کا افسوس نہین رہتا۔

(۵) مرض عشق۔ | عشق بالکسر زبان عربی مین حسنِ دوست پر متعجب اور محو ہونا اور دوستی حد سے زیادہ بڑھجانا۔

جب نخلہ کو تپ دق عارض ہو جیسا کہ انسان کو عارض ہوتی ہے تو اُسکی بار آوری رُک جاتی ہے اور اُسکے مغز اور شاخون اور پتون مین نقصان نظر آتا ہے۔ یہ بیماری اکثر پھل دیتے ہوے درخت کو لاحق ہوتی ہے۔ عرب کے ایک مشہور فلاح ذوانایا کی راے ہے کہ

یہ بیماری اگرچہ نادر الوجود ہے مگر مہلک عارضون مین اسکا شمار ہے۔ وہ کہتا ہے کہ جسطرح
انسان مین اس مرض کا سبب اور اسباب مین سے ایک محبت ہے اُسیطرح نخلہ مین بھی
مقابل درخت کی محبت کیوجہ سے یہ مرض پیدا ہو جاتا ہے بعض درخت خرما کے بعض کو دوست
رکھتے ہین لیکن وہ اسباب جنکی وجہ سے آدمیون مین محبت پیدا ہوتی ہے یہان نہین ہوتے
اور اس امر کی پہچان خرما کے درختون مین ایک یہ ہے کہ اُگنے کے مقام پر ایک سید ہے خط
مین دو درخت کا ہونا اور دوسرے کے قد کی برابری۔ اور ظاہر ہے کہ قد کی برابری اکثر عمر
کی مساوات پر دلالت کرتی ہے پس جب کہ یہ مرض لاحق ہو تو سمجھہ لینا چاہیے کہ بیمار درخت
عاشق ہے اور ظاہری علامت یہ ہے کہ بیمار درخت کا جُھنڈ معشوق کی جانب جُھکا ہوتا ہے۔
اگرچہ معشوق کا میلان بھی عاشق کیجانب ہوتا ہے مگر موہوم سا۔ بینوشاد نے کہا ہے کہ
تشخیص مرض مین جو علامت عاشقہ کی چوٹی معشوقہ کیطرف جھک جانے کی بیان ہوئی ہے
وہ بعض وقت کسی دوسرے سبب سے بھی پائی گئی ہے۔ علی ہذا دُبلاپن اور کاستگی اور
یہ علامت اضطراب یا کراہت کی ہے یا محبت کی جب پھل دینے والے درخت خرما کی جانب
کوئی عمارت قائم ہو جاتی ہے جسکی بلندی درخت کے قد سے زیادہ ہے یا درخت کے قریب
یا فاصلہ پر بجلی گرتی ہے تو مادہ خرما مین ایک خاص قسم کا اضطراب پیدا ہو جاتا ہے جس سے
بسا اوقات وہ مر جاتی ہے یا گھبرا کر اپنی چوٹی دوسری طرف جُھکا دیتی ہے۔ پس جب تم دیکھو
کہ مادہ خرما نے اپنی چوٹی کو جُھکا دیا ہے تو سب سے پہلے اُن دوسرے اسباب پر بھی غور کرو۔
جنکو ہم بیان کر چکے ہین اگر یہ اسباب نہ پائے جائین تو تم یقین کر لو کہ مرض عشق لاحق ہوا
ہے۔ جو مادہ تازہ اور شاداب اور شکیل اُسکے اطراف مین ہے جسکا بہت کم میلان عاشق بیمار
کیطرف ہے اُسی کو معشوقہ خیال کرنا چاہیے۔

بہترین علاج اسکا یہ ہے کہ عاشق بیمار کو معشوق کے ساتھ ملایا جاے خواہ معشوق
سپھلدار مادہ خرما ہو یا نر۔ بہرحال معشوقہ کے پھول لیکر عاشقہ کے پھولون مین رکھدینی چاہئین
اگر معشوقہ کے پھول نہ نکلے ہون تو اُسکی کوئی شاخ جڑ سے کاٹ جاے اور عاشقہ کے اوپر
لٹکا دیجاے۔ بعض وقت جب کہ عاشقہ کی حالت زیادہ ردی ہوتی ہے تو معشوقہ کی سب شاخین
عاشقہ کے چار جانب لٹکائی جاتی ہین اور بعض اوقات معشوقہ کا پوست اُتار کر عاشقہ پر باندہ
دیا جاتا ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ سب سے بہتر علاج اس مرض کا یہ ہے کہ
ایک بانس لیا جاے اور اُسکا ایک سرا عاشقہ کی جڑ مین قائم کیا جاے اور دوسرا سرا معشوقہ
کی جڑ مین۔ اگر دونون مین فاصلہ زیادہ ہے تو ایک رسی سے یہ کام لیا جاے یعنی ایک
ہی رسی دونون کے تنہ مین باندہ دیجاے۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ناتجربہ کار فلاح اس مرض
کی تشخیص مین غفلت کرتے ہین اور رفتہ رفتہ عاشقہ کا دُبلاپن بڑہتا جاتا ہے اور اسکا
نتیجہ ہلاکت ہے۔ تجربہ کار فلاحون کا خیال ہے کہ اس مرض کی تشخیص مین کامیاب ہونا
معمولی فلاحون کا کام نہین ہے بلکہ صرف تجربہ کار شیوخ اپنے پُرانے تجربہ کے ذریعہ سے
اسکی علامات سے خبردار ہوتے ہین اور فوری علاج مین کامیابی حاصل کرتے ہین۔
دُبلاپن تو اور امراض مین بھی ہوا کرتا ہے مگر اس مرض کے دُبلے پن کو مجموعی علامات
اور آثار سے پہچان لینا سمجھ دار فلاح کا کام ہے۔ ابن غیلان ایک شخص گزرا ہے جو
فلاحت نخل کا کامل ماہر تسلیم کیا گیا ہے اُسنے اپنی ایک تصنیف مین لکھا ہے کہ مرض عشق
کے علاج مین ایک کمل گہنی نباوٹ اور موٹے سوت کا لیا جاے۔ یہ کمل جسقدر عمدہ ہوگا
اُسی قدر مرض کو دفع کرنے مین مفید ثابت ہوگا پس اس کمل کو معشوقہ کے اطراف مین
خواہ وہ نر ہو یا مادہ ۲۴ گھنٹہ تک لپٹا ہوا رکھو پھر اُسے اُتار کر اتنی ہی دیر تک عاشقہ پر

لپیٹو۔ اسی طرح ۲۴ بار یہ عمل کرنا چاہیئے جس سے بیمار درخت کو کامل صحت حاصل ہو جائیگی۔
بشرطیکہ وہ مرض عشق ہی سے بیمار ہوا اور یہ عمل تشخیص کی غلطی مین بھی کسی طرح مضر نہو گا۔
اُسی نے کہا ہے کہ معشوقہ کی جڑ مین جو پانی ٹھہرا ہوا اُسکو لیکر بیمار عاشقہ پر چھڑکنا بھی مفید ہوتا
ہے۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگرچہ یہ تدابیر دفع مرض کیلئے بہت مفید ثابت ہوی
ہین۔ لیکن معشوقہ کے پھول کے ذریعہ سے جو علاج بتلایا گیا ہے وہ سب علاجون سے زیادہ
موثر اور بہتر ہے علی ہذا معشوقہ کے پتون کو بٹ کر بیمار درخت مین دو تین جگہ پہ باندہ دینا
یا معشوقہ کی کچھ ڈالیان لیکر عاشقہ کے لُب یعنی قلب مین جہان سے گابھا نکلتا ہے
لگا دینا بھی مرض کو دفع کر دیتا ہے۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ نر درخت بیمار ہوتا ہے تو
ایسی حالت مین معشوقہ مادہ کی ڈالیون کا لُب نخلِ عاشق مین لگا دینا بہت مفید ثابت
ہوا ہے۔

اس مرض کے علاج کے متعلق ینبوشاد کا تجربہ ہے کہ ایک مربع پتھر معشوقہ کے لُب مین
۳ رات اور دن تک رکھنا چاہیئے اور پھر اس کو اُسی مدت تک عاشقہ کے لُب مین کہین
اسی طرح کئی دن تک برابر عمل کیا جاسے۔ تاآنکہ عاشقہ تندرست ہو جاسے اور اوسکی
لاغری جاتی رہے۔

(۶) مرض ملال | عربی زبان مین ملال بفتح اول تپ اور عرق اور ہڈیون کی مخفی گرمی یغم
کی وجہ سے بے آرام ہونے کو کہتے ہین۔ مرض ملال درخت خرما کو اُسوقت عارض ہوتا ہے
جبکہ عرصہ دراز تک ایک قسم کے پانی سے اُسکی آبرسانی ہو۔ یا عرصہ تک ایک ہی قسم کی کھاد دیجاتی ہے
جسطرح انسان ایک قسم کی غذا سے اُکتا جاتا ہے اُسیطرح درخت خرما اس مرض مین مبتلا ہو جاتا ہے

٭ ان بٹے ہوے پتون کو عربی زبان مین خوصتہ کہتے ہین۔

اس مرض کی وجہ سے بار آوری مین ضعف اور اختلاف پیدا ہو جاتا ہے۔ اسکا علاج یہ ہے
اگر ہمیشہ میٹھا پانی اُسکو دیا جاتا ہے تو ایک یا دو مرتبہ یا کئی مرتبہ شور پانی اُسکی جڑون
مین دیا جاوے جس سے وہ بیمار درخت قوی ہو جائیگا اور اُسکی حالت سنبھل جاوے گی۔
جسطرح انسان اور اونٹون اور گاے اور تمام چوپایون کو نمک کے استعمال سے فائدہ پہونچتا
ہے اور اُنکے بدن درست ہو جاتے ہین اُسیطرح درخت خرما کی حالت درست ہو جاوے گی۔
ہر ایک عمل کیلئے ایک زمانہ اور ایک مقدار ہے اور اسکی تمیز تجربہ کار فلاحون کو حاصل ہوسکتی
ہے اسی طرح اگر نمکین پانی مرض کا سبب ہی تو اُسکو کچھ عرصہ کیلئے میٹھے پانی سے بدلو۔ اگر
میٹھا پانی میسر نہوسکے تو اُس کھاری پانی کی آب رسانی درخت کے تھالہ مین نکرو بلکہ کسی
قدر ہٹ کر۔ اگر مرض کا سبب کھاد ہے تو اُسکو بدل دو یعنی جو کھاد ہمیشہ سے دیجاتی ہے
ترک کردو۔ اور دوسری قسم کی کھاد سے کام لو۔ ان تدابیر سے امید ہے کہ مرض ملال جاتا رہے۔

(۷) مرض حِکّہ یعنی کھجلی کا مرض۔ زبان عرب مین حِکّہ بالکسر خارش کو کہتے ہین جس سے کھجلی مراد ہے
مادۂ خرما کے سرسبز اور موٹے ہو جانے سے کبھی کھجلی کا مرض اُسکو لاحق
ہوتا ہے اور اُسکی بالیدگی اس مرض کی وجہ سے متغیر ہو جاتی ہے۔ فلاح حکیمون کا قول
ہے کہ یہ مرض یا تو تشنگی سے عارض ہوتا ہے یا نمکین پانی کے ہمیشہ دینے سے۔ اسلئے کہ
نمکین پانی سے رطوبت گرم اور تیز ہو جاتی ہے۔ جس سے مادہ خرما کی بار آوری رک جاتی
ہے اگر وہ اُسوقت حاملہ ہوتی ہے تو اُسکے پھل متغیر ہو جاتے ہین۔ اگر انسان ایسے بیمار
درخت کے پھلون کو کہالے تو اُسکے انسانی جسم مین خون غیر صالح پیدا ہوتا ہے اور انسانی
بدن مین خارش پیدا ہونے کا اندیشہ رہتا ہے۔ اس مرض کی وجہ سے درخت کی پرورش
گھٹ جاتی ہے۔ جسکو عربی زبان مین نزع کہتے ہین۔ درخت کا رنگ مائل بہ سپیدی

ہوکر موہوم سبزی باقی رہجاتی ہے اور اوپر کے حصہ کی شاخون مین جو گابہہ سے متصل ہون
مثل پھنسیون کے کوئی شے نمودار ہوتی ہے۔ اور شاخون کا انتہائی حصہ تنہ سے متصل پھولا
ہوا نظر آتا ہے گویا کہ اُسمین نفخ ہے اور بعض وقت کوئی شاخ ڈہیلی ہوجاتی ہے اور
کبھی شاخ کے نیچے کا حصہ سیاہ ہوجاتا ہے جسکے چھونے سے شاخ بوسیدہ معلوم ہوتی ہے۔
اور کبھی اُسمین سیاہ دہبے نظر آتے ہین اور جب درخت مین پھول پیدا ہوتے ہین تو وہ نہایت
سخت اور مائل بہ زردی ہوتے ہین یہ سب مرض خارش کی علامات ہین۔ اسکا علاج اس
طرح پر کرنا چاہئیے کہ گاے کا گوبر تازہ یعنی گرتے ہی لے لیا جاے اور میٹھے اور ٹھنڈے
پانی مین ملاکر اُن شاخون پر اُسکا لیپ چڑہایا جاے جو گابہہ سے متصل ہین اور اُسی
رقیق گوبر مین سے ذرا سا گابہہ مین ڈالا جاے اور پھر نرم ترکاری کو ریزہ ریزہ کر کے وہ
باریک ٹکڑے درخت کے گابہہ مین رکھہ دئے جائین اور درخت کی آبرسانی موقوف کیجاے
تاآنکہ وہ بالکل تشنہ ہوجاے اور پھر پانی دیا بھی جاے تو بہت ہی کم مقدار مین۔ اور اُسکے
گابہہ مین دُہوپ کا گرم پانی گرم حالت مین ڈالا جاے اور ایک تانبے کی بڑی رکابی جسکا
وزن قریب ایک سیر کے ہو اُسکے گابہہ پر رکھہ دیجاے اور بیمار درخت کی باریک جڑین
قطع کردیجائین درخت کی شاخون سے پتے چھانٹ دئے جائین اور شاخون کی چھڑیون
کے طول کو بقدر ایک گز کم کردیا جاے۔ یہ کاٹ چھانٹ آہنی تیز چاقو یا تیز ارہ سے
ہونی چاہئیے اور پھر بیمار درخت کو ایک قوی الجثہ شخص اُسکا تنہ پکڑ کر چارون جانب
دیر تک خوب ہلاے تو یہ مجموعی عمل ازالہ مرض کیلئے مفید ثابت ہوگا۔

(۸) جذام کا مرض زبان عرب مین جُذام بالضم کے معنی توڑی ہوی چیز اور کھائی ہوی چیز
کے ہین اور ایک بیماری کا نام ہے جو خلطِ سودا کے تمام بدن مین پھیلنے سے عارض ہوتی ہے۔

اور بعض اوقات اعضا کو کھا جاتی ہے اور شکل کو بگاڑ دیتی ہے انسان کیلئے یہ مہلک مرض ہے
اسکی علامت یہ ہے کہ مادہ خرما کی جڑین گر جاتی ہین اور جھڑ جاتی ہین اور اُسکا قلب پھول
جاتا ہے۔ بادی النظر مین جمّارہ یعنی گابھا موٹا اور مائل بہ زردی معلوم ہوتا ہے اور تنہ اندر سے
خالی۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ ہمنے اس مرض مین درخت کی جڑون کو سیاہ
رنگ پایا اور بعض جڑون پر رطوبت کے قطرے ٹپکتے ہوئے پائے جو سیاہ رنگ کے تھے۔
آپ فرماتے ہین کہ مرض جذام کی تشخیص کے لئے صرف ایک علامت کا پایا جانا کافی نہین
ہے بلکہ مجموعی علامتین ظاہر ہو چکی ہون تو اُسوقت سمجھ لینا چاہئے کہ عارضہ جذام مین درخت
مبتلا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اس مرض مین درخت کی چھوٹی شاخون کا انتہائی حصہ جو
لُب یعنی مغز سے ملا ہوا ہو سیاہ اور مائل بسرخی ہو جاتا ہے اور پوست بھی جھڑنے لگتا ہے
اور اسکے پھولون مین عفونت ہوتی ہے۔

حکیمون نے کہا ہے کہ جذام کا مرض مادہ خرما کو بارآوری سے نہین روکتا۔ لیکن
پھل متفرق اور کم لگتے ہین اور بارآوری کی قوت شاخون سے زائل ہو جاتی ہے۔ بارآوری
کے زمانہ مین جب مرض لاحق ہوتا ہے تو پھل جھڑنے لگتے ہین۔ ایسے جھڑے ہوئے پھل
کا استعمال ردی امراض کا مولد ہے۔ پس اُنکے کھانے سے احتراز اولی ہے۔ قوثامی نے کہا
کہ ہمنے اس مرض کے اسباب پر بہت غور کیا ہے۔ اس مرض کے پیدا ہونے کا سبب وہ زمین
ہے جسمین درخت بُویا گیا ہے اور وہ پانی ہے جس سے درخت کی پرورش ہوی ہے۔ ان
دونون اسباب کے بعد ہوا اور موسم کو بھی دخل ہے جس زمین مین شوریدگی شدت سے ہے
ہو اور اسکے ساتھ تلخی اور حدت بھی۔ اُس زمین کے درخت خرما مین یہ مرض اکثر پیدا ہوتا ہے
اگرچہ درخت خرما کے لئے زمین شور بھی موافق مانی گئی ہے لیکن جس زمین مین شوریدگی

اور حدت بہت زیادہ ہوتی ہے اُسمین بُوئے ہوئے درختون کو اس مرض کالاحق ہونا کچھ
تعجب خیز نہین ہے ایسی زمین مین بھی درخت کی ابتدائی قوت اگرچہ اُسکو سنبھالتی ہے
لیکن آخر مین اس مرض کے ساتھ سابقہ پڑجاتا ہے۔ شور زمینات کے بعض درخت خرما
ایسے بھی دیکھے گئے ہین جنکو یہ مرض لاحق نہین ہوا مگر یہ شاذ ہے۔ اور قسم کے درخت تو
ایسی زمینات مین ٹھہر ہی نہین سکتے۔ حاصل یہ ہے کہ زمین کی تیزی اور اُسکی شوریدگی اور
حرارت کی شدت اور رطوبت کی کثرت ان سب چیزون کے جمع ہونے سے مرض جذام پیدا
ہوتا ہے۔ یہ مرض خون کی حدت کی وجہ سے جسمین سیاہ۔ رقیق۔ تیز صفرا ملا ہو انسان کے
اطراف جسم کو کھا جاتا ہے اور علاج کی کامیابی اسی حد تک سمجھی جاتی ہے کہ مرض کی ترقی رُک
جاے۔ یہی حالت درخت خرما کی ہے جو حصہ جڑون اور شاخون کا جھڑ جاتا ہے اُسکی کوئی تلافی
نہین ہوتی۔ مرض کی ترقی کا رُک جانا ہی غنیمت ہے۔ پس مناسب یہ ہے کہ علاج مین
احتیاط سے کام لیا جاے۔

اس مرض کا علاج بقول صاحب فلاحتہ النبطیہ یہ ہے کہ درخت کی اکثر شاخین قطع کردی
جائین۔ گابھے کے قریب صرف چند شاخین چھوڑ دیجائین پھر گاے کے گوبر مین پانی اور
تھوڑا انسانی خون ملاکر موجودہ شاخون اور مقطوعہ مقامات پر اُسکا لیپ کر دینا چاہیے۔ اور
پھر ورل کا شکار کیا جاے (یہ ایک قسم کا جنگلی چوہا ہے جو شافعیون کے نزدیک حلال ہے)
اور اُسکو اُن چھوٹی شاخون پر جو گابھے سے بالکل ملی ہوی ہون مضبوط باندھ دیا جاے۔ اگر یہ جانور
زندہ باندھا جاے تو اور بہتر ہوگا۔ بسا اوقات دیکھا گیا ہے کہ محض اس جانور کے باندھ دینے
سے مرض زائل ہوگیا ہی لیکن مدت دراز تک بندھا رہنا چاہیے پھر گاے کے پیشاب مین آدمی کا کسیقدر
خون ملاکر بلاناغہ ہر روز ایک ہفتہ تک دن مین دو مرتبہ اُسکے گابھے مین ٹپکایا جاے اور بہت زیادہ

نہ ٹپکایا جاے اسلئے کہ ضرر کا اندیشہ ہے۔ امید ہے کہ اس علاج سے مرض کی ترقی رک جاے

(۹) برَص کا مرض | برَص بالفتح زبان عرب مین سپیدی اندام کو کہتے ہین جو فساد مزاج سے پیدا ہو انسانون کے لئے یہ ایک خاص مرض ہے۔ کبھی مادۂ خرما مین برص کا مرض پیدا ہوتا ہے اور اُسکی علامت یہ ہے کہ جڑون پر باہر کی جانب شورے سے مشابہ سفید دھبے پیدا ہوجاتے ہین اور پتون مین سبزی زیادہ ہوجاتی ہے اور سرخی اور زردی کم۔ پھل کی مٹھاس مین انحطاط اور شاخون مین خارجی طراوت ظاہر ہونے لگتی ہے۔ بارآوری کے زمانہ مین پھل کی مقدار گھٹ جاتی ہے اور شاخون مین ایک سفید چمک نظر آنے لگتی ہے کچے پھلون مین ناپسندیدہ ڈھیلا پن۔ اور خرماے تر مین شیرہ کی کمی۔ بارآوری مین تاخیر یہی سب علامتین مرض برَص کی ہین۔ حکیمون نے بالاتفاق کہا ہے کہ یہ مرض سردی کی شدت سے عارض ہوتا ہے اور یہ سردی بہت تیز ہوتی ہے لیکن معتدل۔ یہی وجہ ہے کہ درخت اس مرض سے جلد ہلاک نہین ہوتا جب مادۂ خرما تشنہ رہتی ہے اور پھر اُسکو تیز سردی لاحق ہوجاتی ہے تو اکثر یہ مرض عارض ہوجاتا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جسقدر درختون کو ہمنے اس مرض مین مبتلا پایا ہے وہ تشنگی کی حالت مین سردی مین مبتلا ہوے تھے۔ جس علاج مین ہم کو کامیابی ہوی وہ یہ ہے کہ مریض درخت کی جڑ مین چار مرتبہ آگ جلائی گئی۔ اور ہر مرتبہ ۲۴ دن کا وقفہ کیا گیا اور پھر گرم پانی سے آبرسانی کی گئی۔ آپ فرماتے ہین کہ باولی کے پانی کو گرم کرکے جڑون مین پہونچانا چاہئے اور نہر کے پانی سے احتراز کرنا اولے ہے۔ اگر سمندر کا پانی مل سکے تو ہر روز اُسکی جڑ مین ڈالو اور اُسپر چھڑکا کرو بہ نسبت سادہ کے وہ گرم پانی بہتر ہے جسمین تین ادویہ ذیل کو ملاکر جوش دیا جاے۔

(۱) آس۔ یعنی مورو۔ (۲) مرزن جوش جسکو دودنہ کہتے ہین۔ یہ ایک قسم کی گھانس ہے جو

چوہون کے کان سے مشابہ ہوتی ہے۔ (۴۳) نمام۔ یہ بھی ایک خوشبودار گھانس کی قسم ہے۔
جب ان چیزون کی قوتین پانی مین آجائین تو اُس پانی کو بیمار درخت کی جڑون مین پہونچاؤ۔ اور روزانہ علی الاتصال اُسکے تنہ کو ایک موٹی لکڑی سے پیٹا کرو۔ بینوشاد نے کہا کہ درخت کے تنہ پر ضرب لگانے کے بعد اس گرم پانی کو بیمار درخت کے گابہ مین ڈالنا چاہیئے اور اُسی مین سے تھوڑا سا پانی اُسکی شاخون پر چھڑکنا چاہیئے۔ گرم پانی کے ذریعہ سے علاج کا جو طریقہ دکھلایا گیا ہے اُسکو اول الذکر آگ کے علاج کے بعد کام مین لانا چاہیئے اسلئے کہ اصل مرض کیلئے آگ کا جلانا سب سے بہتر علاج ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ درخت خرما کے امراض مین یہ مرض دیرپا ہے اسکا علاج صبر کے ساتھ کرنا چاہیئے قوثامی کا قول ہے کہ آگ کا ایندہن خرما ہی کی بیکار شاخون اور جڑون سے ہو تو زیادہ مناسب ہے اور زیادہ نافع۔ بعض حکیمون نے کہا ہے کہ اس مرض کا علاج ربیع اور خریف دونون فصلون مین کرنا چاہیئے کیونکہ یہ اوقات علاج کے لئے موضوع ہین۔ جب تم کو اول الذکر علامات زائل ہوتی ہوی نظر آئین تو سمجھہ لو کہ علاج نے نفع دیا ورنہ اسی علاج کو تحمل کے ساتھ جاری رکھو اور امید رکھو کہ مرض دفع ہوجاے۔

(۱۰) مرض یرقان | یرقان انسانون کا مرض ہے زبان عرب مین یرقان بفتح اول کہیت کی زردی کو کہتے ہین اور مجازاً آزردہ کا مرض مراد ہے درخت خرما کے امراض سے یرقان بھی ایک مرض ہے۔ جب درخت کے گابہے مین زیادہ زردی اور شاخون کی سبزی مین کمی پائی جاے تو اُسکی جڑون کو نکال کر دیکھنا چاہیئے اور کسی جڑ کو کاٹنا چاہیئے اگر اُس سے متغیر پانی کم مقدار مین بہنے لگے خواہ اُسکا رنگ زرد ہو یا ازرق (جیسے بلی کی آنکھ) یا اغبر (مٹیالا رنگ) تو سمجھہ لو کہ مرض یرقان عارض ہوا ہے۔ اس مرض کے متعدد اسباب ہین۔

(۱) یہ کہ درخت کو دھوپ کی شدت سے تشنگی عارض ہو جس سے وہ پک جاتا ہے۔ اور اُسکی رطوبت گھٹ جاتی ہے اور باقیماندہ رطوبت تیز ہو کر یرقان کا مرض عارض ہوتا ہے

(۲) یہ کہ کھاد کی کثرت خصوصاً کبوتر کی بیٹ اور آدمی کے میلے کی حدت کی وجہ سے جو اعتدال سے زیادہ پہونچی ہو اسمین تیزی پیدا ہو جاتی ہے اور وہی تیزی مرض یرقان کا سبب ہے۔ یہ سبب شدت گرما یا شدت سرما دونون مین مرض یرقان کا باعث قرار پا سکتا ہے۔

(۳) ہوا کا رُکاو اور آفتاب کی گرمی اور کھاد کی تیزی ان تینون کے جمع ہونے سے یہ مرض عارض ہو جاتا ہے۔

قوثامی نے کہا کہ جب مدت دراز تک درخت خرما کو پانی نہ ملے تو فرط تشنگی سے اُسکو ایک ایسا مرض لاحق ہو جاتا ہے جو یرقان نہین ہے مگر یرقان سے مشابہ ہے۔ ہم آئندہ جو طریقہ علاج کا بیان کرینگے وہ مرض یرقان اور مشابہ بہ یرقان دونون کے لئے مفید ہوگا اس مرض کی وجہ سے درخت کا بار آدھون آدھ کم ہو جاتا ہے بلکہ اس سے بھی زیادہ اور اُسکے پھل کمہلاے ہوے اور ڈھیلے نظر آتے ہین جب بیمار درخت سے کچا پھل توڑا جاتا ہے تو اُسی دن یا دوسرے دن تک بگڑ جاتا ہے۔ فلاحان تجربہ کار کی راے ہے کہ اگر بیمار درخت کا کچا پھل ٹوٹنے کے بعد پہلے ہی دن بگڑ گیا تو سمجھہ لو کہ مرض مین شدت ہے اگر دوسرے یا تیسرے روز بگڑا تو یہ غیر اشتداد کی علامت ہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اس مرض کا پہلا علاج یہ ہے کہ سرکہ کے ہم وزن پانی ملاؤ۔ اگر سرکہ زیادہ کھٹا ہے تو مضاعف یا سہ چند پانی بھی ملایا جا سکتا ہے۔ پھر اُسمین تھوڑا سا مہین میدہ شریک کرکے بیمار درخت کے لب مین ڈالو اور کچھ اُسمین سے شاخون پر بھی چھڑکو اور کسی قدر اُسکی جڑ مین پہونچاؤ۔ امید ہے کہ یہ علاج مرض

یرقان اور مشابہ بہ یرقان کو دفع کریگا۔ ایک تجربہ کار فلاح سنے لکھاہے کہ جو کا آٹا پانی
مین گھول کر بیمار درخت کی جڑون مین ڈالنا بہت مفید ثابت ہوا ہے۔ بینو شاد سکتے
ہین کہ لکڑی کے چھلکے سکھا کر گاے کے گوبر مین سڑائے جائین اور اگر ان دونون کے
ساتہ جو کی ہری گھانس بھی ملائی جاے تو زیادہ مفید ہے جب یہ تینون چیزین سڑ کر
مل جائین تو پھر اسکو سکھا کر خرما کی جڑ مین دیا جاے اور بعدہ پانی پہونچایا جاے۔ یہ علاج
بیمار درخت کیلئے نافع ہوگا۔ اگر پہلی تدبیر کے ساتہ یہ تدبیر بھی کیجاے تو خالی از نفع
نہ ہوگی۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ گاہے کی متصلہ شاخ کو عرضاً وطولاً ٹکڑے
کرکے درخت پر لٹکا دینا بھی اس مرض کے ازالہ کیلئے نافع ہے۔ لیکن اگر گاہے پر خشکی
کا اثر زیادہ نمودار ہوگیا ہو یا رطوبت نہایت قلیل رہگئی ہو تو کوئی علاج نفع نہ دیگا۔
اور درخت ضائع ہوجائیگا۔ قوثامی کا قول ہے کہ ناامیدی کی حالت مین بھی لگاتار
علاج کو جاری رکھو۔ بیشتر ایسا تجربہ ہوا ہے کہ وہ درخت بھی انہین علاجات سے تندرست
ہوے ہین جنکی حالت اس بیماری کی وجہ سے نہایت ردی تھی۔ صغریث نے کہا کہ ایسے
بیمار درخت کے اطراف مین جو اور کدو کا بونا ازالہ مرض کے لئے نافع ہے ان دو کے
سوا اور بارد تر کاریان اور چھوٹے چھوٹے درخت لگاو جنمین لعاب پیدا ہوتا ہے جسوقت
اُنکی نازک جڑین بیمار درخت خرما کی جڑون سے ملتی ہین تو عجیب اثر کرتی ہین۔ آپ ہی
کا قول ہے کہ ایسے مریض درخت کو پے درپے پانی دیا جاے تو نفع بخشے گا۔ عموماً ہر ایک
مریض درخت کے لئے آبپاشی کی کثرت مفید نہین ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے
ہین کہ جس درخت کا قد ۳۰ گز تک بلند ہوچکا ہے اور اسکی جڑین زمین کے زندہ پانی تک
رسائی پیدا کرچکی ہین جسکو اصولی قاعدہ سے پانی کی ضرورت باقی نہین رہتی اسکو بھی

مرض یرقان ہوا ہے اور اسی علاج سے فائدہ پہونچا ہے جسکا طریقہ اوپر دکھلایا گیا۔

(۱۱) مرض مسدی۔ منجملہ امراض درخت خرما کے ایک ایسا مرض ہے جس سے درخت خرما کی شاخین گر جاتی ہین اور نئی شاخین نہین نکلتین۔ جب ایسے بیمار درخت کی گٹھلی بوئی جاتی ہے تو اُسکا پودہ بھی اسی مرض مین مبتلا ہوجاتا ہے جسکی شاخین کمزور نکل کر جھڑ جاتی ہین ہمنے ایسے پودہ کی شاخین ایک بالشت سے زیادہ بڑہتے ہوے نہین دیکھین۔

ایسے بیمار درخت کا گابھا بالکل زرد ہوتا ہے اور سپیدی مائل۔ ایسے درخت کی مٹھی بھر گٹھلیان ایک گڑھے مین بونے سے صرف ایک پودہ اُنسے پیدا ہوتا ہے۔ اور وہ بھی بہت جلد خشک ہوجاتا ہے۔ ایسے بیمار درخت کی شاخون سے روز بروز سبزی کم ہوتی جاتی ہے اور لب النخل یعنی مغز درخت اور گابھے مین روز بروز انحطاط ظاہر ہوتا ہے۔ پس ان علامات سے سمجھہ لینا چاہئے کہ مادۂ خرما کو مرض مسدی عارض ہے جس سے شاخین جھڑ جاتی ہین۔ نسل منقطع ہوجاتی ہے۔ ایسے بیمار درخت کے پھل کو ہمیشہ نرم اور مرجھایا ہوا اور کم حلاوت پاؤگے۔ فلاحون نے کہا ہے کہ یہ ایسا مرض ہے جسکا علاج بہت دشواری سے ہوتا ہے۔ حکیمون نے کہا ہے کہ یہ مرض طبعی ہے جو بعض خراب مادون سے پیدا ہوتا ہے اور شاذ و نادر پایا گیا ہے اسکے علاج کے متعلق مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ میٹھے پانی کو جوش دیکر روغن زیتون اُسمین ملایا جاسے۔ اور وہ پانی کم مقدار مین بیمار درخت کے گابھے مین ڈالا جاسے اور چھ گھنٹہ تک توقف سے دوبارہ یہی عمل کیا جاسے اس وقفہ کی وجہ سے پانی ٹھنڈا ہوجاسے تو کچھ ہرج نہین ہے۔ تیسری بار بھی یہی عمل کر سکتے ہین۔ اگر درخت کی قوت مرض پر غالب ہے

تو صرف اس علاج مین صحت کے آثار ظاہر ہو جاتے ہین اور بسا اوقات دیکھا گیا ہے
کہ اس علاج کے بعد بھی درخت اچھا نہین ہوا۔

(۱۲) پھل جھڑ جانے کا مرض امراض درخت خرما سے جو انسان اور دوسرے درختون
مین شریک ہین یہ ایک مرض ہے جسکے لاحق ہونے سے خرما کے چھوٹے چھوٹے پھل گر
جاتے ہین۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اس بیماری کی دو قسمین ہین۔ پہلی قسم
مین بعض پھل جھڑ جاتے ہین اور جو کچھ باقی رہجاتے ہین وہ بڑے اور موٹے ہوتے
ہین۔ اس مرض مین خوشہ کے نصف پھلون تک ضائع ہوتے ہوے ہم نے پایا ہے۔
دوسری قسم مین تجربہ ہوا ہے کہ پھلون کا بڑا حصہ گر گیا اور بہت ہی کم مقدار باقی رہ گئی۔
اور باقیماندہ کی حالت بھی پژمردہ تھی۔ فلاحون نے دوسری قسم کو بہ نسبت اول قسم کے
صعب کہا ہے۔ جب یہی مرض انسان کو لاحق ہوتا ہے تو اسکے سر اور جسم کے بال گرجاتے
ہین۔ جسکا طبیبون نے ذکر کیا ہے۔ انجیر اور آلو اور سیب وغیرہ کو بھی یہ مرض عارض ہوتا
ہے۔ اگرچہ انسان کیلئے اس مرض کے مختلف اسباب ہین لیکن درخت خرما مین اسکا سبب
صرف خشکی ہے جو اسکی طبیعت مین عارض ہوتی ہے یا حدت جو اسکو پہونچتی ہے۔ اس
خشکی اور حدت کے بہت سے اسباب ہین جنمین سے بڑا سبب شوریت ہے جو درخت خرما
کے جسم مین جم جاتی ہے اور رطوبت کو خشک کر دیتی ہے۔ پھر وہ خشکی جو کھار سے پیدا ہوئی
ہے پھلون کو گرا دیتی ہے۔ حکیمون نے کہا ہے کہ پانی کی کثرت اس مرض کا اصلی
باعث ہے کبھی تو زمین شور مین شیرین پانی کی کثرت زمین کی شوریت کو درخت کے
جسم مین داخل کر دیتی ہے یا عمدہ زمین مین کھاری پانی کی زیادتی۔ کبھی بعض اور اسباب
درخت کی رطوبت کو جلا کر اسکے جسم مین احتراق کی وجہ سے نمک پیدا کر دیتے ہین۔ اور

وہ پھل کی ڈنڈیون کو کمزور کر دیتا ہے جس سے پھل گر پڑتے ہین اسلئے کہ ڈنڈی کی وہ رطوبت اور شیرینی جس سے پھل قائم رہتے ہین زائل ہو جاتی ہے۔ اور یہ مانی ہوی بات ہے کہ کھار پھلون کی کم مقدار کو موافق ہے اور زیادہ مقدار کو غیر موافق۔ یہی وجہ ہے کہ اس مرض کی پہلی قسم مین باقیماندہ پھل زوردار اور موٹے ہوتے ہین مگر یہ اُسی صورت مین ممکن ہے جب کہ کھار اور خشکی کم مقدار مین ہو اور حدت بھی کم رہے۔ اگر کھار بکثرت پیدا ہو چکا ہے اور یبوست زیادہ پھیل چکی ہے تو قسم دوم کی علامات ظاہر ہوتی ہین۔ ماسی سورانی کا خیال ہے کہ جب درخت خرما پر متواتر حدت کا اثر ہوتا ہے تو اُسکی اصلی رطوبت اور غذائیت جل جاتی ہے جس سے درخت کی طبیعت مین ایسی یبوست پیدا ہوتی ہے جو کھار کی یبوست سے بدرجہا زیادہ ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ کھار کی یبوست مادۂ خرما کی طبیعت سے موافق مانی گئی ہے اور حدت سے جو یبوست پیدا ہوی وہ اُسکی طبیعت سے مخالف ہے۔ پس آپکی راے ہے کہ اس بیماری کی قسم اول کا سبب کھار کی یبوست ہے۔ اور قسم دوم کا سبب حدت کی یبوست۔ بدینوجہ کہ اول الذکر یبوست موافق تھی اُس سے تھوڑے پھل گرے اور باقیماندہ موٹے ہوے اور آخرالذکر کی مخالفت نے بڑے حصہ کو گرا دیا اور باقیماندہ کو پژمردہ رکھا۔

پس یبوست نمکی کا علاج صرف اُسکو مادۂ خرما سے دفع کرنا ہے اور یبوست حدت کا علاج مادۂ خرما کو رطوبت پہونچانا۔ حکیمون کا اسپر اتفاق ہے کہ درخت کو شب کیوقت چاندنی رات مین میٹھے پانی سے مدد دینا چاہیے۔ ینبوشاد نے اسکا نام غذاے قمری رکھا ہے وہ کہتا ہے کہ جب چاندنی بڑہنے لگے اور اُسکی روشنی بیمار درخت تک پہونچے تو اسوقت میٹھا پانی اعتدال کے ساتہ پہونچاؤ۔ ینبوشاد خرما کی کاشت مین استاد سمجھے جاتے ہین

جنکی استادی کا اعتراف اکثر مصنفین علم فلاحت نے کیا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ مادہ خرما
باعتبار اپنے تمام اجزا کے شیرین طبیعت ہے۔ پس درخت خرما کے بعض اجزا مین رطوبت
پہونچانے سے اُسکی یبوست زائل ہو جاتی ہے۔ ایسی ترطیب خاص کھاد کے ذریعہ سے زیادہ
مفید سمجھی جاتی ہے اور یہ کھاد مخصوص کی گئی ہے "تندرست خرما کے پھلون سے۔ یعنی تندرست
درخت خرما سے پختہ پھل خواہ تر ہون یا خشک سے لئے جائین اور تانبے کی دیگ مین میٹھے
پانی سے پکائے جائین۔ پھر گٹھلیون کو پانی سے الگ کرکے جوش دیا جاے اور بحالت جوش
تِل کا تیل اُسمین ملایا جاے پھر اس رقیق مجموعہ کو بیمار درخت کی جڑون مین ڈالا جاے
اور اُسی سے تھوڑا سا اُسکے گابھہ مین۔ تاکہ درخت اُسکو پی لے۔ یہ علاج دونون قسم کی
یبوست کو دفع کریگا۔ آپ فرماتے ہین کہ اس عمل کو چوراسی روز تک ایک دن آڑ جاری
رکھنا چاہیے تاکہ ۴۲ دن تک درخت کی جڑون اور لُب کو دواسے مدد ملتی رہے۔ احتیاط
کیجاے کہ یہ عمل نہ رات مین ہو اور نہ ابر کے دن مین۔ ایک ایسے وقت مین اس عمل کو
کرنا چاہیے جب کہ بیمار درخت پر دُھوپ موجود ہو۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ
صغریث نے اس مرض کے علاج کے لئے عجیب ترکیب بتلائی ہے۔ وہ کہتے ہین کہ اچھے
اور خراب پھل اور گرے ہوے پھلون کا کچرا اور نکلی ہوی گٹھلیان ان سب کا بہت سا
مجموعہ لیا جاے اور تانبے کی بڑی دیگ مین صنوبر کی لکڑی کے ٹکڑون یا اُنکے برادہ
کے ساتھ ڈالا جاے۔ برادہ کو ٹکڑون پر ترجیح ہے۔ پھر ان سب کو میٹھے پانی مین نرم آنچ
پر دیر تک پکایا جاے اور اُسمین جو کا آٹا جتنا ہو سکے ڈالا جاے۔ جب ان تمام چیزون
کی قوت پانی مین آجاے اور پانی رنگین ہوجاے تو اسوقت چھان لیا جاے۔ اور
نیم گرم یا ٹھنڈی حالت مین اس عرق سے تھوڑا سا بیمار درخت کے گابھہ مین ڈالا جاے

اور مابقی اُسکی جڑون مین پہونچایا جاے۔ اس عمل کے وقت درخت کو پیاسا رکھنا
ضرور ہے تاکہ اُسکی قوت جاذبہ تیز رہے اور اچھی طرح پر پی سلے اس عمل کو ۴ یا ۵
دن کے وقفہ سے کئی بار کرنا چاہئے یقین ہے کہ بہت نافع ہوگا اور مرض کو زائل
کردیگا۔ صغریت نے تاکید کی ہے کہ اس عمل کے زمانہ مین طالع وہ برج ہو جسمین چاندرہے
اور اگر مشتری رہے تو اور بھی بہتر ہے یا قمر مقارنِ مشتری ہو۔ آپ فرماتے ہین کہ چاند
جب کہ مسعود ہو ایسے علاجات مین قوی اثر کرتا ہے جسکا انجام درختون کی پرورش
مین محمود ہوتا ہے۔ قوثامی کو اس سے اتفاق ہے۔

(۱۳) مرض حایل | زبان عرب مین حایل کے معنی مانع اور روک کے ہین اور خرما کے ایک
خاص مرض کا نام ہے عربون نے بانجھ درخت کو عقیم بھی کہا ہے۔ امراض درخت خرما سے
ایک مرض حایل ہے جسکے لاحق ہونے سے بارآوری رُک جاتی ہے اور یہ مرض اور
درختون اور انسانون مین شامل ہے اس مرض کی علامت یہ ہے کہ ایک سال بار
لاے اور دوسرے سال نہ لاے اگر علاج مین غفلت ہو تو دو چار سال تک بار رُک
جاتا ہے اور کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ ہمیشہ کیلئے درخت بے بار ہو جاتا ہے۔ صاحب
فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگرچہ اس مرض کا فلاحان عرب نے مرض حایل نام
رکھا ہے لیکن اسکو عُقم بھی کہہ سکتے ہین۔ انسانون مین عُقم کا سبب عورتون کا ایک
ردی مزاج ہے جو رحم سے خصوصیت رکھتا ہے جسکا ذکر طبیبون نے اپنی کتابون مین کیا
ہے اور اس مرض کا سبب درخت خرما مین موٹاپا ہے جسکی وجہ سے ابتدائً ایک سال درخت
بارآور ہوتا ہے اور دوسرے سال نہین۔ موٹاپے کی وجہ سردی ہے جو کثرت کے ساتھ
مادۂ خرما کو عارض ہوتی ہے فصل اور موسم کو بھی اُس مین دخل ہے یہ سردی کبھی تو

ہو تو موسم کی وجہ سے نقصان پہونچاتی ہے اور کبھی مادہ خرما کی طبیعت کی وجہ سے اور کبھی اور اسباب سے جنمین سے ایک سبب بلند عمارت کا سایہ ہے جو دھوپ اور چاندنی کو روکنے کی وجہ سے برودت کو غالب کردیتا ہے۔ احمد بن وحشیہ نے لکھا ہے اور قوثامی نے اُس سے اتفاق کیا ہے کہ اس مرض کا علاج مختلف طریقون پر کیا جاتا ہے اور اُن تمام طریقون مین دفع سبب کی کوشش کیجاتی ہے۔ بینوشاد اور صغریث نے بھی اسکے علاج مین گفتگو کی ہے بعض علاجات خاصیت اور طبیعت سے متعلق ہین اور بعض اور چیزون سے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ دو مرد کھڑے ہون ایک کے ہاتھ مین بسولا یا ارہ ہو اور وہ بیمار درخت کے پاس کھڑا ہو کر کہے کہ مین اس درخت کو کاٹ دونگا اسلیے کہ بے بار ہے۔ پھر دوسرا شخص کہے کہ مین اسکی بارآوری کا ضامن اور ذمہ دار ہون اسکو اسکے حال پر چھوڑ دے۔ اگر میری ضمانت بے نتیجہ ثابت ہو تو اسوقت کاٹ دینا فلاحان عرب نے کہا ہے کہ اس گفتگو کا اثر اور خوف درخت پر پڑتا ہے اور مرض جاتا رہتا ہے بعض فلاح اس طریقۂ علاج کو نہین تسلیم کرتے وہ کہتے ہین کہ اس تخویف سے دفع سبب محال ہے۔ اگر مرض حایل طبعی طور پر لاحق ہوا ہو تو ممکن ہے کہ اس تخویف سے موٹاپا گھٹے اور اُس سے مرض لاحقہ دفع ہو۔ لیکن اگر کسی عمارت کے بلند ہونے اور دھوپ اور چاندنی درخت پر نہ پڑنے سے یہ مرض لاحق ہوا ہو تو ایسی تخویف اُسکو نفع بخش ثابت نہ ہوگی بلکہ اسکی ضرورت ہوگی کہ سبب دفع کیا جاے یعنی یا تو عمارت کو نکال دیا جاے یا درخت دوسرے مقام پر منتقل کیا جاے۔

بینوشاد کہتا ہے کہ مادہ خرما کے اطراف مین خندق کھود یجاے جو زیادہ گہری نہو

اور وہ درخت کی جڑ سے دو گز کا فاصلہ رکھتی ہو۔ پھر اسمین درخت خرما کے پتے اور شاخین اور خشک جڑین اور لکڑیان جمع کیجائین اور اسمین آگ لگا دیجاے اور ۲ گھنٹہ تک نرم آنچ سے برابر جلایا جاے اس عمل کے لئے رات کے بہ نسبت دن کا وقت بہتر ہے اور اگر دن مین موقع نہ ملے تو رات مین بھی کیا جا سکتا ہے۔ پھر اُس راکھ کو جمع کر کے اُسمین آدمیون کا میلہ اور کبوترون اور چڑیون کی بیٹ اچھی طرح پر ملائی جاے اور چند روز تک سایہ دار جگہ مین اسکو سڑایا جاے اور پھر بیمار درخت کی جڑون مین اُس کھاد کا استعمال ہو۔ اگر مادہ خرما کی بارآوری متعدد سالون سے رک گئی ہو تو یہ علاج چار مرتبہ ہر دفعہ ۲ گھنٹہ تک کرنا چاہیے اور ایک عمل سے دوسرے عمل مین ایک ہفتہ کا فاصلہ رکھنا چاہیئے۔

(۱۴) مرض مغرار — درخت خرما کے اُن امراض سے جو اسی درخت سے خصوصیت رکھتے ہین ایک مرض مغرار ہے جسکے لاحق ہونے سے مادہ خرما کا اکثر پھل خراب ہو جاتا ہے اور بہت سا نظر آتا ہے بعض اوقات صورت اور رطوبت اور موٹاپے مین متوسط معلوم ہوتا ہے مگر اسمین وہ خوبیان نہین ہوتین جو خرما مین ہونی چاہیئین۔ زبان عرب مین غرۃ بالکسر کے معنی فریب دینے کے ہین اور مغرار فریب دہندہ۔ بدین وجہ کہ ان پھلون کی ظاہری حالت سے دھوکہ ہوتا ہے عربون نے اس بیماری کا نام مغرار رکھا۔ اس مرض کا بہت بڑا سبب خشکی ہے۔ اور یہ خشکی اُس خشکی سے کم ہوتی ہے جس سے پھل جھڑ جاتے ہین کبھی یہ خشکی اُسکے مساوی ہوتی ہے مگر اپنی قوت کے ضعف اور خاص کیفیت کی وجہ سے نقصان پہونچانے مین اُس سے کم ہوتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اس خشکی سے پھل نہین جھڑ جاتا بلکہ خوشہ مین باقی رہتا ہے مگر خراب ہو جاتا ہے۔ اگرچہ اس خشکی کا علاج بعینہ

ویسا ہی ہے جیسا کہ مرض نمبر(۱۲) مین بیان ہوا۔ مگر بینوشاد نے ایک چیز علاج میت اور
زیادہ کی ہے وہ فرماتے ہین کہ مادہ خرما کے گابہے اور شاخون پر میٹھا صاف پانی ایک
دن مین دو مرتبہ چھڑکا جاوے اور چند روز تک یہی عمل جاری رکھا جاوے۔ اس عمل کو تشوت
شروع کرنا چاہیئے جب کہ بیمار درخت سے پھل اُتر چکے ہون۔ عرب کی آب وہوا کے لحاظ
سے اس عمل کو کانون اول کے آغاز تک (مطابق ہے ماہ پوس کے) اور پھر کانون اور
شباط (مطابق ماہ پھاگن) کے درمیان مین نہ کرنا چاہیئے بلکہ ماہ آذار (مطابق ماہ چیت)
کے آغاز سے جاری کرنا چاہیئے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ دن مین دو مرتبہ پانی
چھڑکنے کا جو حکم دیا گیا ہے وہ اقل مقدار ہے اگر ممکن ہو تو ایک دن مین متعدد مرتبہ
یہ عمل کرنا چاہیئے۔ ایک تجربہ کار ساحر کی راے ہے کہ گدہے کی تصویر جو عمدہ مصور کی بنائی
ہوئی ہو درخت پر لٹکائی جاوے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ کا قول ہے کہ کدوے تر کی ڈنڈی
مین کتان کا مضبوط اور موٹا ڈورا باندہکر بیمار درخت کی حلق مین لٹکانا چاہیئے۔ حلق سے
وہ مقام مراد ہے جو جڑ کے اسفل مین ہو پس اس ڈورے کو مادہ خرما پر لپیٹ کر باندہا جاوے
اور کدوے تر کو تنہ سے ملا دیا جاوے۔ آپ فرماتے ہین کہ تصویر متذکرۂ بالا کی تیاری،
اور مادہ خرما پر لٹکانے کا عمل اور کدوے تر کو اس خاص غرض سے اسکی بیل سے توڑنے
کا عمل ایک ایسے وقت مین کرنا چاہیئے جب کہ قمر زہرہ سے مقارن ہو یا زہرہ پر اسکی
نظر پڑی ہو اور اگر طالع وہ برج ہو کہ جسمین وہ دونون ہون تو بہت بہتر ہے۔ ان قیود
کی ضرورت اور خوبیون سے وہ فلاح زیادہ لطف حاصل کر سکتے ہین جنکو علم فلاحت
کے ساتھ نجوم سے بھی واقفیت ہو۔ نباتات سے عموماً اور خرما سے خصوصاً قمر
کا تعلق ہے۔

(۱۵) مرض انجارہ — مادہ خرما کے امراض سے ایک خاص مرض کا نام انجارہ ہے۔ فلاحان عرب اسی مرض کو نوآمس بھی کہتے ہین۔ اس مرض کے لاحق ہونے سے باراوری معمولی وقت سے ہٹ کر ہوتی ہے یعنی جب اور درختون کو پھل آچکتا ہے تب اس بیمار درخت کے بار کا آغاز ہوتا ہے اور اس تاخیر کی وجہ سے یہ نقصان ہوتا ہے کہ بعض اوقات مین ایسی مادہ کے لئے نر کا سفوف نہین ملتا جس سے وہ حاملہ ہوسکے اور پھل کی پختگی اور گدازگی۔ ہوا کے ٹھنڈے ہونے کے بعد ہوتی ہے جسمین عمدہ حلادت نہین ہوتی اور نہ ذائقہ ہوتا ہے۔ عربی زبان مین نمّس کے معنی اخفار راز کے ہین۔ بدینوجہ کہ موسم بار مین اسکا بار مخفی رہتا ہے عربون نے اس بیماری کا نام نوآمس رکھا۔ نوص کے معنی لغت عرب مین ہٹنے اور پیچھے ہونے کے ہین۔ ممکن ہے کہ اس کا صحیح املا صاد مہملہ وہمزہ کے ساتھ ہو۔ بدینوجہ کہ اسکا بار موسم سے ہٹ کر آتا ہے۔ عربون نے اس مرض کا نام نوائص رکھ لیا ہو۔ انجارہ کے معنی بھی عربی زبان مین ہٹنے کے ہین۔ اس کا سبب صرف رطوبت کی زیادتی ہے پس اس مرض کے علاج کے لئے آگ جلانے اور اسکی راکھ سے کھاد دینے کا وہی عمل مفید ثابت ہوا ہے جو ہم نمبر ۱۳ پر بیان کرچکے ہین۔ ایسے درخت کو معمول سے زیادہ کھاد کی ضرورت ہے تاکہ رطوبت فاسدہ دفع ہو کر درخت توانا ہو۔ اور اپنے مقررہ وقت پر اور درختون کے ساتھ بار لائے۔

(۱۶) مرض تتریب — عربی زبان مین تتریب کے معنی غبار آلودہ کرنے کے ہین۔ منجملہ امراض درخت خرما تتریب بھی ایک مرض ہے اور اس مرض سے مادہ خرما کا پھل غبار کے مشابہ ہوجاتا ہے اور اسکے خام اور پختہ پھل مٹی کے رنگ کے ہوجاتے ہین۔ اور انکا چھلکا موٹا ہو کر سخت ہوجاتا ہے چھلکے کی سختی اور موٹاپے سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔

کہ گویا پھل پر چھلکا ہی نہین ہے یہ مرض ہمیشہ غبار اور گرد کے بلند ہونے اور مادہ
خرما پر اثر کرنے سے عارض ہوتا ہے خصوصًا اُس حالت مین جب کہ پھل تر ہون
غبار اُسمین گھس جاتا ہے یا یہ مرض اسوجہ سے عارض ہوتا ہے کہ مادہ خرما کی جڑون
مین پانی کے ساتہ اجزاے ارضیہ غیر لطیفہ عادت سے زائد داخل ہون اور وہ اجزا
غلیظہ سخت ہون۔ ایسی حالت مین جب مادہ خرما بارآور ہوتی ہے تو وہ اجزاے ارضیہ
طبیعتہً اُسکے پھل مین کسیقدر اثر کرتے ہین اور ظاہر ہونے لگتے ہین اور یہ حالت
اول الذکر صورت سے بالکل جدا ہوتی ہے۔ یہ غبار بہ نسبت اول الذکر صورت کے
کسی قدر ہلکا اور کم ہوتا ہے اور کبھی دونون اسباب سے یہ مرض لاحق ہوتا ہے جب
یہ مرض دونون اسباب متذکرۂ بالا کے ملنے سے ہوتا ہے تو پختہ اور کچے پھل اندر اور
باہر کیجانب سے ایسے معلوم ہوتے ہین جیسے کہ جلی ہوی مٹی کا ٹکڑا۔ اور اُنکی حلاوت
جاتی رہتی ہے اور صرف قدرے قلیل باقی رہجاتی ہے۔ یہ مرض امراض نخل مین
کراہت کے قابل ہے یعنی بہت خراب۔ اسکا علاج تینون اسباب متذکرہ کیلئے قریب
قریب ایک ہی طریقہ پر کیا جاتا ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے بھی اس مرض کا ذکر کیا
ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ ماسی سورانی اور اُسکے بعد جرمانی سورانی نے اس مرض کی
نسبت اپنی راے ظاہر کی ہے اُسکا لب لباب یہ ہے کہ پھل کو ابتدائی حالت سے
پکنے تک کسی ایسی چیز سے چھپا دیا جاے جو غبار کو روکے اور پھر درخت کو ایسی کھاد
دیجاے جسمین روغن زیتون یا کسی اور قسم کے تیل کا دُرد شریک ہو اور اُسکے تنہ
اور شاخون پر بھی ایسی رقیق چیز چھڑکی جاے جسمین وہ دُردی ملی ہوی ہو۔ یاد
رکھنا چاہیئے کہ اس دُردی کا کوئی حصہ پھلون پر پڑنے نہ پاے بلکہ صرف درخت کے تنہ

اور چھوٹی بڑی شاخون کی جڑون پر (اس موقع پر شاخون کی جڑون سے بن شاخ مراد ہے یعنی وہ انتہائی حصہ جو تنہ سے ملا ہوا ہو) اور پھر کھولتا ہوا تھوڑا سا پانی تشرین ثانی (ماہ اگھن) کی ۱۵- تاریخ سے آخر ماہ تک اُسکے گابھے مین ایک وقت معین پر رکھ ٹپکایا جاے تاکہ وہ اندر سرایت کرے۔ اسی طرح یہ عمل کانون اول (ماہ پوس) اور کانون ثانی (ماہ ماگھ) کے آخر تک یا آخر الذکر مہینہ کی ۱۵- تاریخ تک کیا جاے اور پھر اس عمل کو روک کر، سیاہ زیتون جو خوب پختہ ہون لئے جائین اور بیمار درخت کے گابھے مین شاخون سے متصل اور شاخون کے پوست مین جو بن شاخ کے پاس ہو متفرق جگہون مین ٹھونس دیے جائین۔ ماسی سورانی کا قول ہے کہ یہ عمل اُسوقت مناسب ہے جب کہ قمر برج سعد مین ہو اور زحل کی نظر اُسپر نہ ہو یا قمر، زحل سے قریب نہو۔ اگر زہرہ یا مشتری کے ساتھ قمر ہو تو بہت ہی بہتر ہے۔ امید ہے کہ اس علاج سے ترتیب کا مرض دفع ہو جائیگا۔

(۱۷) مرض کرمانا و انسار — امراض نخل مین سے ایک مرض کرمانا ہے جو مُلک کرمان کے نخلستان مین پایا گیا۔ عربون نے اسکا نام مرض اِنسار رکھا۔ نسر کے معنی زبان عرب مین تھوڑی غذا حاصل کرنے کے ہین۔ اور انسیار سے نعمت کا متفرق اور پراگندہ کرنا مراد ہے۔ اس مرض مین اگرچہ پھل تندرست رہتے ہین لیکن بعض پھل اُن مین سے پک جاتے ہین اور بعض کچے ہی رہجاتے ہین اور یہ مرض کبھی اکثر پھلون مین ہوتا ہے اور کبھی بعض مین۔ جب اکثر پھلون مین ہوتا ہے تو اُس سے پھل کو نقصان پہونچتا ہے۔ اس مرض کا سبب رطوبت غلیظہ ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اسکے علاج کا طریقہ لکھا ہے۔ فرماتے ہین کہ مادۂ خرما کی طبیعت مین آہستگی سے متصلاً گرمی پہونچائی جاے۔ یا اُسکی جڑ کے اطراف مین آگ جلائی جاے یا گرم کھاد دیجاے یا درخت کے گابھے مین ایسا

گرم پانی ڈالا جاے جس مین خراب اور خشک خرما اور شبارم (ایک قسم کی خاردار گھانس کا نام ہے) اور سوعان سبز (یہ ترکی زبان کا لفظ ہے سوعان پیاز کو کہتے ہین) جوش دی ہوی ہون۔ اور ان چیزون کی قوت اُس پانی مین آچکی ہو۔ پھر اُسی پانی کو مادہ خرما کی جڑ مین بھی ڈالا جاے اس طور پر کہ اُسکے ڈالنے سے پہلے انسانی بیلے اور کبوتر کی بیٹ اور شاخہاے خرما کی راکھ وغیرہ کی کھاد دی گئی ہو۔ ایسی کھاد کے ساتھ مٹی کا شریک رہنا بھی ضرور ہے اس عمل کو چند مرتبہ کرنا چاہیے اور تحمل کے ساتھ اسکا سلسلہ جاری رکھنا چاہیے امید ہے کہ اس علاج سے مرض لاحقہ زائل ہو جائیگا۔

(۱۸) صُبار امراض خرما سے ایک مرض ہے جسکا نام عربون نے صبار رکھا ہے صبار زبان عرب مین جنون سوداوی کو کہتے ہین۔ اس مرض سے خرما کے پھلون پر ایک شے مکڑی کے جالے کی سی پیدا ہو جاتی ہے اور جب تک وہ پھل پک نہ جائین اُن پر جمی رہتی ہے۔ پس وہ ایک ایسی شے ہے جو غبار کی کثرت سے پیدا ہوتی ہے۔ یہ مرض اُس مرض سے مشابہ معلوم ہوتا ہے جسکا نام ترتیب ہے۔ حربایا سورانی نے صبیانا ساحر سے نقل کیا ہے کہ یہ مرض چند وجوہ سے عارض ہوتا ہے اُن مین سے ایک وجہ خرما کی ذات سے متعلق ہے اور وہی مرض ترتیب سے مشابہ ہے۔ جادوگرون نے دوسری وجہ کا نام القاتبانار کہا ہے جسکے معنی "سرکشون کی برہمی" کے ہین غالبًا یہ کسدانی زبان کا لفظ ہے۔ اس سے طبائع ردیہ کا جوش مارنا اور غلبہ کرنا مقصود ہے اسی طرح رطوبت اور یبوست کا غلبہ بعض اجسام مرکبہ پر ہوتا ہے خواہ وہ اجسام جاندار ہون یا نباتات یا معدنیات۔ پس ان کیفیات کے غلبہ سے وہ جسم ہلاک ہو جاتا ہی اسواسطے کہ وہ طبیعت اپنے غلبہ اور سرکشی سے اُسکو فنا کر دیتی ہے۔ اور کبھی ہلاک

نہین کرتی لیکن سخت امراض اُس مین پیدا کردیتی ہے۔ اور اس نام کو سب سے پہلے
زوانایا نے تجویز کیا ہے۔ پھر اُسنے لوگون کو تعلیم دی اور طبائع کی سرکشی پر آگاہ کیا۔ یہ
سرکشی طبائع کی کبھی خارج سے پیدا ہوتی ہے جب درخت خرما مین یہ بات پیدا ہوتی
ہے تو بہت سے امراض پیدا کردیتی ہے۔ کبھی جانورون کے بدنون مین بھی طبائع کا جوش
ہوتا ہے بعض وقت ایک ہی طبیعت کے جوش سے ہلاکت کی نوبت آجاتی ہے کبھی گرمی
اور سردی اور رطوبت اور یبوست مین سے کسی ایک کا جوش ہوتا ہے اور اُسکے ساتھ
اخلاط مین سے کوئی ایک خلط جوش مارتی ہے جس سے فوراً ہلاکت واقع ہوجاتی ہے
یہ ایسی ناگہانی موت ہوتی ہے جسکی پہلے کچھ تکلیف نہین معلوم ہوتی۔ یہ عارضہ اسی قسم
کا اور اسی کا مشابہ ہے جو خرمے کے درختون مین پیدا ہوتا ہے۔ مگر خرما کا درخت انسان
کی طرح بہت جلد ضائع نہین ہوتا کیونکہ بہ نسبت انسان کے درخت کی طبیعت سخت ہے۔
صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اس مرض کے دو سبب ہین ایک خارجی اور دوسرا
داخلی۔ اور کبھی دونون سبب جمع ہوجاتے ہین خارجی سبب غبار اور گاڑھے دُھوین کا
علی الاتصال مادہ خرما کیطرف بلند ہونا ہے۔ صرف دُھوین یا صرف غبار سے اس مرض
کا پیدا ہونا بہت کم دیکھا گیا ہے۔ داخلی سبب طبعی ہے یعنی طبائع ردیہ کا جوش جسکو ہم
بیان کر آئے ہین۔
اس مرض کا علاج ساحرین سے سیکھا گیا ہے جسکو صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اور حکیمون کی
رائے کے ساتھ بیان کیا ہے اور پھر ایک طبعی دوا بھی تبلائی ہے۔ ساحرین کا قول ہے
کہ جب تم اس مرض کو درخت خرما سے دُور کرنا چاہو تو مناسب ہے کہ ایک نوجوان مرد
جسکی عمر ۲۰ سال سے کم اور ۱۵ سال سے زیادہ ہو سہ شنبہ کے روز۔ پہلی ساعت مین جاے

اور ایک درخت جسکا نام زبان عرب مین یتوع[ل] ہے - بائین ہاتھ سے اُسکی جڑ کے ساتھ اُکھیڑ لاے - اس درخت کی جڑ مین اُکھیڑنے سے دو گھنٹہ پہلے شب سہ شنبہ مین گرم پانی پہونچانا چاہیے تاکہ جڑ بھیگ کر نرم ہو رہے - پھر اس اُکھیڑے ہوے درخت کی جڑون پر میٹھا پانی تھوڑا تھوڑا ڈالا جاے تاکہ اُسکی جڑ مٹی سے بالکل صاف ہو جاے پھر شمشاد کی لکڑی کی ایک کنگھی لیجاے اور اُسکی دونون جانب کے دندانون مین سے ایک ایک دندانہ چھوڑکر دوسرا دندانہ توڑ دیا جاے تاکہ ایک دوسرے کا فاصلہ زیادہ ہو جاے پھر اُسپر ایسی منہدی کا ہلکا سا لیپ چڑہایا جاے جو کہ شراب کے سرکہ سے بھگوئی ہوی ہو پھر اُس کنگھی کو یتوع کی جڑ پر لگا دیا جاے اور غروب آفتاب تک وہ اُسی حالت مین رہے پھر اُسکو رات بھر ستارون کے سایہ مین رکھ دیا جاے - اور بہتر ہوگا کہ ستارہ مریخ کے مقابل رکھا جاے (واجب ہے کہ اس علاج کو ایسے وقت مین شروع کیا جاے جسمین مریخ کا ستارہ آسمان پر تمام رات یا اکثر حصہ شب مین یا چند ساعت شب مین رہے) پھر آفتاب نکلنے سے پہلے اُسکو اُٹھا لیا جاے اور جب دو ساعت دن کی گزرین تو بلے کی دُم کے بال اُس کنگھی کے دونون جانب ہر ایک دندانہ پر باندہ دیے جائین اسطرح پر کہ ایک سرا بال کا ایک جانب باندہا جاے اور دوسرا سرا شکستہ دندانہ مین لگا دیا جاے مناسب ہوگا کہ اس عمل کے کرنے والے لڑکے کی آنکھین احمر (سُرخ) ہون یا ازرق (نیلگون) یا اشقر (مائل بہ زردی و سیاہی جیسا سُرنگ گھوڑا) یا وہ نہایت نیلگون آنکھ والا ہو - بالآخر وہ اُکھیڑا ہوا درخت معہ اُس کنگھی کے لال ریشم کے بٹے ہوے ڈورے سے بیمار نخلہ پر اُس جانب مین لٹکا دیا جاے جس جانب اُسوقت ہوا چلتی ہو - یہ عمل درخت

[ل] جو گھانس شیرہ دار ہو اور اُسکا شیرہ زہر دار - اُسکو یتوع کہتے ہین - (منتخب اللغات)

پر پھل ہونے کے زمانہ مین کیا جانا بہتر ہے اگر یہ باری مین بھی کیا جاے تو ہرج نہین۔ ابتدا سے انتہا تک سارا عمل اُسی لڑکے کے ہاتھ سے ہونا چاہیے جسکے سن وسال اور علامات خاص کا بیان ہم کر آئے ہین۔ اس عمل سے مرض دفع ہو جائیگا۔ اگر یہ عمل بارآوری کے زمانہ مین کیا گیا ہے تو چاہیے کہ دو یا تین دن کے بعد پہلی شاخ سے اُس پودہ کو کھولکر دوسری شاخ مین ہوا کے رُخ پر باندہ دیا جاے اور اسی طرح بیمار درخت کے اطراف مین یہ انتقالی عمل جاری رکھنا چاہیے تا آنکہ بیمار نخلہ کا پھل تیار ہو کر اُتار لیا جاے پھل کے اُتار لیے جانے کے بعد وہ پودہ اُسی شاخ مین بندھا رہے جسمین سب سے آخر مرتبہ باندھا گیا تھا۔ حربا یا سورانی نے اس مرض کا نام غضب المریخ رکھا ہے۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ جادو کے اعمال اور ایسے علاجات سے ہم کو بہت نفرت ہے۔ مین نے مشتی نمونہ از خروارے اسکا بیان کیا ہے۔ بینوشاد نے جو علاج دکھلایا ہے وہ مجکو بہت پسند ہے۔ تھوڑا سا ایلوا عمدہ شراب کے سرکہ مین گھولا جاے اور بارآوری سے چالیس دن پہلے تین تین دن کے فاصلہ سے مریض درخت کے گابھے مین برابر ٹپکایا جاے۔ امید ہے کہ یہ علاج نفع بخشے اس علاج کو ۱۴ مرتبہ تک کر سکتے ہین۔

(۱۹) مرض ساحورا | امراض خرما سے ایک مرض ہے جسکا نام ساحورا ہے زبان عرب مین سحر کے معنی پھیپھڑے کے ہین۔ عالمان علم فلاحت نے درخت کے پتون کو پھیپھڑے سے تشبیہ دی ہے یعنی انسان کے لئے جو عمل پھیپھڑا کرتا ہے وہی عمل درخت کیلئے اُسکے پتون سے ہوتا ہے۔ بدینوجہ کہ اس مرض مین پتون کی رنگت بدل کر مائل بسپیدی ہو جاتی ہے اسکو عربون نے ساحورا سے نامزد کیا۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اسی مرض سے بعض پھل مائل بہ سپیدی ہو جاتے ہین اور نہین پکتے۔ جب یہ نوبت پہونچے

تو اسوقت اس مرض کو سحرا کہتے ہین زبان عرب مین سحر کے معنی علیل کرنیکے بھی ہین
آپ فرماتے ہین کہ ایسے پھلون کی مٹھاس جاتی رہتی ہے۔ یہ دونون مرض انہین
اسباب سے پیدا ہوتے ہین جنکا بیان ہمنے مرض برص مین کیاہے اور اس مرض کا
علاج بھی وہی ہے جسکو ہم مرض برص کیلئے بیان کرآئے ہین۔ اور نیز مناسب ہوگا کہ
بیمار درخت کے اطراف مین دھیمی آنچ سے آگ جلائی جاسے اور گاسے کا سوکھا گوبر
اسکی جڑون مین جلایا جاسے پھر اسکی راکھ مین انسانی میلا اور کبوترا ور چڑیونکی بیٹ
جہانتک مل سکے شریک کرکے اسکا مجموعہ بطور کھاد کے بیمار درخت کے تھالہ مین دفن
کیاجاسے۔ اس مرض کے لئے ایسے گرم پانی سے آبپاشی مفید ہے جو تانبے کے برتن اور
تیز دہوپ مین گرم ہوا ہو۔ امید ہے کہ اس طریقہ علاج سے مرض دفع ہوجاسے۔ قوثامی
نے کہاہے کہ اس مرض کو دفع کرنے مین غفلت نکرو اسلئے کہ ایسے مریض درخت کا پھل
کھانے سے انسان کے معدہ کو سخت ضرر پہونچتا ہے۔

(۲۰) مرض موقیطا۔ امراض درخت خرما سے موقیطا بھی ایک مرض ہے جسکو بعض فلاحون
نے سماطہ سے بھی نامزد کیاہے۔ زبان عرب مین دقیط کے معنی بھاری جسم والا اور کسلمند
کے ہین جسکو بے خوابی رہی ہو۔ موقوط کے معنی گرایا ہوا۔ اور سمط کے معنی لغت عرب
مین لٹکانے اور جھاڑنے کے ہین۔ مرض موقیطا یا سماطہ مین مادہ خرما کے پھلون کی تمام
ڈنڈیان تیاری کے زمانہ مین پھلون سے خالی ہوجاتی ہین اگر کچھ باقی رہین تو ہر خوشہ
مین ایک یا دو کہ جنمین پھل ڈنڈی کے مخرج مین لگے رہتے ہین۔ یہ مرض سردی اور تری
کے غلبہ سے پیدا ہوتا ہے جو مادہ خرما پر غالب آتی ہے۔ اور یہ ایک ردی اور موذی طبیعت
ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ جب درخت خرما کو یہ مرض عارض ہوچکا ہو

اُسکے پھل گاے اور بکریون کو کھلا دیے جائین - انسانون کو اِن پھلون کا استعمال زیادہ نکرنا چاہیے اسلئے کہ صحت کیلئے وہ مضرت بخش ہین اور چارپایون کو ان پھلون سے کسی نقصان کا اندیشہ نہین ہے - بقول مصنف فلاحتہ النبطیہ اس بیماری کا علاج آسان ہے - آپ فرماتے ہین کہ بیمار درخت کو کبوتر کی بیٹ اور انسان کے میلے کی کھاد دینا چاہیئے اور اس کھاد مین آس (فارسی مین اسکو مورد کہتے ہین) کی پتہ دار ڈنڈیان جلاکر اُنکی راکھ ملانا چاہیئے - بیمار درخت کی جڑون کے اطراف گڑھا کہود کر اُس مقام پر اس کھاد کا دینا کافی ہوگا اگر گرم پانی کی آبرسانی التزاماً اُسکی جڑون مین کیجائے تو نہایت فائدہ حاصل ہوگا - توثامی نے کہاہے کہ میٹھے پانی کو ایک تانبے کے ظرف مین بھر کر بیمار درخت کے پاس آگ پر گرم کرو - جب وہ جوش کھانے لگے تو اُسی وقت بیمار درخت کی جڑ مین ڈالدو - اس صراحت سے یہ مقصد ہے کہ کھولتے ہوے پانی کے بخارات اُسکی جڑ مین اچھی طرح پر داخل ہون - یہ عمل اُس رطوبت فاسدہ کو دفع کردیگا جو بیماری کا سبب ہے - پانی جب آگ سے گرم کیا جاتا ہے تو آگ اُسمین جوش پیدا کردیتی ہے اور جوش کی وجہ سے پانی مین ایک لطافت پیدا ہوجاتی ہے ایسا پانی جب جڑون مین ڈالاجاتا ہے تو اپنی لطافت کیوجہ سے اُسکے تہہ تک پہونچ جاتاہے اور تمام اجزاے غلیظ مین تفریق پیدا کردیتاہے - بعض وقت اسکی ضرورت لاحق ہوتی ہے کہ اس علاج مین مداومت کی جاے - صعوبت اور شدت مرض مین متواتر علاج کا کرنا ضرور ہے - امید ہے کہ اس علاج سے مرض بالکل جاتارہے - یہ مرض بہ نسبت مرض نمبر (۱۲) کے ہلکاہے - اور ان دونون کے اسباب مین بھی فرق ہے -

(۲۱) مرض ہوشا	مادہ خرما کے امراض سے ایک مرض ہے جسکی وجہ سے قبل از وقت

درخت مین پھول آجاتا ہے اور بدینوجہ کہ اُسوقت نر کا سفوف نہین مل سکتا۔ وہ مادہ خرما حاملہ نہین ہوسکتی۔ ایسی مادہ خرما کو عربون نے ہوشا کہا اور اس مرض کا نام بھی ہوشا رکھا۔ زبان عرب مین ہوشا کے لغوی معنی فتنہ اور اضطراب کے ہین اور ظاہر ہے کہ فتنہ کے معنی تعجب اور گمراہی اور خلاف کے ہین۔ اضطراب سے بیقراری مراد ہے۔ بدینوجہ کہ موسم سے پہلے بیوقت نخلہ کے پھول آنے اور نر کا سفوف میسر نہونے سے مادہ خرما مضطرب ہوتی ہے اور یہ واقعہ جو خلاف وقت ہوا ہے تعجب سے خالی نہین۔ اس مرض کا نام ہوشا رکھا گیا۔ جب طلع نخلہ کے خوشے پھوٹتے ہین اور متفرق ہوجاتے ہین یعنی پھول کھل جاتے ہین اور اُسوقت حمل قرار پانے کا جوہر نہین ملتا تو ایسی حالت مین پھول ضایع ہوجاتے ہین۔ یہ مرض کم قوتی اور حرارت فاسدہ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اسکی مشابہت اُس عورت سے ہے جو موسم شباب سے پہلے حائضہ ہوجاے صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اس مرض کا علاج اس طرح پر بتلایا ہے کہ ایسی مادہ خرما کو کسی قدر پیاسا رکھا جاے اور اُسکے بعد گاے کے گوبر مین کدو اور سپستان کے پتے ملاکر لبطور کھاد اُسکی جڑون مین دیا جاے اور اُسکی آبپاشی شب مین کیجاے۔ یعنی آغاز شب سے دو گھنٹہ شب باقی رہنے تک۔ ایسے مریض درخت کو دن مین ہرگز پانی ندینا چاہیے۔ بعض فلاحان عرب نے کھیرے اور ککڑی کی بیلون کو اُنکی جڑون اور پتون اور ڈنڈیون کے ساتھ زمین سے اُکھیڑ کر بیمار درخت پر لٹکانا بھی مفید بیان کیا ہے۔ خلیج فارس کے فلاح اس مرض کا علاج عجیب آسان طریقہ پہ کرتے ہین۔ وہ ایسے بے موسم پھول کو فوراً توڑ دیتے ہین۔ اور اُنکے نزدیک یہی بہترین علاج ہے بعض نے کہا ہے کہ اِن توڑے ہوے پھولون کو بیمار درخت کی جڑون مین لبطور کھاد دفن کردینا چاہیے۔ امید ہے کہ ان علاجات سے

بیماری دفع ہو جاوے۔

(۲۲) مرض انشقاق | امراض نخل سے ایک مرض ہے جسکو حکیم فلاحون نے انشقاق یعنی مشابہ جذام سے موسوم کیا ہے۔ زبان عرب مین انشقاق کے معنی پھٹ جانیکے ہین۔ اس مرض کے لاحق ہونے سے نخلہ کا پھل جب کہ زرد اور سرخ ہوتا ہے تو پھٹ جاتا ہے۔ اس مرض سے بعض کچے پھل بھی تڑکنے لگتے ہین۔ صغریث نے کہا ہے کہ اس مرض کے اسباب بالکل وہی ہین جو مرض جذام مین بیان ہوے ہین اور علاج کا طریقہ بھی قریب قریب وہی ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ مرض جذام کی ابتدائی حالت اور آغاز مین یہ شکل قائم ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ ہمکو مناسب نہ تھا کہ اس مرض کو ایک جدا قسم کا مرض بیان کرین لیکن صغریث نے اسکو ایک خاص مرض کہا ہے اور اسکے علاج کا طریقہ بھی جدا دکھلایا ہے اور کہا ہے کہ بیمار درخت کے اطراف مین ترکاریون کی کاشت کیجاے اور خصوصاً چقندر کی کاشت۔ جو نہایت مفید مانی گئی ہے اور سیرابی کے ساتھ آب پاشی کیجاے اور احتیاط کیجاے کہ بیمار درخت کبھی تشنہ ہونے نہ پاے۔ گرد و غبار سے درخت کی حفاظت کیجاے۔ اسطرح پر کہ اُسکے نصف حصہ اعلےٰ پر خرما کی شاخون اور بوریون کا سایہ ڈالدیا جاے اور گاہے کو بہت اچھی طرح پر ڈہانک دیا جاے۔ مگر معلوم رہے کہ سایہ متصل قائم نہ رہے ورنہ درخت مین خشکی پیدا ہوگی۔ جس سے مرض جم جائگا۔ اگر ان تدابیر سے مرض دفع ہو گیا تو سمجھنا چاہیے کہ صرف مرض انشقاق تھا اگر دفع نہوا تو پھر مرض جذام کا علاج شروع کر دینا چاہیے۔

(۲۳) مرض کسایا | امراض نخل سے ایک مرض کسایا ہے۔ زبان عرب مین کسو کے معنی موخر اور پائین و موخر سرین کے ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ یہ

مرض عجیب ہے۔ دیکھنے والے کو یہ معلوم ہوتا ہے کہ نخلہ کے پھل عموماً پختہ ہو گئے۔
لیکن جب ڈنڈی سے علٰحدہ کیا جاسے تو ڈنڈی کے آخر حصہ یعنی نیچے کی جگہ مین سبزی
معلوم ہوتی ہے اور پھل سخت رہتے ہین۔ گویا یہ پھل پختگی کا لباس پہن چکے ہین۔ مگر
درحقیقت خام ہین۔ زبان عرب مین کسیٔ کے معنی جامہ پوشیدن کے ہین۔ مولف کہتا ہے
کہ ان معنون کے لحاظ سے بھی اس نام کی مناسبت ثابت ہوتی ہے۔ ابن وحشیہ فرماتے
ہین کہ اس مرض کی وجہ سے پھل مین حلاوت نہین ہوتی اور نہ اُنمین مغز ہوتا ہے۔
اور نہ عمدہ خرما کیطرح اس سے بھوک دفع ہوتی ہے۔ اس مرض کا سبب مادّہ فاسدہ کا
انجماد ہے یعنی شادابی کا باقی نہ رہنا اور غذاے ارضی کا ہضم نہ ہونا۔ یا اُن اجزاے
ارضی کا مفقود ہوجانا جو درخت کی اعلیٰ پرورش کے لئے ضروری ہین۔ ان خرابیون کی
وجہ سے ایک رطوبت غلیظہ نخلہ کی طبیعت پر غالب ہوتی ہے اور اُسی کا نتیجہ ہے کہ یہ مرض
عارض ہوتا ہے۔ لائق مصنف فرماتے ہین کہ اسکا علاج تیز کھاد کا استعمال ہے۔ جیسے
انسانی میلہ یا کبوتر کی بیٹ جسمین راکھ کی کھاد شریک ہو اور صرف راکھ بھی اس مرض کو
دفع کردیتی ہے جسکے ساتھ پُرانی مٹی بھی شریک رہے۔ پُرانی مٹی کی عجیب خاصیت ہے
درخت خرما کے لئے اکثر امراض مین نافع پائی گئی ہے۔ قوثامی کی راے ہے کہ مریضہ
کو ہر روز ۳ گز لانبی لکڑی سے لگاتار مارا جاے اور تنومند شخص اسکے تنہ کو پکڑ کر خوب
ہلائے۔ یہ علاج اس مرض کو زائل کردیگا۔ اس مرض کو مرض نمبر (۱۷) کے ساتھ مشابہت
ہے۔ مگر دونون کی علامات مین نازک فرق ہے اور دونون کے اسباب بھی جدا ہین۔

(۲۴) مرض حموضہ یعنی پھلونکی ترشی کا مرض۔ امراض خرما مین سے یہ ایک ایسا مرض ہے
جو تمام امراض سے بدتر خیال کیا جاتا ہے۔ اسکی تاثیر یہ ہے کہ خرما پختہ ہونے کے بعد

کھٹّا ہو جاتا ہے۔ ترشی اسقدر غالب ہو جاتی ہے کہ اُسکے کھانے کی مطلق رغبت نہین ہوتی۔ بکریان تک اُس سے نفرت کرتی ہین اسلیے کہ اُس سے ترش بُو آنے لگتی ہے۔ قدماے کُروانئین سے بعض کا خیال ہے کہ پھلون پر چمگادڑ کے پیشاب کر دینے سے یہ بات پیدا ہو جاتی ہے۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اُنکو اس سے اختلاف ہے۔ بعض کا یہ خیال ہے کہ زمین کی طبیعت مین کھار ہوتا ہے اور درخت خرما بعض وقت اُسکو کھینچ لیتا ہے اور اُسکے اجزا مین کھار سرایت کر جاتا ہے اور بڑھتے بڑھتے پھل کو ترش کر دیتا ہے۔ لاٰکن مصنف مذکور اسکو بھی نہین تسلیم کرتے۔ بعض فلاحون نے کہا ہے کہ یہ مرض درخت خرما کی بعض شاخون سے پیدا ہوتا ہے اور وہ ایسی شاخین ہین جنکا پھل پتلا ہوتا ہے۔ جب اُن شاخون پر ہوا رُک جاتی ہے تو پھل مین ترشی پیدا ہو جاتی ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین۔ اگرچہ من وجہ یہ سبب صحیح ہے۔ لیکن تنہا اسی وجہ سے ترشی نہین پیدا ہو سکتی۔ آپ لکھتے ہین کہ اس مرض کے اسباب مین فلاحانِ عرب نے بڑی بحثین کی ہین۔ بہتون کی راے یہ ہے کہ یہ مرض ہوا کی تاثیر سے پیدا ہوتا ہے۔ یعنی جب کہ جنوب سے نرم ہوا متصل چلتی رہتی ہے تو اُسوقت پھلون مین ڈھیلاپن اور رطوبت پیدا ہو جاتی ہے اور رطوبت کی کثرت پھل کو ترش کر دیتی ہے لیکن حقیقت مین ایسا نہین ہے اسلیے کہ صرف رطوبت کی کثرت ترشی کا باعث نہین ہو سکتی بلکہ ایک دوسری ردی کیفیت اُسکے ساتھ شامل ہوتی ہے۔ پھر آپ فرماتے ہین کہ یہ سب اقوال کچھ بے معنی سے ہین اتنا البتہ ہے کہ بعض اقوال مین ایسی چیزون کا بیان ہے کہ اُنکے ساتھ دوسرے اسباب جمع ہوتے ہین تو اُسوقت ترشی کا پیدا ہونا ممکن ہے۔ آپ کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ ترشی دو سبب سے پیدا ہوتی ہے

پہلا سبب داخلی ہے اور دوسرا خارجی۔ داخلی سبب مادہ خرما کی طبیعت ہی جس مین فساد عارض ہوجاتا ہے۔ خارجی سبب ہواؤن کا اختلاف ہے جو ایک خاص صفت پر اثر کرتا ہے۔ پس انہین دواسباب داخلی وخارجی کے جمع ہونے سے پھل ترش ہوجاتا ہے۔ صغریث نے بھی اسکے متعلق اپنی راے کا اظہار فرمایا ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ داخلی علت سردی اور ایک قسم کی عفونت ہے جو پانی کیوجہ سے تمام جسم مین پیدا ہوجاتی ہے اور یہی چیز پھل کو ترش کردیتی ہے۔ چونکہ یہ سردی کی عفونت ہے اور رطوبت سے پیدا ہوتی ہے لہذا حرارت کو اس سے کچھ تعلق نہین ہے بعض نے کہا ہے کہ خفیف سی حرارت کو بھی اسمین دخل ہے۔ جو لوگ یہ کہتے ہین کہ جن اجسام مین عفونت آجاتی ہے اُنہین کچھ گرمی نہین ہوتی۔ انکا یہ جواب ہے کہ رطوبت کے زمانہ مین جب کہ سردی اور کثافت علی الاتصال رہنے سے عفونت کی نوبت آجاتی ہے تو تھوڑی سی گرمی کا آجانا بھی لازمی ہے جو سردی کے زائل ہونے کے بعد باقی نہین رہتی یہ گرمی رطوبت کو بالکل خشک نہین کرسکتی۔ اور جب مادہ خرما کے جسم مین ترشی پیدا ہوکر اُسکے تمام اجزا مین پھیل جاتی ہے تو بارآوری شروع ہوجاتی ہے اور پھلون مین اُنکی لطیف رطوبتون کے ساتھ یہ فاسد رطوبت جمع ہوجاتی ہے اور پھلون کا جوہر اصلی ترش ہوجاتا ہے۔ اگرچہ خام حالت مین بھی یہ ترشی موجود رہتی ہے لیکن کسیلاپن اُسپر غالب رہتا ہے۔ جب پھل کمال کو پہونچتے ہین اور پک جاتے ہین تو اُنکا اصلی جوہر اندرونی رطوبت کی وجہ سے ظاہر ہوجاتا ہے اور اس حالت مین ترشی کی کثرت مزہ مین ظاہر ہونے لگتی ہے۔ اسی کی وجہ سے پھلون کی ترقی مین بھی خلل واقع ہوتا ہے۔ عربون نے اس بیماری کا نام حموضہ رکھا اور یہ اس لفظ کے لغوی معنی کے لحاظ سے صحیح ہے۔ مصنف فلاحتہ النبطیہ نے اس مرض کا علاج

متعدد طریقوں پر سمجھایا ہے۔ فرماتے ہین کہ اس رطوبت غلیظہ کے دفع کرنے مین صبر کے
ساتہ علاج کرنا چاہیے کیونکہ یہ مرض ایسا نہین ہے جو جلد زائل ہو۔ اول رطوبت فاسدہ
کو دفع کرنا چاہیے اور پھر رطوبت صالح کی فکر ہونی چاہیے۔ سب سے بہتر علاج یہ ہے کہ
مریض درخت کی جڑون کے اطراف مین آگ جلائی جاے اور وہ راکھ جو آگ جلانے سے
حاصل ہو کھاد مین ملاکر دیجاے۔ اس آگ کا ایندہن آس یا چنار یا جھاؤ کی لکڑیون کا
ہونا چاہیے۔ جب راکھ جمع ہو جاے تو درخت کے اطراف مین ۳ گز کا عمیق گڑھا کھودا جاے
اور اُس راکھ مین مٹی اور کھاد ملاکر اُسکو بھر دیا جاے اس عمل سے رطوبت فاسدہ کی اصلاح
مین بہت مدد ملیگی اور پھر کھولتا ہوا گرم پانی درخت کے گابھہ مین ڈالا جاے۔ یہ علاج
بہت ہلکا ہے۔ اکثر اوقات ازالہ مرض کے لئے کافی نہین ہوتا اور قوی علاج کی ضرورت
ہوتی ہے وہ اسطرح پر ممکن ہے کہ تندرست مادہ خرما کے پھلون سے ۳۰ رطل پھل لیے جائین
اگر یہ مقدار پھلون کی متعدد درختون سے جمع کیجاے تو کوئی ہرج نہین ہے پھر ان پھلون
کو درخت خرما کی بیکار شاخون اور پتون اور جڑون کی آگ مین جلایا جاے اور اُسکی راکھ پر
تھوڑا سا میٹھا پانی مُنہ سے چھڑکا جاے اور دو یا تین دن تک اُسکو اپنے حال پر چھوڑ کر
پھر وہ راکھ مادہ خرما کے لُب (گابھہ) مین پھونکی جاے اور ساتہ ہی تھوڑا سا پانی بھی
اُسمین چھوڑا جاے اور پھر اُسی راکھ کا ایک بڑا حصہ اُس بیمار درخت کی جڑون مین ڈالا جاے
اور پھر اُسکے تنہ اور شاخون پر نہایت ترش سرکہ سے ملا ہوا گرم پانی چھڑکا جاے۔ اور
بُنِ شاخ مین بھی پہونچایا جاے۔ اگر ہو سکے تو صرف کھٹا سرکہ بدون گرم پانی کے
بُن شاخ پر ڈالا جاے اور قسط کی لکڑی کو جسکو ہندی مین کوٹ کہتے ہین کوٹ کر اُسکے
سفوف مین نہایت ترش سرکہ ملاکر بیمار درخت کے لُب مین اور کسی قدر تنہٗ درخت پر چھڑکا

جاے اور اُسی کا ایک حصہ جڑون مین بھی ڈالا جاے ۔ قسط کا سفوف اپنی لطافت کی وجہ سے خارجی ترشی کو داخلی ترشی تک پہونچا دیتا ہے اور وہ داخلی ترشی کو کھینچ لیتی ہے ۔

مناسب ہے کہ سرکہ کا علاج ماہ شباط (مطابق پھاگن) کے آغاز یا وسط سے شروع ہو اور بار آوری کے وقت تک برابر جاری رہے ۔ زمانہ بار آوری مین پھلون کو خام حالت مین ایسے وقت درخت سے توڑ لینا چاہیئے جب وہ کسی قدر بڑے ہولین یعنی بُسر کے درجہ مین پہونچ چکے ہون اور پھر وہ دو مہینہ تک دُھوپ مین خشک کیئے جائین پھر اُنکو مادہ خرما کی شاخون کے اطراف مین متفرق طور سے لٹکا دیا جاے اور کتان کے کپڑے کی تھیلیون مین مٹھی بھر نمک نیم کوفتہ ڈالکر اُنکو بھی درخت کے ہر ایک حصہ مین لٹکا دینا چاہیئے جب مرض شدت کے ساتھ ہو تو ان سب علاجات کو یکے بعد دیگرے کرنا چاہیئے ۔ اور برابر جاری رکھنا چاہیئے ۔ امید ہے کہ ان تدابیر پر عمل کرنے سے مرض دفع ہو جاے ۔

(۲۵) مرض مُتہالی یا شیص ۔ امراض خرما سے ایک مرض مُتہالی ہے جسکو بعض فلاحان عرب نے شیص بھی کہا ہے ۔ جسکا اشارہ ہم نے گزشتہ حصہ مین کہین کہین کیا ہے ۔ دیکھو صفحہ ۶۶ و ۱۳۴ ۔ اس مرض کی علامت یہ ہے کہ جب مادہ خرما کو حاملہ کیا جاے تو وہ اُسکو قبول نکرے اور گرادے اور اگر باتفاق حمل ٹھہر بھی جاے تو خرما مین گٹھلی پیدا نہ ہو ۔ متہالی کے معنی زبان عرب مین ڈرانے والے کے ہین اور شیص کے معنی خرماے نابستہ ۔ جس سے خرما کا حاملہ نہونا مراد ہے ۔ اس مرض کے اسباب مین زمین شور کو زیادہ دخل ہے یعنی جو درخت خرما زمین شور مین لگایا گیا ہے یا اُگا ہے اُسکو اکثر یہ مرض لاحق ہوتا ہے ۔ نیز جو اسباب مرض حایل کے لئے بیان ہوے ہین کبھی کبھی وہ بھی اس مرض کا سبب بنجاتے ہین ۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگر بیمار درخت گول پھل والا

سے ہے تو انسانی میلا اُسکے طلع کے چھپے ہوے حصہ مین پہونچانا چاہیے تاکہ اُسکی ہوا
بدبُو دار ہو جاے اگر وہ درخت دراز پھل کا ہے تو اُسکے طلع مین نر کا سفوف مُنہ
سے پھُونکا جاے اور لحاظ رہے کہ گندہ دہن اس عمل کو ہرگز نہ کرے جنگلی گل خیرو
یا اکلیل الملک (ایک قسم کی گھانس ہے) کی ڈنڈیون سے سفوف کا پھونکا جانا بہت
مفید ہے۔ اگر بیمار درخت سُرخ پھل والا ہو تو سفوف کے ساتہ عوہان کی گھانس ملاکر
حاملہ کیا جاے۔ اس گھانس مین بدبُو ہوتی ہے اور اس عمل کے لئے اُسکی شرکت
مفید مانی گئی ہے۔ احمد بن وحشیہ نے کہا ہے کہ یہ گھانس باغات مین خود بخود پیدا
ہو جاتی ہے اور ہمارے زمانہ مین اُسکو خربق کہتے ہین۔ بصرہ کی نہرون کے کنارون
پر کثرت سے اُگتی ہے مصنف منتہی الارب فرماتے ہین کہ خربق ایک گھانس ہے۔
جسکے پتے بارتنگ کے پتون سے مشابہ ہوتے ہین۔

قوثامی کا قول ہے کہ حب کا کنج اور صحرائی پودینہ کے پتون سے نر کا سفوف
پہونچانا بہت مفید ہے اسلئے کہ ان دونون کے اثر سے مادہ خرما حمل کو بہت جلد قبول
کرلیتی ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ان دواون کے سفوف کو سفوف فحل
کے ساتہ شامل کرنا چاہیے۔ پس اگر نخلہ کے حاملہ ہو جانے کے بعد پھلون مین خرابی
کے آثار نظر آئین تو انسانی خشک میلا اُنگلی کے سرے کے برابر خوشہ خرما کے جوف
مین رکھدین اور خرما ہی کے پتون سے دو جگہ پر اُس خوشہ کو باندہ دین۔ ۱۴ یا ۲۱۔
یا ۲۸ دن کے بعد خوشہ کو کھولدین اور جو کچھ اُسمین رکھا گیا ہے اُسکو جھاڑ دین۔ امید
ہے کہ پھل عمدہ حالت مین نظر آئین۔ آپ فرماتے ہین کہ اس مرض کے دفع کرنے
کیلئے پھل کی ڈنڈیون کو ایک ایسی شے کی حاجت ہوتی ہے جسکی ہوا تیز ہو اور وہ

جلد سرایت کرنے والی ہو۔ بدبودار ہو یا خوشبودار۔ مگر خوشبودار ہوا کی تیزی بہ نسبت
بدبودار کے بعض درخت خرما کے لئے زیادہ مفید ہے۔ پس میلے کی شرکت بدبو کی ضرورت
سے نہین ہے بلکہ اُس خاصیت کی وجہ سے جو اُسمین ہے۔ یعنی انسانی میلے کی بُو کے
ساتھ درخت خرما کو خاص الفت اور موانست اور موافقت ہے۔

(۲۶) مرض رِکاب | منجملہ امراضِ خرما ایک مرض ہے جسکا نام رِکاب ہے۔ زبان عرب
مین رِکب بکسر اول وثانی اُس نہالِ خرما یا شاخ خرما کو کہتے ہین جو تنہ پر نکلے اور زمین
تک نہ پہونچے۔ رِکاب اُسکی جمع ہے۔ جس درخت مین رِکاب نکلی ہون۔ اُسکے نسبت
کہا جاتا ہے کہ وہ مرض رِکاب مین مبتلا ہوا۔ اس مرض کا سبب فربہی اور غذا کی کثرت
ہے۔ ان شاخون یا پودون کا تنہ پر قائم رکھنا درخت بیمار کے لئے مفید نہین ہے۔
اسلئے کہ جب یہ ترقی کرتے ہین۔ ساری قوت کھینچ لیتے ہین۔ بیمار درخت کی چوٹی
اور شاخون کی غذا بند ہو جاتی ہے۔ اور آخر وہ خشک ہو جاتا ہے۔ اور جب وہ خشک
ہو جاتا ہے تو اُسکا تنہ اور اُسکی جڑین بھی بے کار ہو جاتی ہین۔ اور جب جڑین بیکار
ہو جاتی ہین تو رِکاب کی پرورش کا کوئی ذریعہ باقی نہین رہتا۔ آخر وہ بھی خشک
ہو جاتی ہین۔ پس ہوشیار فلاحون کا کام ہے کہ اس مرض کے علاج مین غفلت نہ
کرین۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگر کسی نخلہ یا نخل پر رِکاب کے آثار پائے
جائین۔ تو سمجھ لو کہ مرض رِکاب لاحق ہوا۔ سب سے پہلے رِکاب کو تنۂ درخت سے کاٹ
دو اور درخت کی آب پاشی وقفہ کے ساتھ کیا کرو۔ جڑون کے اطراف ایک چھوٹی سی
خندق کھود کر اُس مین آگ جلاؤ۔ اگر رِکاب دراز ہو چکی ہون۔ اور اُن کا سر زمین
تک پہونچ سکتا ہو تو اولٰے یہ ہے کہ اُنکو زمین کی طرف جھکاؤ۔ اور اُنکے سرونکو درخت

کے تھالہ مین دفن کردو۔ ایک مہینہ مین انمین جڑین پیدا ہون گی پھر رکاب کا تعلق تنہ سے قطع کردو۔ اگرچہ رکاب مین بہت جلد جڑ پیدا ہوجاتی ہے لیکن زیادہ عرصہ مین نشو و نما کی نوبت آتی ہے۔ جب تک نشو و نما کے آثار ظاہر نہ ہون تبدیل مقام کا ارادہ نکرنا چاہئے۔ جب اُن مین نئی شاخین نکل آئین تو پھر احتیاط سے اُنکو نکال کر ایک جدا اور مستقل مقام مین قائم کردو۔ اس تدبیر سے امید ہے کہ بیمار درخت کا ثمرہ متغیر ہوگا۔ یہی ایک مرض ہے جسکا علاج ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے۔

(۲۷) مرض انشقاق الطلع۔ درخت خرما کے امراض سے ایک مرض ہے جس کے لاحق ہونے سے اُسکے پھول عفونت اور فساد کی وجہ سے پھٹ جاتے ہین۔ انشقاق الطلع کا لفظی ترجمہ پھول کا پھٹ جانا ہے۔ پس ایسے پھول مین یا تو پھل آتا ہی نہین اور اگر آیا بھی تو بدرنگ اور بدمزہ اور سخت ہوتا ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اس مرض کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اسبابِ مرض سے سکوت فرمایا ہے۔ فلاحان عرب کی راے ہے کہ رطوبت اور برودت کی کثرت اسکا سبب ہے جو آخر مین متعفن ہوجاتی ہے اور اُسی عفونت اور رطوبت غلیظہ کے اثر سے طلع یعنی پھول پھٹ جاتے ہین۔ بعض کا خیال ہے کہ جو درخت زیادہ شادابی کی حالت مین مرض رکاب مین مبتلا نہین ہوتا اور شباب کا موسم آجاتا ہے اُسکو انشقاق الطلع کا مرض لاحق ہوتا ہے۔ ضرورت سے زیادہ قوت اور غذا طبیعت کو مکدر کردیتی ہے اور اسکا لازمی نتیجہ بیماری ہے۔ پھول نکلنے کے زمانہ مین مرض کا غلبہ ہوتا ہے تو اس مرض کے آثار ظاہر ہوتے ہین۔ تجربہ کار فلاحون نے اس مرض کے علاج کے لئے دو طریقے بتلائے ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ کی راے ہے کہ ایسے بیمار درخت کو اعتدال کے ساتھ گرم کھاد دینا چاہئے۔ اور آب رسانی کسی

قدر کم کی جاے تاکہ درخت پیاسا رہے۔ اور پھٹے ہوے پھول اور پھل پر ادویہ کا استعمال
کرنا چاہیئے تاکہ اُسکا اثر مرض لاحقہ کو دفع کرے اور عمدہ ثمرہ بھی ہاتھ آے۔ پس مناسب
ہے کہ پیسا ہوا گلاب بیمار پھلون پر اس طرح لگایا جاے کہ پھل اُس سے غبار گون ہو
جائین۔ پھر اُن پر ثمرۃ الکس (اس سے طلع فحل مراد ہے یعنی درخت نر کا پھول جسکے
سفوف سے مادہ حاملہ ہوتی ہے) ملایا جاے تاکہ کس کا غبار گلاب کے لیپ پر جم جاے
آپ فرماتے ہین کہ اگر گلاب دستیاب نہ ہو تو اُسکے عوض آس کا استعمال ہو سکتا ہے۔
کوشش کیجاے کہ تازہ آس ہاتھ آے۔ آس کی تازگی حمل کے لئے زیادہ مفید ہوگی۔
آس کے استعمال سے درخت کا رنگ سُرخی یا زردی مائل ہو جاے گا۔ اور پھلون کا رنگ
سبز رہے گا۔ ینبوشاد نے اس عمل کی نسبت کہا ہے کہ گلاب کی پتیون کے ساتھ آس
کی ثابت پتیان ملائی جائین۔ اور اُن کو مادہ خرما کے پھلون پر درخت خرما کے پتون
کے ساتھ باندہ دینا چاہیئے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ کو اس راے سے اختلاف ہے۔ آپ
فرماتے ہین کہ پسا ہوا گلاب اس سے بہتر ہے۔ اسلئے کہ پسی ہوی چیز زیادہ چسپان
ہوتی ہے۔ اور اس کا تجربہ کیا گیا ہے کہ پسا ہوا گلاب دفع مرض کے لئے اکثر مفید
ہوا ہے۔ آپ کا قول ہے کہ یہ صرف میرا تجربہ ہے۔ ممکن ہے کہ ینبوشاد کا تجربہ وہ ہو
جسکو اُس نے بیان کیا۔ پس مناسب ہے کہ جس طرح آسانی ہو اُس طرح عمل کیا جاے۔
اس تدبیر سے نہ صرف درخت کا مرض زائل ہوگا۔ بلکہ موجودہ ثمرہ مین بھی اچھی حالت
پیدا ہوگی۔

(۲۸) مرض اثمار | زبان عرب مین اثمار کے معنی کسرہ الف کے ساتھ زیادہ بار آوری
کے ہین۔ اس مرض کے لاحق ہونے سے درخت خرما مین کثرت سے بار آتا ہے۔ اس مرض کا

سبب بھی کثرت غذا اور کثرت قوت ہے۔ اس حالت مین اگر مرض انشقاق الطلع لاحق
نہ ہوا تو اکثر اثمار کا مرض پیدا ہوجاتا ہے اسکا آسان علاج یہ ہے کہ پھلون کو کم کردیا
جاے۔ اور سات خوشون سے زیادہ باقی نہ رکھے جائین۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے
اس مرض کو لکھا ہے اور فرمایا ہے کہ پھل کے کم کرنے کی تدبیر یہ ہے کہ حالت تشنگی
مین تیز درانتی سے خوشے کاٹے جائین اور درخت کے تھالہ مین سڑی ہوی کھاد کا
استعمال کیا جاے۔ انسان کا میلا اور کبوتر کی بیٹ اور چوہے کی مینگنیان اور سڑا ہوا
پیشاب یہ سب اسکے لئے مفید ہین۔ سال کے اکثر ایام مین انکا استعمال بطریق کھاد کرنا
چاہئے۔ امید ہے کہ یہ بیماری دفع ہو۔

(۲۹ و ۳۰) مرض عسایا و سبارا۔ امراض درخت خرما سے عسایا اور سبارا بھی دو مرض ہین
زبان عرب مین عسوؐ کے معنی کلان سال ہونے اور خشک ہونے کے ہین بعضون نے
اس مرض کو عشاش سے نام زد کیا ہے جسکے لغوی معنی شاخون کی کاستگی اور دبلاپن
اور خشکی کے ہین۔ سبارا کا مادہ سبر ہے۔ اصل و بنیاد کے معنون مین عربون نے اس
لفظ کا استعمال کیا ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ مرض سبارا مادہ خرما کو اسفل
یعنی بنیاد سے کھا جاتا ہے۔ اور مرض عسایا کے لاحق ہونے سے اسکی شاخین گرجاتی
ہین اور چوٹی ضعیف ہوجاتی ہے اور مغز بھاری ہوجاتا ہے۔ اکثر اوقات مین یہ دونون
مرض ایک ساتھ عارض ہوتے ہین۔ اسکے اسباب کہن سالی اور ضعیفی اور ناطاقتی اور
زمینی کھار کی تیزی ہین۔ تجربہ کار فلاحون کی راے ہے کہ امراض سل و دق و جذام و
مستسقی کے اسباب جنکا بیان ہم کر آئے ہین عالم ضعیفی مین جمع ہونے کی وجہ سے یہ
امراض لاحق ہوتے ہین۔ اگرچہ ان امراض کا علاج بہیئت مجموعی ان دونون مرض کیلیئے

مفید ہے۔ لیکن نازک خیال فلاحون نے ان کے لئے ایک خاص علاج بھی بیان کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ مریضہ کی جڑ کے اطراف ایک گز چھوڑ کر خندق کھودی جاے۔ اور لال مٹی مین گاے کا گوبر ملاکر اُسکو بھر دیا جاے۔ بھرے ہوے مقام کی سطح معمولی سطح سے کسی قدر بلند رہے۔ پھر گاے کے گوبر کو گاے کے پیشاب مین ملاکر اُسکا لیپ تمام تنہ پر چڑھا دیا جاے۔ اور تھوڑا سا گاے کا پیشاب اُسکے لُب مین ڈالا جاے۔ امید ہے کہ اس تدبیر سے نفع ہو۔ بینوشاد کہتے ہین کہ ٹھنڈے پانی مین تمام دن میتھی بھگوئی جاے۔ پھر اُس پانی کو مادہ خرما کے لُب مین اور اُسکی چوٹی پر اور نیز چھوٹی چھوٹی شاخون پر ڈالا جاے اور یہ عمل متواتر جاری رہے۔ تجربہ سے ثابت ہوا ہے کہ اس طرز عمل نے مرض مین کاستگی پیدا کی۔ علاج کے یہ دونون طریقے دونون امراض کے لئے مفید ہین۔ خواہ وہ دونون ایک ساتھ عارض ہون یا جدا جدا۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ کی راے ہے کہ دونون علاج کو بدل بدل کر کرنا بھی جائز ہے اور ایک ساتھ بھی۔ مرض نمبر ۱۱ (مُسدّی) اور اس مرض کا فرق ظاہر ہے کہ وہ آغاز عمر ہی مین عارض ہو جاتا ہے اور یہ اواخر عمر مین۔

(۳۱) مرض باسانا امراض نخل سے ایک مرض ہے جسکا نام باسانا ہے باس کے معنی زبانِ عرب مین خوف و بلا کے ہین اور ظاہر ہے کہ یہ بڑا خوفناک مرض ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ یہ مرض اُسی نخلہ کو لاحق ہوتا ہے جو فرسودہ اور کہنہ ہو۔ لیکن یہ مرض۔ مرض ضعیفی کے سوا ہے۔ یبوست کی وجہ سے شاخین پتلی ہو جاتی ہین اور چوٹی باریک ہو جاتی ہے اور مغز کم۔ پس جب یہ بیماری اُس مادہ کو واقع ہو جو دہیڑ ہے تو اُسکے گابہ کے اطراف مین مٹی کا استعمال کرنا چاہئے۔ اور امید کرنا چاہئے کہ بُنِ شاخ مین جڑین پیدا ہونگی۔ ہم نے اس طریقہ کو گزشتہ حصہ

مین بیان کیا ہے (دیکھو بیماری نمبر ۴۰) اس علاج سے نفس مرض کا ازالہ نہ ہوگا
بلکہ مریض درخت کی شاخون سے نئے درخت قائم ہو سکین گے بدینوجہ کہ مرض خوفناک
ہے یہی علاج بہتر ہے۔ لیکن علاج کے لئے گائے کے گوبر کی کھاد سے کام لے سکتے ہو۔
ساتھ ہی اُس درخت کو سیرابی کے ساتھ پانی دینا چاہیئے۔ ٹھنڈا اور صاف پانی اُسکی
شاخون اور تنہ پر چھڑکو۔ اور رطوبت پہونچانے کی کوشش کرو۔ اور بیمار درخت کے لُب
مین گرم پانی ڈالو۔ کبھی اس مرض کے ساتھ ایک دوسرا مرض بھی شریک ہوجاتا ہے۔
جسکا نام بلجاحی ہے۔

(۴۲) مرض بلجاحی۔ زبانِ عرب مین بلج کے معنی خشک ہونے کے ہین۔ صاحب
فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ مرض بلجاحی سے خرما کی چھوٹی اور بڑی شاخین ایک جانب
سوکھ جاتی ہین اور دوسری جانب بدستور تروتازہ رہتی ہین۔ بعض وقت تروتازہ حصہ
بارآور ہوتا ہے اور بسا اوقات بارآوری رُک جاتی ہے۔ پس اگر اُسکا مُردہ حصہ دُبلا
اور بہت خشک ہوگیا ہے اور سبزی بالکل باقی نہین رہی ہے تو سمجھہ لو کہ یہ مرض لاعلاج
ہے اگر اُسمین خشکی کا آغاز ہے اور کسی قدر سبزی اور طراوت باقی ہے تو امید کرنا چاہیئے
کہ مرض علاج پذیر ہوگا۔ اس مرض کے اسباب وہی ہین جو مرض باسانا مین بیان ہو
اور وہی علاج اسکے لئے بھی مفید ہے جو مرض باسانا کی نسبت بیان ہوچکا ہے۔ کھولتے
ہوے پانی کو بیمار درخت کے لُب مین چھڑکنے سے بہت فائدہ ہوتا ہے۔ یہ چھڑکاو کثرت
سے ہو۔ تاکہ اُسکے اطراف مین بہہ کر تنہ پر سے گزرے۔ ایسے بیمار درخت کو گرم کھاد نہایت
مضر ہے۔ گاے کا گوبر بکریون کی مینگنیان جنمین کھجور کی شاخون اور پتون کی راکھ شریک
ہو فائدہ بخش ثابت ہوی ہین۔ اس کھاد کے استعمال سے اکثر مریض درختون مین نشوونما

کے آثار نظر آئے ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اس مرض کا ذکر کیا ہے۔

(۴۴) مرض مُتفہہ | صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ درخت خرما کے امراض سے ایک مرض ہے جسکے عارض ہونے سے پختہ پھلون مین نہ مٹھاس ہوتی ہے اور نہ رطوبت بعض اوقات ایسے مریض درخت کے پھل گل جاتے ہین اور متفرق ہوکر بکھر جاتے ہین اور حلاوت کا نام ونشان اُن مین باقی نہین رہتا۔ مثل قسب کے مُنہ مین ریزہ ریزہ ہوجاتے ہین۔ لغت عرب مین تفہہ کے معنی بے مزہ کے ہین اور مُتفہہ بے مزہ کرنے والی چیز۔ اسکا سبب ایک خاص قسم کی خشکی ہے جو صرف پھل مین پیدا ہوتی ہے درحالیکہ اُسکے تمام بدن مین خشکی نہین ہوتی۔ اسکے علاج کے لئے پھلون مین رطوبت پہونچانا چاہیے۔ درخت خرما کا خاصہ ہے کہ کبھی رطوبت اُسکے اعلےٰ سے اسفل مین آجاتی ہے۔ پھر جب اُسکا اسفل مرطوب ہوجاے تو رطوبت اعلےٰ کیطرف لوٹ جاتی ہے۔ اسکی مثال انسان مین دونون قدم کی شرکت اُن پٹھون مین ہے جو قدم تک پہونچے ہین۔ اور حرام مغز مین جسکا منبت دماغ ہے اور وہ وہان سے پھیل کر کمر مین آتا ہے۔ جب دونون قدم مین برودت پیدا ہوجاے تو پٹھے اُس برودت کو دونون قدمون سے حرام مغز تک پہونچا دیتے ہین پھر حرام مغز اُن کو دماغ تک پہونچا دیتا ہے۔ یہی حال مادۂ خرما کے مغز کا ہے۔ خرما کی شاخین انسان کے پیر اور پنڈلیون کے مثل ہین اور مادۂ خرما کی جڑین انسان کے سر اور بالون کا کام کرتی ہین۔ اسی تمثیل سے تم مدد لو اور عقل کو دوڑاو۔ اس مرض کے علاج کیلئے گرم رطوبت متوسط درجہ مین پہونچانی مناسب ہے۔ اس تدبیر سے پھل مین رطوبت پیدا ہوگی اور درخت کی جڑین اعلےٰ حصہ کو سیراب کردینگی۔ اسلئے کہ چھوٹی سپید شاخین درخت خرما کے بدن مین پھیلی ہوی ہین جیساکہ انسان کی شرائین۔ اور سبز شاخون کا تعلق بڑی

جڑون سے ہے۔ ہر دراز شاخ کے لئے ایک بڑی جڑ ہوتی ہے جسکو فلاحانِ عرب
نواد کہتے ہین۔ چھوٹی جڑون کا نام زبان عرب مین اذناب ہے اور یہین جڑین اتباع
کہلاتی ہین۔ کل جڑون کی تین ہی قسم ہین۔ بڑی جڑون کے چودہ درجے ہین۔ اور
شاخون کی بھی ۱۴ قسم۔ پس مادہ خرما کے بلند حصہ مین ہر ایک شاخ کو مدد پہونچانے
والی ایک خاص جڑ اُسکے اسفل مین ہے۔ ایک سمجھدار اور زیرک فلاح کو اُس جڑ کا معلوم
کرلینا کچھ مشکل نہین ہے جس سے وہ شاخ متعلق ہے جسکو پھل سے اتصال ہے۔ پس
اُسی جڑ کو جوش دئے ہوے لطیف پانی سے سیراب کرنا چاہیئے۔ تاکہ اُسکی متعلقہ شاخ کے
پھلون مین اچھی طرح پر رطوبت پہونچ سکے۔ یہی رطوبت پھل کے اندر مٹھاس پیدا کریگی
پھل مین تازگی پیدا ہوگی۔ خشکی دفع ہوجائیگی۔ سوکھے ہوے پھل مثل تندرست پھلون
کے تر ہوجائین گے۔ اور لزج مادہ اُن مین پیدا ہوگا۔ توثامی کا قول ہے کہ درخت خرما
کی لکڑیان اور نر و مادہ کے پھولون کا پوست اور شاخ خرما کے اصول (جو خشک شاخون کے
گرجانے کے بعد تنہ پر قائم رہتے ہین) اور شاخون کے خشک پتے لیکر ان سب کو باہم جلاؤ
اور اُسکی گرم راکھ جمع کرو۔ پھر تانبے کی ایک دیگ مین میٹھا پانی بھر کر اُس راکھ کو اُسمین
ڈالدو اور اسقدر گرم کرو کہ اُسمین دو تین دفعہ اُبال آجاے۔ پھر اُس گرم پانی مین سے
کسی قدر بیمار درخت کے گابھہ مین ڈالو اور باقی پانی سے اُسکی جڑون مین آبرسانی کرو
پھر زرد آلو کی گٹھلیان لیکر توڑی اور کوٹی جائین اور اُنکے سفوف مین سپستان کی گٹھلیان
بھین کوٹ کر ملائی جائین اور اس مجموعہ کو بند جگہ مین سڑایا جاے۔ پھر جھاؤ اور آس
کی لکڑیون سے اُسکو جلایا جاے اور اُسکی راکھ کو گاے کے گوبر مین ملاکر اعتدال کے
ساتھ اسکو بطریق کھاد استعمال کیا جاے۔ اسکا سلسلہ برابر جاری رہے۔ اس علاج سے

آئندہ بارحالت صحت مین رہے گا۔ پہلون کی رطوبت اور مٹھاس درست رہیگی۔

(۳۴) مرض قسامی

امراض نخل سے ایک مرض ہے جسکا نام سوران کے فلاحون نے قسامی رکہا ہے۔ زبانِ عرب مین قسم کے معنی متفرق اور پریشان کرنے کے ہین بدیوجہ کہ اس مرض کے لاحق ہونے سے خرما اپنے وقت پر تیار نہین ہوتا اور فلاحون کو اُس سے سخت پریشانی ہوتی ہے لہذا عربون نے اس مرض کا نام قسامی رکہا۔ اس لفظ کے معنی درمیانہ دوچیز کے بھی ہین۔ چونکہ اس مرض کے لاحق ہونے کے بعد خرما کی پختگی گدرہ پن سے بدل جاتی ہے یعنی خامی اور پختگی کے درمیان رہجاتا ہے۔ لہذا ان معنون مین بھی یہ نام درست معلوم ہوتا ہے۔ اس مرض کا اثر یہ ہے کہ مادہ خرما کے کچے پھل بہت دیر مین نیم پختہ ہوتے ہین اور پکنے سے قبل اُنکی ڈنڈیون مین تازگی پیدا ہوتی ہے اور یہ تازگی بہت ضرر پہونچاتی ہے۔ اسی کا اثر ہے کہ وہ پھل موسم پر پختہ نہین ہوتا جب پختہ کرنے والی گرمی کا زمانہ گزر جاتا ہے اور سردی کا آغاز ہوجاتا ہے تو اُس وقت پختگی کا آغاز ہوتا ہے۔ جو اختلافِ موسم کی وجہ سے ناکامل رہجاتی ہے اور تمام پھل گدرے رہ جاتے ہین جنمین حلاوت نہین رہتی۔ اس عارضہ کا سبب انقباض اور برودت کا غلبہ ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اسکے علاج کے لئے نرم کھاد کو پسند فرمایا ہے۔ فرماتے ہین کہ گاسے کے گوبر کے ساتہ خرما اور شفتالو اور زردالو اور پستان کے پتون کی راکھ ملاکر بطور کھاد بیمار درخت کی جڑون مین پہونچانا چاہیے۔ اگر اس کھاد کو خرما کی شاخون کے ساتہ سڑایا جاے تو اور زیادہ مفید ہوگی۔ نیز بیمار درخت کی جڑون سے دو گز کے فاصلہ پہ آگ جلائی جاسے اور کھاری پانی اُسکے لب مین ڈالا جاسے۔ اور تنہ پر بھی اور کسی قدر جڑون مین بھی چند دنون تک آب پاشی مین تاخیر کیجاسے۔

مگر تشنگی زیادہ عرصہ تک مفید نہوگی۔ حرّبآیا ساحر نے اس مرض کے علاج کے لئے کہا ہے کہ لیمون کے پتے اور اسکی ہری شاخون کی گٹھیان بناکر بیمار درخت کے قلب مین ٹھونسی جائین تو مرض بہت جلد دفع ہوگا۔

(۳۵) درخت خرما کے کیڑے۔ دو کیڑون کی وجہ سے اس درخت کی جان عذاب مین مبتلا ہو جاتی ہے۔

(الف) پہلا کیڑا اس درخت کے لئے سم قاتل کا حکم رکھتا ہے اور معلوم ایسا ہوتا ہے کہ فطرت نے درخت کی موت کو اسی شکل مین پیدا کیا ہے۔ اسکا حلیہ ذیل مین بیان ہوا ہے۔

(۱) سیاہ رنگ۔ (۲) اُڑنے والا پردار۔

(۳) بھونرے کا مشابہ۔ (۴) پتلی پتلی ٹانگین۔

(۵) جسامت مین تقریباً ایک انچہ (۶) سر پر چھوٹا سا سینگ مائل بہ پشت۔

یہ کالی بلا رات مین نازل ہوتی ہے۔ جب یہ درخت خرما پر بیٹھ جاتا ہے تو اپنے سینگ کو درخت کی اُس بافت مین جماتا ہے جس سے ملائم پتے لپٹے ہوے ہوتے ہین اور پھر پتلی پتلی ٹانگون کی پے درپے رگڑ اور خراش سے ایک ایسے ڈہالوان سوراخ کی بنیاد قائم کردیتا ہے جسکے گہرے ہونے پر اسکا جسم اُسمین سما سکے۔ جب اس تدبیر سے وہ نازک پتون کے اندر گھس جاتا ہے تو اُسوقت اپنے سینگ کو براہ راست اپنے سر کے مقابل یعنی اُس سوراخ کی چھت مین جما لیتا ہے۔ پھر اُسکی ٹانگین برمے کا کام دینے لگتی ہین اور درخت کے جسم یعنی تنہ مین پیندے کیجانب اُترنا شروع کرتا ہے۔ تجربہ کار فلاحون نے اس کا تجربہ بہایت اہتمام اور اطمینان کے ساتھ کیا ہے کہ اُسکی باریک ٹانگون کی کاٹ بہ نسبت بالائی حصہ کے درخت کے تنہ مین بہایت موثر ہوتی ہے اور عجلت کے ساتھ اُسکو کامیابی

ہونے لگتی ہے۔ جون جون وہ اسمین گھر بناتا جاتا ہے وون وون وہ اسمین سماتا جاتا ہے۔
اب اسکا سینگ سقف سے الگ ہوجاتا ہے لیکن سہارے کیلئے کسی نہ کسی طرف وہ اسکو جماے رہتا ہے۔ جب اسکا مقام مستحکم ہوجاتا ہے تو وہ اپنی غذا نرم پتون اور درخت کے رس سے حاصل کرنا شروع کرتا ہے۔ اسکا گھر درخت مین تیار ہوتے اور اسکے اسمین سماتے ہی درخت کی نشو ونما اور نمو رک جاتی ہے اور درخت کی تندرستی مین فرق آجاتا ہے اور پھر جیسے جیسے اسکا گھر عمیق ہوتا جاتا ہے درخت کا مرض ترقی کرتا جاتا ہے۔ اگر باتفاق ایک درخت مین متعدد کیڑون نے گھر کرلیا تو سمجھ لینا چاہیئے کہ پیغام اجل آگیا۔

اس مرض کے آغاز کی خاص علامت یہ ہے کہ درخت کے نرم پتون کے حصۂ بالائی مین باریک باریک ریشے نمودار ہوتے ہین اور وہ دراصل اسی کی ٹانگون کی کاریگری کا نتیجہ ہے ان ریشون کی یکجائی نرم پتون پر گنبد کی شکل پیدا کرتی ہے اور انکے ساتھ برادہ کی شرکت آسانی سے اسکے سوراخ کو ظاہر نہین ہونے دیتی۔ جب اس گنبد کو ہٹا کر سطح صاف کیجاتی ہے تو اسکے اندر سے سوراخ نمودار ہوتا ہے۔ جب کبھی درخت کی بدقسمتی سے اسکی کاریگری کی ابتدا گابھے کے بیچ سے قائم ہوتی ہے تو سوراخ کا دریافت کرنا نہایت مشکل ہوتا ہے بڑی ہی نزاکت اور تلاش کے ساتھ اسکا پتہ چلتا ہے۔

سوراخ کا پتہ ملجانے کے بعد سب سے پہلا کام یہ ہے کہ لوہے کی ایک باریک سیخ یا موٹا تار اسمین داخل کیا جاے۔ جب وہ خلا مین کامل داخل ہوجاے اور آگے نہ بڑھ سکے۔ تو کسی سخت چیز کا مقابلہ محسوس ہوگا۔ اسوقت اس تار یا سیخ کو زور کے ساتھ دبانا چاہیئے اور مقصود اسی قدر رہنا چاہیئے کہ کیڑا ہلاک ہوجاے۔ ضرورت سے زیادہ زور آزمائی کا مقام نہین ہے ورنہ سوراخ کی اندرونی سطح کو صدمہ پہونچے گا۔ جب اطمینان ہوجاے کہ ہمارا طرز عمل

کیڑے کی ہلاکت کے لئے کافی ہو چکا ہے تو اُسوقت آہنی سیخ کو نکال لینا چاہیئے جسکی نوک سے اُسکی ہلاکت کی علامات معلوم ہوسکتی ہیں پھر اُس خلا کو باریک ریت سے بھر دینا چاہیے اور اُسی سیخ سے بھرت کو اچھی طرح سے ٹھونس دینا چاہیئے۔ اسی ایک تدبیر سے ہوا او خارجی رطوبات اور سیال چیزین اُسمین داخل نہوسکین گی۔ کیڑے کی رہی سہی جان کا بھی خاتمہ ہو جائیگا اور درخت کا مرض رُک جائیگا صحت ترقی پذیر ہوگی۔ سوراخ کے مُنہ کو کچھ عرصہ تک کسی سخت رسی سے باندھے رکھنا چاہیئے۔

(ب) دوسرا کیڑا۔ یہ کسی قدر چھوٹا ہوتا ہے لیکن بڑے کیڑے سے زیادہ خطرناک ہے۔ یہ تبدیل ہیئت کرتا ہے۔ جس مقام سے درخت کا نرم پتا نکل آتا ہے وہان اسکی مادہ انڈے رکھہ دیتی ہے جو مقدار مین موٹے چاول کے برابر ہوتے ہین۔ انڈون سے سفید رنگ کے باریک باریک کیڑے نکل آتے ہین جو گوبر کے کیڑون سے مشابہ نظر آتے ہین۔ انکی جسامت آناً فاناً ترقی کرتی جاتی ہے۔ جسطرح وہ بڑہتے جاتے ہین اُنکی سپیدی تیرگی سے مُبدل ہوتی ہے اور مُنہ سُرخ ہوتا جاتا ہے۔ انکا پہلا شغل یہ ہے کہ درخت کے نرم پتون کو کترنے لگتے ہین۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہی اُنکی غذا ہے۔ جب اُنکے نوکیلی دہاریون والے نا بدا جسم حرکت کرتے ہین تو اُنکے گرداگرد کترے ہوے ریشون کا گنبد بلند ہوتا جاتا ہے یہان تک کہ وہ ہر ایک کیڑے کو چھپا لیتا ہے۔ ایک ہفتہ تک کیڑا اُس گنبد کے اندر رکہر ترقی کرتا ہے۔ جب کامل قوت حاصل کر لیتا ہے تو اُس گنبد کو کتر کر باہر نکل آتا ہے اب اُسکی شکل ج اول الذکر کیڑے سے کسی قدر مشابہ ہو جاتی ہے مگر قد اُس سے کم اور مُنہ کی سُرخی اسکی علامت خاص۔ سر پہ سینگ ندارد۔ ٹانگین کسی قدر لمبی۔ مُنہ خرطوم نما۔ شام کے وقت اپنے درخت پر بھنبھناتا ہوا پھرتا ہے۔ اُسکے جسم سے سخت بدبو آتی ہے۔

اسکے ایک عرصہ تک پر نہین نکلتے۔ اسی وجہ سے یہ درخت پر جمار ہتا ہے اور اسکی جماعت اپنی کثرت تعداد کی وجہ سے درخت کو بہت جلد ضایع کردیتی ہے۔ جب تک یہ گنبد کے اندر بند رہتا ہے دوپہر مین سیٹی کی سی نہایت باریک آواز دیتا ہے۔ باہر نکل آنے کے بعد اسکی نقل وحرکت درخت کے ستون پر دن کی بہ نسبت رات مین زیادہ ہوتی ہے۔ یہ بلائے بے درمان ہے۔ جس درخت پر انکے انڈے جم جاتے ہین اور وقت پر انکے دفعیہ کی فکر نہین کیجاتی تو پھر بچے نکل آنے کے بعد انکا دفع کرنا آسان بات نہین ہے۔ ایک درخت پر اس قسم کے چارسو کیڑون تک شمار کئے گئے ہین۔ نہ معلوم انکی اکثر تعداد کسقدر زیادہ ہوتی ہے۔ یہ درخت کو بالکل چاٹ جاتے ہین اور ہلاک کردیتے ہین۔

انسے باغبانون کو ہرگز غافل نہ رہنا چاہئے۔ درخت کے گابھے مین ہمیشہ انکے انڈون کی تلاش کرتے رہنا چاہئے اور جہان کہین انڈون کا پتا ملے نہایت ہوشیاری کے ساتھ اُنکو ضائع کردینا چاہئے۔ بچون کے نکل آنے کے بعد درخت کے بڑے حصہ کو کاٹکر جلادینے کے بغیر کوئی اور علاج مؤثر نہین ہوتا۔ تجربہ کارون کا یہ خیال ہے کہ ایسی حالت مین درخت پر ہلکی سی گھانس لپیٹ کر جلا دینا بہتر ہے۔ اس تدبیر سے یہ کیڑے بالکل ضائع ہوجاتے ہین اور درخت محفوظ رہتا ہے۔ جلانے سے درخت کو کوئی نقصان نہین پہونچتا بعض وقتون مین ہینگ۔ ڈیکا مالی ٭ پچ۔ گندہک۔ کافور کا استعمال بھی کسی قدر مفید ثابت ہوا ہے۔ خصوصاً گندہک کا دہوان۔ لیکن اُنکے دفع ہونے کا کامل اطمینان ان ادویہ سے نہین ہوسکتا۔ قابل اطمینان علاج صرف یہی ہے کہ درخت کو حفاظت کے ساتھ جلا دیا جائے۔ اس طریقہ سے بارآوری کا زمانہ اگرچہ کسی قدر بڑہجاتا ہے۔ لیکن درخت کی جان

٭ یہ ایک قسم کا گوند ہے جسکو ہندی زبان مین کارنکا بھی کہتے ہین (محیط اعظم)

بچ جاتی ہے۔ کسی ایسے درخت کو جلاتے وقت جسکے تنہ مین بچے پیدا ہو چکے ہون۔ بچون کو اُس سے جدا کر لینا چاہیے۔ اور بچون کو کھولتے ہوے پانی سے دھو کر دوسرے مقام پر جما دینا چاہیئے۔ بعض حالات مین اُنکی علحدگی اپنی مان سے قبل از وقت واقع ہونا ممکن ہے۔ ایسی حالت مین بچے بہت کم پنپتے ہین۔ باغبانانِ عرب کا بیان ہے کہ ممالک عرب کے باغات مین ہر سال کسی ایک مناسب موسم مین درختون کو جلانے کا رواج جاری ہے۔ صرف وہی درخت جلائے جاتے ہین جو جوان ہین۔ آگ کی تیزی زیادہ عرصہ تک قائم نہین رکھی جاتی اور جلاتے وقت بعض ایسی ادویہ کا استعمال بھی کیا جاتا ہے جسکی وجہ سے آگ جلد بھڑک اُٹھے۔ اور عجلت کے ساتھ فرو ہو جائے۔ ہلکی ہلکی خشک گھانس اس خاص مطلب کے لئے مفید ہو سکتی ہے۔ بار کے زمانہ مین یا پھول نکلنے پر بضرورت درخت کو جلانا پڑا تو پھول یا بار ضائع ہو جاتا ہے۔ دکن مین سیندہی کے درخت جو فی الحقیقت کھجور کے خاندان سے ہین۔ دیمک کی کثرت پر اسی طرح جلا دیے جاتے ہین۔

بعض محققین کا یہ خیال ہے کہ کھجور یا سیندہی کے درخت مین جست اور تانبے کے لپیٹوان تار کا حلقہ ڈالدینا مختلف امراض کے لئے مفید ہوتا ہے۔ مؤلف اس موقع پر مولوی عبداللہ حسین[1] کا شکریہ ادا کرتا ہے جنکی امداد سے ان کیڑون کی حقیقت سے آگاہی حاصل ہوی۔

محکمہ زراعت ممالک مغربی و شمالی و اودھ کی تحقیقات ایک کیڑے کے متعلق۔

ایک درخت خرما مین کیڑا لگا اور وہ سوکھ گیا۔ اور چار پانچ درختون کی نسبت یہ شبہہ تہا کہ اُن مین بھی کیڑے لگ گئے ہین۔ چھوہارے کے درخت کو جو کیڑا نقصان پہونچاتا ہے وہ تنہ کے اندر رہتا ہے اور اوپر کو کاٹتا ہوا چلا جاتا ہے۔ اکثر یہ ہوتا ہے کہ جب تک درخت خشک

[1] آپ کا دولت سرا حیدرآباد دکن مین کنتہ گوشہ محل سے متصل واقع ہے۔

نہین ہو جاتا۔ یا ہوا کے زور سے اُسکا چھلکہ نہین نکل جاتا یہ معلوم نہین ہوتا کہ اُنھین کیڑا لگا ہوا ہے۔ اب تک جن درختون مین کیڑے کا شبہہ پایا گیا وہ جلا دیے گئے اور اس سے کیڑے پھیلنے نہین پاے۔ مگر حال مین بوشہر سے ایک صاحب نے ان کیڑون کے دفع کرنے کے لئے ایک سہل ترکیب یہ بتائی ہے کہ بارش کے شروع ہونے کے قبل ایک ایک مٹھی معمولی نمک درختون کی چوٹی (یعنی گابہہ) کے اندر ڈالدیا جاے۔ (مؤلف اس عالیشان محکمہ کا شکر گزار ہے کہ جسکی متعدد سالون کی تحقیقات عامہ مین درخت خرما کے امراض کے متعلق بھی ایک آرٹکل لکھا گیا۔)

ایک محقق نابلسی کی رای کیڑون کے متعلق

علامہ شیخ عبد الغنی نابلسیؒ اپنی تصنیف عَلَم الملاحتہ فی علم الفلاحتہ مین فرماتے ہین کہ درخت کسی قسم کا ہو جب اُنھین کیڑون کا اثر معلوم ہونے لگے تو اُسکی جڑون کو جو زمین مین گھسی ہوی ہین کھودنا چاہیے اور اُنپر کبوتر کی بیٹ پانی مین بھگو کر لیپ کردینا چاہیے اور فصل خریف مین جڑ کے پاس کی مٹی کو حتی الامکان بدلتے رہنا چاہیے۔ تاکہ حفظ ماتقدم ہو۔ پھر آپ ہی لے فرمایا ہے کہ کیڑے خواہ وہ درخت خرما مین گھر کرلین یا اور کسی درخت مین اُنکے دفع کرنے مین چند خاص دوائین بھی کام دیتی ہین۔ اس طرح پر کہ حنظل (اندرائن) اور شبرم (ایک قسم کی زہر دار گھانس) اور قثاء الحمار (کھکر بیل) لئے جائین اور اُنکو سکھا کر پیس لین۔ اور پھر پانی اور سرکہ اور نمک مین اُن سب کو پکائین۔ یہان تک کہ وہ خشک ہو جاے پھر اُنھین پانی اور سرکہ اور کوٹا ہوا نمک ملا کر مکرر پکائین۔ جب دوسری مرتبہ یہ اجزا آگ پر خشک ہو جائین تو تیسری مرتبہ صرف تھوڑے سے پانی اور سرکہ کے ساتھ پکائے جائین خشک ہو جانے کے بعد چوتھی مرتبہ بھی یہی عمل کرنا چاہیے مگر اس مرتبہ خشک

نہونے دین بلکہ اُسکا قوام شہد کے مشابہ رکھا جاسے۔ اس دوا کا لیپ درخت اور اُسکی شاخون پر کرنے سے تمام اقسام کے کیڑے دفع ہوجائین گے۔ آپ فرماتے ہین کہ اس دوا مین اگر اُسکی چوتھائی کے ہم وزن قطران (درخت گرجن کا روغن) ملالیا جائے تو اسکی قوت اور زیادہ ہوگی اور اسکا اثر کرم کُشی مین اور زیادہ ہوگا۔

(۷) مریض پھل کی استعمال کی نقصانات

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اُن تمام امراض کے سوا جنکا ذکر گزشتہ باب مین ہوچکا ہے بعض ایسے امراض بھی درخت خرما کو عارض ہوتے ہین جنکی تشخیص ظاہری علامات سے نہین ہوسکتی نہ تو پھلون مین کوئی علامت نظر آتی ہے اور نہ درخت مین۔ لیکن ایسے درخت کے پھلون کے کھانے والون پر اُنکا فساد ظاہر ہوتا ہے۔ یا اُن بکریون پر جنکو وہ پھل یا اُنکی گٹھلیان کھلائی جائین۔ بدینوجہ کہ خرما کے کھانے والے لوگ اور گٹھلیون کی کھانے والی بکریان دانستہ ایسے فاسد ثمرہ کو نہین کھاتین بلکہ اچھے اور تندرست پھلون کے ساتھ وہ خراب ثمرہ بھی استعمال مین آجاتا ہے۔ لہذا بیشتر یہ ہوتا ہے کہ اچھے پھل اُس فساد کو دفع کردیتے ہین جو بُرے اور مریض پھلون کی شرکت مین کھائے گئے تھے۔ اگر باتفاق نہار مُنہ مریض ہی درخت کے پھل کھالئے جائین تو البتہ اُنکے فساد سے ردی بخار عارض ہوتا ہے۔ یہ نقصان کسی اور میوہ کے بیمار درخت کے پھل یا فاسد ترکاریون سے اُس قدر نہین ہوتا جسقدر کہ بیمار درخت خرما کے پھل سے۔ اسکا سبب یہ ہے کہ مادہ خرما انسان کے ساتھ مشابہ ہے اور اُسکی طبیعت کے ساتھ خاص تعلق اور مناسبت رکھتی ہے

٭ از محیط اعظم۔

پس شباہت اور مناسبت کی وجہ سے جسقدر منافع خرماے صالح کے استعمال سے انسان کو حاصل ہوتے ہین اُسی قدر نقصانات غیر تندرست خرما کے کھانے سے ظاہر ہوتے ہین بنا رعلیہ مناسب ہی کہ زیادہ احتیاط کیجاے اور درخت خرما کے امراض کی دیکھ بھال رہے وقت پر اُنکا علاج ہو اور بقدر امکان اسکی احتیاط کیجاے کہ ایک ہی درخت کے پھل کا ایک وقت مین استعمال نہو بلکہ متعدد درختون کے پھلون سے تھوڑے تھوڑے کھائی جائین اگرچہ وہ سب درخت تندرست حالت مین ہون۔ اگر درخت پاس نہون توکم سے کم اتنی احتیاط مناسب ہی کہ ایک وقت مین مختلف اقسام سے تھوڑے تھوڑے پھل کھائے جائین اور اگر خرما کا استعمال نہار مُنہ کئے جانے کے بعد متصلاً بخار کے آثار ظاہر ہون تو مناسب ہے کہ وہ پھل پھر استعمال نہ کئے جائین اسلئے کہ شبہہ ہوتا ہے کہ شاید وہ بیمار درخت کے پھل ہون اور ساتھ ہی ضرور ہے کہ ایک ہلکا سا مسہل لے لیا جاے۔ اگر بخار کا سبب خرما نہین ہے تو اُس حالت مین بھی تلیین سے فائدہ ہوگا اور اصل سبب مین کمی ہوگی۔ بعض فلاحان عرب کی راے ہے کہ تازہ خرما خواہ بازار سے خرید کیا ہوا ہو۔ یا اپنے ہی باغ سے توڑا ہوا اُسکے چار دن کے بعد کھانا چاہیے۔ اس عرصہ مدت مین اگر پھل بگڑتا ہوا نظر آئے یا رنگ متغیر ہو۔ یا ڈھیلا پن اُسمین پایا جاے تو اُسکو نہ کھانا چاہیے۔ مخفی بیماریان جب درختون کو عارض ہوتی ہین تو اُنکا پھل درخت سے توڑ لیے جانے کے بعد بہ نسبت اُس پھل کے جلد بگڑتا ہے جسکے درخت کی بیماری ظاہر ہے۔ آخر الذکر بیمار درختون کے پھل سے تو باغ کا مالک احتراز کر سکتا ہے۔ لیکن اول الذکر درخت کے پھل سے احتراز بہت مشکل ہے یہی وجہ ہے کہ ہم نے بعض ایسے قواعد بیان کردیے ہین جن پر عمل کرنے سے انسان ایک حد تک نقصان سے بچ سکتا ہے۔ ایک فلاح کا قول ہے کہ اگر خرماے ترکو

دیکھکر انسان کی طبیعت للچاے تو بلا کسی تامل کے اُسکو کھا لینا چاہیئے۔ اسلئے کہ فطرت انسانی اور معدہ کی رغبت لطیف اور صالح اغذیہ پر ہمیشہ راغب رہتی ہے اور غیر لطیف اور فاسد اغذیہ سے دائماً کارہ۔ اگر کسی خوشرنگ اور تازہ خرما کے نظر پڑنے پر بھی اُسپر دلی رغبت نہ ہو تو شغل فرصت یا بھوک کے لحاظ سے اُسکے کھانے کا ارادہ نہ کرو۔ بلکہ کسی اور سریع الہضم معمولی غذا سے کام لو۔ بعض فلاحون نے کہا ہے کہ خرما کیسا ہی تر و تازہ ہو مگر اُسکے استعمال کے بعد خفیف سا نمک ضرور کھا لینا چاہیئے۔ اسلئے کہ نمک ایسی لطیف چیز ہے جس سے غذائی فساد دفع ہوتا ہے اور ہضم مین تائید ہوتی ہے۔

جس قدر قابل احتیاط امور بیان ہوے ہین وہ ایک سمجھہ دار اور محتاط شخص کے لئے بہت کافی ہین۔ اگر درخت خرما مین بعض مخفی امراض کا ہونا مسلم نہ ہوتا جنکی ظاہری علامات نظر نہین آتین تو ہمارا بیان اسقدر طوالت کو پسند نکرتا۔

(۸) درخت خرما کے دشمنون کا بیان

جن سے احتراز اولیٰ ہے اور دفع نقصانات کی تدابیر

نباتات کی عداوت علامہ شیخ عبد الغنی نابلسیؔ نے اپنی بے بہا تصنیف علم الملاحتہ فی علم الفلاحتہ مین لکھا ہے کہ ہر ایک فلاح کو اس بات کا جان رکھنا بہت ضرور ہے کہ کن کن درختون مین باہمی مخالفت ہوتی ہے اور دفع مخالفت کی کیا تدابیر ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ اگر ایک مقام پر مخالف درخت جمع ہون تو ایک کی مخالفت دوسرے کو نقصان پہونچاتی ہے اور یہ نقصان ناتوانی اور ضعف ہے جو بسا اوقات ہلاکت کا باعث ہوتا ہے۔ پس ایک تجربہ کار اور عالم فلاح کو حفظ ماتقدم کا خیال ضرور رکھنا چاہیئے یعنی دو ایسے درختون کو

ایک جگہ مین ہرگز نہ لگانا چاہیے جنمین مخالفت ہو۔ خرما کے ساتھ جن درختون کو طبعی مخالفت ہے اُنکی صراحت ذیل مین کیجاتی ہے۔

(۱) اخروٹ کا درخت انجیر اور توت کے سوا باقی کل اقسام نباتات کے ساتھ مخالفت رکھتا ہے۔ کیونکہ اسمین حرارت اور یبوست بہت زیادہ ہے۔ پس اخروٹ کے قریب جو درخت بویا جاے گا وہ اُسکی حرارت سے ہلاک ہو جاے گا یا امراض مہلکہ مین مبتلا ہوگا۔

(۲) نرمس یعنی باقلہ کے درخت کو بھی اور درختون سے عداوت ہے اسکا قرب بھی دوسرے درخت کو نقصان پہونچائیگا۔

(۳) سنور کا درخت بھی کسی اور درخت کے ساتھ ملکر موافق نہین رہ سکتا۔ اسکے قرب سے دوسرون کو شدید نقصان پہونچے گا۔ یعنی اسکے قریب بوئے ہوے درخت ہمیشہ ضعیف اور ناتوان رہین گے۔

(۴) یہی حال چنے کے درخت کا ہے جسکی قربت اور درختون کو نقصان پہونچاے گی۔ اور بہت سے امراض اسکی وجہ سے اورون مین لاحق ہونگے۔

(۵) عرعر۔ یعنی پہاڑی سرو کا درخت بھی خرما کا خاص دشمن ہے۔ درخت خرما اسکے قرب سے ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۶) جنگلی سرو کا درخت بھی خرما کے مخالفین سے ہے۔ اسکے قرب سے درخت خرما کا نشو و نما رُک جائیگا۔ اور آخر پر درخت خرما ہلاک ہو جائیگا۔

(۷) درخت انگور کو بھی خرما سے مخالفت ہے لیکن یہ مخالفت خرما کو کم نقصان پہونچاتی ہے۔ انگور کے لئے زیادہ مضر ہے تاہم ان دونون کو ایک جگہ بونے سے احتراز کرنا چاہیے۔

اگرچہ ان دونون مین جزءًا بعض اعتبارات سے موافقت کے اسباب بھی جمع ہین جن کو ہم نے گزشتہ باب مین بیان کیا ہے لیکن مجموعی اعتبار سے دونون مین اختلاف ہے۔

چارپایون کی عداوت صاحب علم الملاحتہ فی علم الفلاحتہ فرماتے ہین کہ حیوانات سے بعض چارپاے جانور بھی درخت خرما کے ساتہ عداوت رکھتے ہین اگرچہ اُنکے افعال کسی بدنیتی پر محمول نہین ہوتے لیکن درخت خرما کے حق مین وہ مضر ثابت ہوے ہین۔ اکثر چارپاے ایسے ہین جو خرما کے پتون سے اپنی غذا حاصل کرتے ہین اور چر جاتے ہین۔ بسا اوقات اُنکی بے دردی اور خودغرضی سے پودے ضایع ہوجاتے ہین اور فلاح سر پیٹ کر رہجاتے ہین۔ پس انکے حملون کی روک کیلئے یہ تدبیر مفید ثابت ہوی ہے کہ بکری کے سر کا مغز اور اُسکی چربی کو سُور کی چربی کے ساتہ پکایا جاے۔ یا کُتے کا میلا انسان کے پیشاب یا پانی مین ملاکر درخت کے کسی پتے پر اُسکا لیپ کردیا جاے یا کسی کپڑے کو اسمین بھگوکر درخت پر لٹکا دیا جاے۔ ان دونون لیپون کا اثر یہ ہے کہ چوپاے اُس درخت کیطرف رُخ نکرینگے جسپر یہ عمل ہوا ہے اور درخت محفوظ رہے گا۔

ٹڈیون یا چیونٹیون یا کیڑے مکوڑونکی عداوت بعض وقت خرما کے پتون پر ٹڈیان آجاتی ہین۔ اور طرفۃ العین مین درختون کے تمام پتے اور ثمرہ چٹ کرجاتی ہین۔ اسی طرح چیونٹیان اور کیڑے مکوڑے بھی درخت پر چڑھ جاتے ہین اور اپنی غذا کی تلاش مین درخت کو شدید نقصان پہونچا دیتے ہین۔ اسکے لئے علامہ شیخ عبدالغنی نابلسی نے لکھا ہے کہ ان دشمنون سے جس دشمن کو تم دفع کرنا چاہو اُسکے چند افراد کو پکڑ کر درخت کے نیچے جلاؤ اُسکے دُھوین اور بُو کا اُن پر اثر ہوگا وہ فوراً اُس درخت کو چھوڑ دینگے اور دفع ہوجائنگے جس فاصلہ تک اس دُھوئی کی بُو پھیلے گی وہان تک انکا کوئی اثر نہ رہے گا۔ آپ فرماتے

ہین کہ یہ نسخہ اس حد تک مجرب ثابت ہوا ہے کہ اکثر اُن گھرون سے بچھو دفع ہوئے ہین جنمین بچھو جلائے گئے۔

آپ کا قول ہے کہ صرف چیونٹیون کے لئے تو حنظل (اندراین) کی دھونی بھی کافی ہے جس سے تمام چیونٹیان ہلاک ہو جاتی ہین۔ اسکے سوا چیونٹیون کی روک کے لئے یہ تدبیر حفظ ماتقدم کا حکم رکھتی ہے کہ درخت خرما کے تنہ کو ایک بالشت کے عرض مین اسکے اطراف چکنے اور شفاف پتھر سے رگڑنا چاہئے تاکہ وہ بالکل صاف ہو جائے اور چکنے لگے پھر اُس رگڑے ہوئے مقام کے اوپر اور نیچے کیجانب مین پانی مین گھسے ہوئے گیرو سے بطور حلقہ کے لیپ چڑھا دیا جائے۔ اگر اس لیپ مین پسا ہوا قطران (درخت گرجن[۱] کا روغن) اور گوبر بھی شریک کیا جائے تو زیادہ مناسب ہے اسکے بعد چیونٹیان اُس درخت پر جا ہی نہ سکین گی۔ اگر چیونٹیون اور بھرلون کو اُنکے گھر ہی مین ہلاک کرنا مقصود ہو تو پودینہ اور کرم کلہ خوب مہین پیسکر اُنکے سوراخون مین چھڑک دینا چاہیے

انسانون کی عداوت | بعض انسان خواہ بیوقوفی سے یا اپنی خود غرضی یا مالک درخت کی عداوت سے درخت کے تنہ پر گہرا زخم لگا دیتے ہین اور وہ زخم درخت کے مغز تک پہونچکر نقصان پہونچاتا ہے اور بعض اوقات ایسے مجروح درخت ہلاک بھی ہوئے ہین پس ایسے جراحت کے التیام کی کوئی نہ کوئی تدبیر ضرور کرنا چاہیے علامہ نابلسی کی رائے ہے کہ گیرو اور قطران (درخت گرجن[۱] کا روغن) اور پسے ہوئے گوبر کا لیپ اُس زخم کو مومیائی کا کام دیگا۔ اور اُسکا التیام بہت جلد ہوگا۔ اس لیپ کو زخم کے مُنہ پر اچھی طرح بھر دینا چاہیے۔ تاکہ ہوا اُسمین داخل نہو۔ آپ فرماتے

---

[۱] از محیط اعظم۔

ہین کہ بعض اوقات علاج امراض یا اور کسی ضرورت سے جب درخت کی شاخین کاٹی جائین تو اُس کٹے ہوے مقام پر بھی اس لیپ کا استعمال مناسب ہے بشرطیکہ معالج نے یہ حکم نہ دیا ہو کہ اُس مقام مقطوعہ کو ریزش بہنے کے لئے کھلا ہوا رکھا جاے۔ آپ فرماتے ہین کہ درختون کے زخمون کو چنگا کرنے کیلئے ایک خاص دوا تیار کیجاتی ہے جو نہایت مجرب اور عمدہ ہے۔ زیتون کے چھوٹے اور سبز پھل جنکا قد لوبیہ سے زیادہ نہ ہو پتھر کے کھرل مین کوٹے جائین اور ایک صاف برتن مین جمع کرکے بارش کے پانی مین بھگوئے جائین اور ۲۴ دن تک وہ برتن ڈھنکا ہوا رہے۔ پھر اُنکو نچوڑ کر پانی الگ کر لیا جاے اور فضلہ کو دوبارہ کوٹا جاے اور بہت زور سے نچوڑا جاے اور عرق لے لیا جاے۔ پھر مابقی فضلہ کو تیسری دفعہ کوٹ کر اُسکا عرق حاصل کیا جاے پھر اُس تمام جمع کئے ہوے عرق کو ایک صاف برتن مین لیکر ٹھنڈی اور مرطوب جگہ مین ۲۸ دن تک رکھ دیا جاے۔ اس عرق کا تیار رہنا درختون کے لئے بہت فائدہ بخش ثابت ہوا ہے۔ یہ عرق کٹے ہوے مقام مین بہت جلد التیام پیدا کر دیتا ہے۔ اور جن درختون سے پیوند لیا جاتا ہے اُنکے پیوند کو اسکا ضماد بہت جلد جوڑ دیتا ہے۔ اور تشنگی کی وجہ سے جو امراض درختون مین لاحق ہوتے ہین اُن کے لئے اس عرق کا جڑون مین پہونچانا عمدہ علاج ہے۔

موسمی عداوت تجربہ کار فلاحین کا مقولہ ہے کہ موسم کی سختی بھی درخت کیلئے جانی دشمن ہے اسی طرح وقت سے پہلے ضعیفی کی آمد بھی دشمن کا حکم رکھتی ہے۔ بعض وقت دھوپ کی غیر معمولی شدت درخت کو جلا دیتی ہے اور وہ بالکل خشک ہو کہ رہجاتا ہے اور عمر طبعی سے پہلے ضعف کے عائد ہونے سے بھی درخت سوکھ جاتا ہے جس سے

فلاح کو غافل نہ رہنا چاہیئے۔ علامہ نابلسی فرماتے ہین کہ وہی عرق جسکا بیان التیام زخم کے لئے ہم کر آئے ہین۔ ان مواقع پر بھی کام دے سکتا ہے اس عرق سے دو مثقال[1] کا ہم وزن ۳۵ رطل[2] پانی مین ملاکر جڑ مین ڈالا جائے جس سے وہ درخت پھر سرسبز ہوگا۔ جسپر غیر معمولی دہوپ نے حملہ کیا ہے اسی طرح پانچ درہم[3] کا ہم وزن عرق ایک رطل میٹھے پانی مین ملاکر جڑ مین ڈالنے سے وہ درخت سرسبز ہو سکتا ہے جسکو وقت سے پہلے ضعیفی نے خشک کر دیا ہے۔

سیلاب کی سرد مہری۔ فلاحان عرب کا مقولہ ہے کہ درخت خرما کے لئے ایک اور دشمن ہے جسکی عداوت کو ہم ٹھنڈی عداوت کہتے ہین اور وہ عدو سیلاب ہے یا پالہ۔ اگرچہ ان دونون دشمنون کا مقابلہ ایک حد تک درخت خرما کرتا ہے لیکن بعض وقت ان کے صدمہ سے ہلاک بھی ہو جاتا ہے۔ اگر نیم جانی کی حالت مین رہ گیا تو اُسکو تدابیر ضروریہ سے سنبھال لینا فلاح کا کام ہے۔ سیلاب رُک جانے اور برف باری یا کہرہ کے دفع ہونے کے بعد عجیب طرح پر اسکی نگہداشت کی جاتی ہے۔ علامہ نابلسی نے بھی اس کا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ ہمارا تجربہ صرف سیلاب کے لئے ہے مگر فلاحان ہند اُسی تدبیر کو دوسرے موقع مین بھی مفید خیال کرتے ہین وہ یہ ہے کہ یہ نہ خیال کرنا چاہیئے کہ سیلاب کا اثر مدت تک درخت کو پانی سے مستغنی رکھے گا بلکہ اس صدمہ کا علاج پانی ہی سے کیا جاتا ہے بشرطیکہ درخت مین تہوڑی سی بھی جان باقی ہو۔ یعنی سیلاب کے ہٹ جانے کے بعد میٹھے پانی سے خفیف سی آبرسانی کیجائے پھر دو دن کے وقفہ سے میٹھا پانی زیادہ مقدار مین دیا جائے اور پتون اور شاخون پر بھی میٹھا پانی چھڑکا جائے اور اُسکے اطراف اُسکے موافق

---

[1] مثقال ۴½ ماشہ۔ [2] ایک رطل مساوی ہے ½ اثار کے۔ [3] ایک درہم مساوی ہے ¼۳ ماشہ کا۔

طبیعت اجناس سے بعض اجناس فوراً بو دیجائین اس تدبیر سے امید کیجاتی ہے کہ درخت کی قوت ترقی کرے اور جان بچ جاے۔

ایک عربی فلاح سے ہمکو اسکے متعلق گفتگو کرنے کا اتفاق ہوا اُسنے کہا کہ سیلاب کو آپ دشمنانِ نخل مین شمار نہ کرین اسلیئے کہ اگرچہ اُس سے حیوانات اور نباتات کو نقصان پہونچتا ہے لیکن ممالک عرب مین سیلاب کی آمد کی تمنا کی جاتی ہے۔ اور اُس سے وہان کی آب وہوا کے لیئے بہت سے فوائد متصور ہین پھر اُس نے اُن فوائد کا ذکر بھی ہم سے کیا۔ یہی وجہ ہے کہ ہمنے اس دشمن کے افعال کو دشمنی کے عوض سرد مہری سے موسوم کیا۔

(۹) تیار ثمرہ کی حفاظت کا بیان

ڈاکٹر بوناویا کی راے ہے کہ تیار ثمرہ کو ہوا سے بچانا چاہیئے اس طریقہ سے سالہاسال تک ثمرہ محفوظ رہ سکتا ہے۔ صندوقون یا ڈبون مین خرماے تر کو بند کردینا کافی ہوگا۔

خلیج فارس کے فلاح ایک گڑہا اس خاص غرض کیلئے تیار کرتے ہین جسکی زمینی سطح پتھر یا چونہ کے ڈہالوان فرش سے مضبوط ہوتی ہے یا اس گڑہے کے عوض ایک وسیع اور پختہ حوض بناتے ہین۔ اُس گڑہے یا اس حوض کی نشیبی سطح مین ایک مختصر سی ٹوٹی لگاتے ہین تاکہ اُسکے ذریعہ سے خرماے تر کی ریزش یا شیرہ آسانی کے ساتھ بہہ جاسکے اور اُسکو علٰحدہ جمع کرنے مین آسانی ہو۔ یہ خارجی شیرہ پھلون مین جذب ہونے سے اندیشہ ہوتا ہے کہ پھل بگڑ جائین۔ جب تیار پھل اُس گڑہے یا حوض مین بھر دیے جاتے ہین اور حوض کے مُنہ پر ہوا کی روک کیلئے کوئی چیز ڈہانک دیجاتی

ہے تو اُس ٹونٹی سے شیرہ بہنے لگتا ہے۔ اور وہ جدا ظروف مین جمع کرلیا جاتا ہے
جب چند دنون کے بعد شیرہ کا بہنا موقوف ہوجاتا ہے تو پھر خرما کو تھیلیون یا
بستون یا ٹوکریون یا کاٹھ کے صندوقون یا کاغذی ڈبون مین بھر کر تجارت
کی غرض سے ملکون پر روانہ کردیتے ہین۔

بعض فلاحون کی راے ہے کہ اُس مقام پر جہان ثمرہ جمع کیا جاتا ہے کھجور کے
پتے یا اُسی سے بنائے ہوے بوریے کا فرش کردینا چاہیئے تاکہ زمینی سردی سے خرما
محفوظ رہے۔

بعض فلاحون کا خیال ہے کہ جس صندوق یا ٹوکری وغیرہ مین خرما بند کئے جائین
اُسمین تھوڑے سے تل اور سونٹھ کا سفوف ملا دینا چاہیئے جس سے خرما پُر حلاوت ہوتا
ہے اور عرصہ تک محفوظ رہتا ہے۔

جو خرما درخت ہی پر خشک ہوتا ہے اُسکی حفاظت مین ان تکلفات کی کوئی
ضرورت نہین لاحق ہوتی۔ بعض فلاح رطب کو اُسکا شیرہ بہہ جانے کے بعد دُھوپ
مین سکھا لیتے ہین اور پھر صندوقون یا گھڑون مین بھر لیتے ہین۔ پس اس عمل کیلئے
کئی دن تک اُنکو دُھوپ مین پھیلاے رکھنا ضرور ہوتا ہے لیکن شب مین شبنم سے بچاتے
ہین اور آخر پر اُنسے گرد و غبار کو صاف کرنے کیلئے ایسے پانی سے دُھوتے ہین جسمین
شیرہ خرما ملا ہوا ہو۔ دُھونے کے بعد اچھی طرح پر نچوڑ کر کپڑے سے خشک کرکے تھیلیون
وغیرہ مین بھر دیتے ہین۔

جب خرماے تر یا خشک کسی ایسے صندوق وغیرہ مین بند ہونے لگین جسمین ہوا
کا مطلق گزر نہو تو اُسوقت اُسکی بالائی سطح پر کسی قدر خالص شیرہ خرما کا چھڑک دینا

ضروری خیال کیا گیا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے پھل مین دیر تک تازگی کے آثار باقی رہتے ہین۔

اہل فارس ایک خاص طریقے سے کھجور کا استعمال کرتے ہین یعنی خرماے تر کا مغز گٹھلی سے جدا کرکے اُسمین بادام اور پستہ اور گرم مصالحہ ملاکر تین دن تک ایک ظرف مین بند کردیتے ہین یہ تیسرے دن استعمال کے قابل ہو جاتا ہے۔ محاورۂ زبان فارس مین اسکا نام سہ روزہ ہے۔ یہ مرکب زیادہ عرصہ تک محفوظ نہین رہ سکتا۔

بعض فلاحان عرب خرماے تر سے اُسکی گٹھلی نکال کر خرما کو دھوپ مین سکھا دیتے ہین اور پھر اُسکو ایک ڈوری مین پروکر ہوا مین لٹکا دیتے ہین۔ اُنکا خیال یہ ہے کہ وہ ڈوری درخت خرما کے ریشون سے بنائی ہوی ہو تو چھ مہینے تک یہ ہار سڑنے سے محفوظ رہے گا۔

بعض فلاحان خلیج فارس خرماے تر مین ایک سرے سے سوراخ کرکے اُسکی گٹھلی نکال لیتے ہین اور اُسکے عوض ایک دانہ پستہ کا اُسمین داخل کرکے سوراخ کو داب دیتے ہین اور اُسکو دھوپ مین خشک کرلیتے ہین۔ اس قسم کا خرما کاغذ کے ڈبون مین بند ہوکر گران قیمت سے فروخت ہوتا ہے۔ اور پستون کی شرکت کی وجہ سے بہت خوش ذائقہ ہو جاتا ہے۔

خرما کی حفاظت مربے کے ذریعہ سے ایک معمولی بات ہے اور بہت زیادہ قابل تعریف نہین ہے۔

بعض خاص حالات مین جب کہ بسر یعنی خرماے خام کو درخت سے اُتار لینے کا اتفاق ہوتا ہے یا خود بخود جھڑ جاتے ہین تو اُنکو گرم پانی مین اُبال لیتے ہین۔

اور پھر اُنمین سے گٹھلی نکال کر بغیر گٹھلی کا خرما دہوپ مین سکھایا جاتا ہے اور خشک ہو جانے کے بعد اُسکے ہار پروئے جاتے ہین۔

تجربہ کارون کی راے ہے کہ اگر باقاعدہ طریقہ پر خرماے تر کی حفاظت کیجاے تو ایک سال تک اچھی حالت مین رہ سکتا ہے اور خشک خرما تو بہت زیادہ عرصہ تک نہین بگڑتا۔ ایک فلاح عرب کا قول ہے کہ تندرست خرما کبھی نہین سڑتا خواہ اُسکو ہوا سے بچائین یا نہ بچائین۔ جس خرما مین بگڑنے کے آثار ظاہر ہوے ہون اُسکی نسبت یقین کرلو کہ وہ بیمار درخت کا پھل ہے۔

(۱۰) منافع درخت خرما کا بیان

منافع کا بیان | یورپ کے محققین نے منافع خرما کے بیان مین اجمال سے کام لیا ہے۔ وہ فرماتے ہین کہ سرسبز مقامات پر بود و باش رکھنے والے خرماے خشک کو کوٹ کر اُسکی روٹی بناتے اور کھاتے ہین۔ گٹھلی اُبال کر اونٹون اور گھوڑون کو کھلاتے ہین۔ یہ غذا اُنکے لئے نہایت مقوی ثابت ہوی ہے۔ درخت خرما سے شراب بنائی جاتی ہے۔ درخت کی کونپلون کو مثل گوبھی کے پکا کر کھاتے ہین۔ درخت کے سایہ مین آرام پاتے ہین۔ درخت کے ریشہ سے کپڑا اور کاغذ اور عمدہ قسم کی رسیان بنائی جاتی ہین۔ نشاستہ اور گوند بھی اس درخت سے پیدا ہوتا ہے۔ عرب کے بعض محققین نے درخت خرما کے منافع کو بسوط طریقہ پر بیان کیا ہے جیسے ماہی سورانی۔ ابوبکر احمد بن علی بن قیس کسرانی او قوتامی وغیرہ اور اُن سب مین سے ابوبکر بن احمد نے اپنی نایاب تصنیف فلاحۃ النبطیہ مین درخت خرما کے ہر ایک جزو کے

منافع کو نہایت خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ مؤلف نے منافع کا بیان سلسلہ ذیل کے مطابق قائم کیا ہے۔ اور فہرست ذیل مین بعض ضروری تعریفات بھی عرض کی گئی ہین جنسے واقف ہونا اس بیان کے پڑہنے سے قبل فائدہ سے خالی نہین ہے

(۱) اصول النخل کے فوائد جنسے درخت خرما کی جڑین مراد ہین۔

(۲) تنۂ درخت خرما کے فوائد جسکو زبان عرب مین جذع کہتے ہین۔

(۳) پوستِ درخت کے فوائد جسکو عربی زبان مین لیف کہتے ہین۔

(۴) درخت خرما کی لکڑی کے عام فوائد۔

(۵) درخت خرما کے پتون کے فوائد جسکو عربی زبان مین خُوص کہتے ہین۔

(۶) جمّار کے منافع جس سے گابہا مراد ہے۔ بعض فلاحان عرب نے کہا کہ جمّار سے شحم النخل یعنی تنۂ درخت کا مغز مراد ہے جو گابہے کی شکل مین اوپر ظاہر ہوا ہو اور بعض نے اسی کو لُبّ النخل کہا ہے۔

(۷) طَلَع کے فوائد۔ زبان عرب مین طَلَع اُس چیز کا نام ہے جو جوان نر و مادہ مین بطور علامت بارآوری ظاہر ہوتی ہے اسکو درخت خرما کا پھول خیال کرنا چاہیے۔

(۸) بَلَح کے فوائد۔ جب نخلہ کے طلع مین نر کا سفوف پہونچکر کھجور کی ابتدائی حالت قائم ہوتی ہے تو اُسکو فلاحان عرب بَلَح کہتے ہین۔

(۹) بُسر اور حِصرم کے فوائد۔ زبان عرب مین بُسر خرماے خام کو کہتے ہین۔ اور اُسی کا نام حِصرم بھی ہے۔

(۱۰) رُطب یعنی خرماے تر کے فوائد۔

(۱۱) تمر کے فوائد۔ عربی زبان مین خرماے خشک کو تمر کہتے ہین۔

(۱۲) قسب کے فوائد۔ قسب اُس خرمائے خشک کو کہتے ہین جسمین مطلق رطوبت باقی نہ رہی ہو۔ جسکو مُنہ مین چبانے سے ریزہ ریزہ ہوجائے۔

(۱۳) بعض اجزاے خرما کی باہمی شرکت کے منافع۔

(۱۴) نر درخت کے خاص منافع۔

(۱) جڑون کے منافع۔ بقول صاحب فلاحتہ النبطیہ خرما کی جڑون کی آگ بہت دیر پا ہوتی ہے۔ راکھ مین چھپی رہتی ہے تو کئی دن تک نہین بجھتی۔ خصوصًا قسم اکریذ کی جڑون کی راکھ۔ اس قسم کو ہمنے اقسام خرما مین نہین بیان کیاہے اسلئے کہ اُسکا حصہ چھپ چکنے کے بعد اسکی حقیقت معلوم ہوی۔ یہ لفظ غالبًا عربی زبان کا نہین ہے۔ اہل لغت نے اسکے مادہ سے سکوت فرمایاہے۔ جڑون کی راکھ بہ نسبت راکھ کے اور اقسام کے کھاد کے لئے خاص اثر رکھتی ہے۔ صغریث نے کہا ہے کہ درخت خرما کو اُنکی جڑون کی راکھ بطور کھاد دیئے جانے سے یہ اثر ہوتا ہے کہ بُن شاخ مین سرخی اور ایک قسم کی خوشبو پیدا ہوتی ہے اور شاخ کا وہ حصہ بیش قیمت عود کا کام دیتاہے۔ نیز شاخونکی جڑین* اسکے استعمال سے بہت مستحکم ہوجاتی ہین۔ ایسی خوشبودار شاخون سے جنکی خوشبو جڑون کی راکھ کے استعمال سے پیدا ہوی ہے۔ عمدہ دوائین تیار ہوتی ہین جنکو رواہطہ نے اپنی تصنیف مین خاص طور پر ذکر کیاہے۔

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ایک مسّن فلاح المسمے بعبدسی نے کہا کہ صرفان کی گٹھلیون سے سو درخت بوئے گئے تھے جنمین مختلف اقسام پیدا ہوے انہین اقسام مین ایک ایسی قسم پائی گئی جسکی جڑون کو ہتھیلی پر ملنے سے ہتھیلی سرخ ہوگئی۔ پس ہم نے

* شاخون کی جڑون سے بُن شاخ مراد ہے یعنی شاخ کا انتہائی حصہ جو تنہ سے ملا ہوا ہو۔

ایک ظرف مین اُن جڑون کو جمع کیا اور پانی مین پکایا تو معلوم ہوا کہ اُن مین لال رنگ ہے جو کسم سے مشابہ ہے۔ پھر ہم نے اُسی رنگ مین ملح° الغرب کو شریک کیا تو رنگ عمدہ نظر آیا۔ اس درخت کا نام صابوغار کہا گیا۔ (دیکھو اقسام خرما کے حصہ اول مین نمبر ۴۱)

(۲) تنہ کے منافع

صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ خشک پتون کی لکڑی موٹون مین زیادہ استعمال کیجاتی ہے اسلئے کہ پانی مین بہت کم سڑتی ہے۔ مکانون کی چھت مین تیرون اور کڑیون کے لئے اُس سے کام لیتے ہین اور بعض مقامات پر اُنکو ایک دوسرے سے متصل گاڑ کر دیوارین بنائی جاتی ہین اور کشتیون کے لئے تو اُنکی لکڑی بہت ہی مفید مانی گئی ہے۔ تنون کے تختون سے مختلف قسم کے کامون مین مدد ملتی ہے وہ بوجھ اُٹھانے مین نہایت قوی اور متحمل ہونے کے علاوہ کیڑے کے اثر سے بھی محفوظ رہتی ہین۔ ممالک عرب کی تعمیر مین گول تنون کو صاف کر کے تھمون اور کولھوؤن مین اُنکا استعمال بہت شوق کے ساتہ ہوتا ہے۔ خرما کے خشک تنون کی لکڑی مین یہ صفت بھی ہے کہ اُنکی آگ مطلق نہین بجھتی اُسکو راکھ مین مخفی رکھنے کی ضرورت بھی نہین ہوتی۔ برشیشا فلاح نے کہا کہ مینے تنہ کی لکڑیون کی آگ کو دفن کر دیا اور ۵۰ دن کے بعد پھر زمین کھولی گئی تو آگ محفوظ تھی۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ اس تجربہ کو بیان کرتے ہوے فرماتے ہین کہ تنہ پر کیا موقوف ہے۔ درخت خرما کے ہر ایک حصہ کی لکڑی مین یہی صفت ہے۔ کھجور کی ایک خاص قسم (دسکر)× ہے جسکے خشک تنہ مین بوجھ اُٹھانے کی قوت بہ نسبت دوسرے اقسام کے بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اسی طرح حرکان اور ظبرزد* کے

° بقول صاحب محیط اعظم یہ ایک نمک ہی جو درخت غرب سے نکالا جاتا ہے۔

× دیکھو اقسام کا نمبر (۲۱) * دیکھو اقسام کے حصہ اول کا نمبر (۴۵)

تنے بھی بہ نسبت اور اقسام کے قوی ہوتے ہین۔ دیمک اور مٹی کا اثر ان پر نہین ہوتا اقسام خرما مین ہم نے شکر کا بیان نہین کیا ہے۔ شکر زبان عرب مین شکر کو کہتے ہین۔ غالباً یہ وہی قسم ہے جسکو ہم نے اقسام خرما کے سلسلہ دوم مین بنام شکر اور شکری بیان کیا ہے (دیکھو نمبر ۱۳)

(۳) درخت خرما کے پوست کے منافع۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ابلنہ اور قاف سایا اور گندرایا کے لوگ درخت خرما کے پوست اور نخلہ حاملہ کے پھولون کے چھلکون سے ظروف بناتے ہین۔ اور گلاس آب نوشی کا کام اُن ظروف سے لیا جاتا ہے کانچ اور مٹی کے برتنون پر اسلئے اُنکو ترجیح ہے کہ اگر گندہ دہن شخص اُنکا استعمال کرے تو اُسکی گندہ دہنی کا اثر کسی دوسرے کو نہین پہونچ سکتا۔ عفونت انمین اثر نہین کرتی۔ ان ظروف کی دیرپائی جملہ اقسام ظروف سے زیادہ مانی گئی ہے۔ ان ظروف پر جب ایک زمانہ گزر جاتا ہے تو وہ خشک ہوجاتے ہین، جب ان پر پانی یا کوئی رقیق چیز ڈالی جاتی ہے تو اصلی رونق اور اصلی منفعت پھر عود کر آتی ہے۔ ایک خاص قسم کی خوشبو ان ظروف سے نکلتی رہتی ہے۔ جو بعض پھولون کی عطریت سے مشابہ ہے۔ تو ثامی نے کہا ہے کہ درخت خرما کے پوست سے مختلف قسم کی رسیان تیار ہوتی ہین۔ بدن کی مالش اور بدلون سے میل اور چکنائی وغیرہ دفع کرنے کیلئے اس سے بہت عمدہ جھانوے تیار ہوتے ہین جنکا استعمال صرف ظاہری اغراض ہی کو نہین پورا کرتا بلکہ جلدی امراض کو بھی دفع کرتا ہے۔ پوست درخت خرما کی دُھونی سے مچھر اور اڑنے والے موذی جانور دفع ہوجاتے ہین۔ خرما کی تیاری کے وقت جب مختلف قسم کے کیڑے مکوڑے اُسپر حملہ کرتے ہین تو اسکی دُھونی اُنکو پریشان اور ہلاک

کردیتی ہے۔ مصنف موصوف فرماتے ہین کہ پوست درخت خرما سے لوگون کو ضرر پہونچانے کی بہت سی تدابیر فلاحان عرب کو معلوم ہین جنکو ہم بھی جانتے ہین۔ لیکن ایسی چیزون کے بیان کرنے سے سکوت اولی ہے ہم نے اسلئے اسکا مجمل تذکرہ کردیا ہے کہ اسکی مضرتون سے بھی خلائق کے کان آشنا رہین۔

(۴) لکڑی کے منافع عام صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ لکڑی کا پہلا فائدہ یہ ہے کہ اس سے آگ روشن ہوتی ہے جو عالم سفلی کی تمام چیزون کی اصلاح کرتی ہے اور پانی کی سردی اور زمین کی یبوست کے فساد کو دور کرتی ہے۔ اگرچہ تمام درختون کی لکڑی عموماً اس خاص غرض کے لئے فائدہ بخش ہے لیکن درخت خرما کی لکڑی کی آگ بہت سی خوبیون مین خاص ہے یعنی خرما کی شاخین اور اسکے تنہ کی لکڑی اور جڑین جب جلائی جاتی ہین۔ تو انکی آگ سے ایک خاص فائدہ انسان کے جسم کو پہونچتا ہے جو اور درختون کے ایندہن سے نہین پہونچ سکتا۔ سوختہ لکڑی کی بو سے ایک خاص قسم کی طاقت انسانی قلب مین پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ خرما کے پھولون وغیرہ مین بدرجہ اولےٰ یہ نفع موجود ہے۔ جس سے انسان منتفع ہوسکتا ہے۔ لیکن اسی کے ساتہ یہ نفع بھی کچھ کم نہین ہے جو ایندہن کے ضمن مین حاصل ہو۔

درخت خرما کی شاخون۔ جڑون اور تنہ کے جلنے سے جو راکھ جمع ہوتی ہے۔ وہ نہاتے وقت بدن پر ملنے سے مختلف جلدی امراض کو نافع ہے۔

خرما کی شاخون کی آگ مین یہ خاص صفت ہے کہ وہ دیرپا ہے۔ کسی اور ایندہن کی آگ اسقدر دیرپا نہین ہوتی جیسی کہ انکی آگ۔

شاخہاے خرما کی چھڑیون سے ملک عرب مین بہت خوبصورت ٹٹیان بنائی جاتی

ہین جنسے سہری کے لئے چھر دان کا کام لیا جاتا ہے۔ موسم گرما مین اُن پر آبپاشی کرتے ہین جس سے خنکی کے علاوہ ایک خاص قسم کی خوشبو بھی پھیلتی ہے۔

شاخہاے خرما کی لکڑی سے مکانات کی چھتون مین کافی مدد ملتی ہے۔ انکے چھلکون سے چٹائیان جانمازین دسترخوان بنتے ہین۔ انہین چھلکون سے خوبصورت پردے بنائے جاتے ہین جنپر دہوپ کا اثر کم ہوتا ہے اور بارش کے اثر سے جلد نہین خراب ہوتے۔

شاخہاے خرما کی چھڑیون سے مختلف قسم کے ٹوکرے اور جھابے اور مال تجارت کی حفاظت کیلئے صندوق بنائے جاتے ہین۔ انہین چھڑیون سے پانی کے اکثر ظروف پر غلاف چڑہائے جاتے ہین جس سے ظرف محفوظ اور پانی ٹھنڈا رہتا ہے۔

درخت خرما کی شاخون اور چھڑیون سے اعلےٰ قسم کی مسواکین بناتے ہین جنکا استعمال دردِ دندان وغیرہ کے لئے مفید مانا گیا ہے۔

انہین چھڑیون سے ملک عرب مین ایک خاص کام سقف مکان کی چھت گیری کا لیا جاتا ہے جس سے ناہموار چوبینہ چھپ جاتا ہے اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا کسی نے سقف سے متصل تختہ بندی کر دی ہے۔

انہین چھڑیون سے کشتیون مین بطانے قائم کئے جاتے ہین اور بالا خانے بنائے جاتے ہین اسلئے کہ یہ مانی ہوی بات ہے کہ کھجور کی لکڑی یا اُسکے اجزا پانی کے اثر سے بہت دیر مین سڑتے ہین۔

انہین چھڑیون کے پوست سے اعلی قسم کی رسیان بٹی جاتی ہین جو مضبوطی مین بہت مشہور ہین۔

(۵) پتون کے منافع | کہجور کے پتون مین بہت سے منافع ہین۔ ان سے زنبیلین۔ بوریے۔ بنائے جاتے ہین جنمین اقسام کے پھل اور مٹھائیان اور غلے اور کپڑے اور کھانے پینے کی چیزین رکھی جاتی ہین۔ خوبصورت جانمازین۔ دسترخوان بھی انہین پتون سے تیار ہوتے ہین۔ ممالک عرب مین کہجور کے پتون کی ٹٹیان خصوصًا آبدار خانون کے لئے نہایت مفید ثابت ہوی ہین جنسے پانی مین دیر تک خنکی رہتی ہے۔ انہین پتون سے طرح طرح کی چٹائیان اور سائبان اور چھوٹے بڑے پردے بنتے ہین۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکہا ہے کہ انہین پتون سے بٹی ہوی ڈوریان معاشرتی کاروبار مین مستعمل ہین۔ انہین ڈوریون سے ایک خاص قسم کا پاانداز بنتا ہے۔ زنبیلون کے ڈہکنے اور پردے بھی انہین سے تیار ہوتے ہین۔ کہجور کے سپید پتون کو کتر کر بہت سی خوبصورت چیزین بناتے ہین۔ جب کہجور کے پتون کو کتر کر خاص اہتمام سے جلایا جاے اور اُنکی راکھ جمع کیجاے اور پھر اُسکو میٹھے پانی مین پکایا جاے اور اُسکے بعد سکھا لیا جاے تو وہ زخمون کے التیام کے لئے خاصہ مرہم ہے اور عمل طایر یعنی حقنہ کے لئے اُسکا استعمال ہوتا ہے۔ طبیبون نے اپنی کتابون مین اسکا ذکر کیا ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ درخت خرما کے نرم اور سفید پتے جو مادہ خرما کے لب سے اُگے ہون۔ جب اُنکو چبا کر اُنکا لعاب مُنہ مین جمع کیا جاے۔ پھر چبانے والا اُس لعاب کو ایسی آنکھ مین ڈالے جسمین زخم کی وجہ سے سُرخ نقطہ پیدا ہوکر اُسکی تکلیف سے آنکھ سُرخ ہوگئی ہو تو یہ لعاب اُسکے لئے نافع ہوگا۔ اور وہ تکلیف یاکھٹک دفع ہوجائیگی۔

بعض اطبا کہجور کے پتون سے ایک عمدہ نمک تیار کرتے ہین۔ اسطرح پر کہ اول پتون کو جلاتے ہین اور پھر اُنکی راکھ کو مٹی سے علٰحدہ کرکے جمع کرتے ہین اور ایک

دن اُسکو میٹھے پانی مین بھگو کر پھر دھیمی آنچ پر پکاتے ہین۔ دھیمی آنچ سے مراد یہ ہے۔
کہ اُسکی گرمی آفتاب کی تیز گرمی سے مساوی ہو پھر جب ۱۲ گھنٹہ تک وہ پکائی جاے
تو اُسوقت آگ کو تیز کرنا چاہیئے۔ یہان تک کہ پانی اُڑ کر خشک ہو جاے جو کچھ رہجائیگا
وہ نمک ہو گا۔ یہ نمک درحقیقت ایک عمدہ سُرمہ ہے۔ جسکا استعمال آنکھ کے سپید داغون
کے لئے نافع ہے اور پلکون کی کھجلی جس سے پلکین آخر پر گر جاتی ہین دفع ہو جاتی ہے۔
آنکھ کے پھڑکنے کو بھی دفع کرتا ہے۔

اگر اس نمک سے بدن کی مالش کیجاے تو کھجلی کا مرض بالکل جاتا رہتا ہے۔
مادہ خرما کے لُب سے نکلے ہوے سپید پتون پر ایک قسم کا آٹا سفید رنگ ہوتا ہے۔
اگر شاخ خرما کو ہلا یا جاے تو وہ ایک نرم سفوف کی شکل مین جدا ہوتا ہے۔ اس
آٹے کو احتیاط کے ساتھ جمع کر لینا چاہیئے اور پھر اُسمین سے ڈیڑھ دانق (ایک دانق
مساوی ہے ۶ رتی کا) اور ایک اوقیہ (ایک اوقیہ مساوی ہے ۱۱ تولہ ۸ ماشہ کا۔)
گلاب کا عرق یا سفرجل کا سادہ شربت ملا کر پینا چاہیئے۔ یہ مجموعہ مصفی خون ہے۔
اور خون کی بستگی کو دفع کرتا ہے اور روک دیتا ہے۔ اسفل مین بواسیر کے لئے
بھی نافع ہے۔ اگر خون کا رکاو عارضہ سحج کی وجہ سے ہو جو ایک قسم کی آنتون کی
ریاحی بیماری ہے تو یہ چیز اُس عارضہ کے لئے نافع ہو گی۔ اسکے پلانے کے بعد سحج
کا علاج حقنہ کے ذریعہ سے کرنا چاہیئے۔

(۶) جُمّار کے منافع۔ جُمّار سے شحم النحل مراد ہے جس سے وہ گودا مراد ہے جو درخت
کے تنہ کے اندر ہو جس سے پتے بنتے ہین جسکے بعد وہ گابھا کہلاتا ہے۔
بقول صاحب فلاحتہ النبطیہ تیز امراض کو اُس سے شفا ہوتی ہے۔ یبوست اُسکی استعمال

سے دفع ہوتی ہے کیونکہ اُسمین خون اور صفرا کے جوش کو دفع کرنے کا عجیب خاصہ ہے اور سینہ کی گرم بیماریون کو بہت نافع ہے اور اپنی خوبیون اور منافع مین ضرب المثل ہی۔ اور اُن لوگون کیلئے بہت بڑی دوا ہے جو ہمیشہ خرما کی غذا کے عادی ہین خرما کھانے کے بعد جمّار کا ایک ٹکڑا ضرور کھانا چاہیئے۔ خاصکر گرم مزاجون کیلئے وہ کھجور کا مصلح ہے۔ حرارت کو بجھا دیتا ہے۔ پختہ خرما کے ساتھ اسکا استعمال عجیب طرح پر ذائقہ بخش ہے۔ اسکو طباخان عرب گوشت مین پکاتے ہین اور بطور ترکاری استعمال کرتے ہین۔ روٹی کے ساتھ اسکا سالن بہت بھلا معلوم ہوتا ہے۔ شہد یا شکر کے ساتھ جب کھایا جاتا ہے تو اُس سے بڑی حلاوت حاصل ہوتی ہے۔ بہت سے علاجون مین یہ بکار آمد ہے۔ جیسے آنکھون کا درد وغیرہ۔ طبیبون نے مختلف امراض مین اسکے لیپ کو پسند کیا ہے۔ قوثامی نے کہا ہے کہ جُمّار تر کا عرق سخت یرقان کے بیمار کو روزانہ پلایا جاے تو چند روز کے استعمال مین اُسکو شفا حاصل ہوگی۔

(۷) طلع کے منافع صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ یون تو ہر ایک درخت کے پھول مین ایک خاص قسم کی عطریت ہوتی ہے جو انسان کو فطرۃً مرغوب ہی لیکن خرما کے پھول کی خوشبو بہت بڑے فائدون پر شامل ہے۔ صغریث کا قول ہے کہ جب مرگ مفاجات کے اسباب کا خوف غالب ہو تو درخت خرما کے پھولون اور اُنکے پوست کی خوشبو سونگھنے کا التزام رکھنا چاہیئے۔ پھولون اور اُنکے پوست کی خوشبو لینے کا طریقہ یہ ہے کہ اُنکو توڑ کر اُنکی ڈنڈی کو سونگھا جاے جسکی خوشبو سے قلب مین ایک خاص تقویت پیدا ہوتی ہے جو قلبی امراض کے لئے حفظ ماتقدم کا کام کرتی ہے اور وہی امراض مرگ ناگہانی کے اسباب ہین۔ اگر احیاناً یہ اسباب کسی ایسے زمانہ

مین پیدا ہون جسمین درخت خرما کے پھول نہین ہوتے تو اُسو نت جمّارہ کی خوشبو اُسکا بدل ہے - جمّارہ درخت سے جدا ہونے کے بعد دو یا تین دن تک کام دیسکتا ہے خاصکر نر درخت کے پھولون کے سفوف کو سونگھنے سے دل کو تقویت ملتی ہے - امراض قلب کے انسداد مین اسکی عجیب تاثیر ہے - فلاحتہ النبطیہ کے لائق مصنف فرماتے ہین کہ خرما کا جو درخت گھاد اور خصوصاً انسانی میلہ کی کھاد سے پرورش پاتا ہے اُسکے پھول کی خوشبو انسان کے لئے خاص فائدہ رکھتی ہے -

نر درخت یا حاملہ مادہ کے پھولون کے چھلکے اُتار کر اُنکو سایہ یا دھوپ مین سُکھا لیا جاے اور پھر چکّی یا اوکھلی مین اُنکو پیس کر کسی قدر سپید گلاب کی پتیان اُس مین ملائی جائین تو ایک لطیف اور معطر اُبٹن تیار ہوگا جسکے استعمال سے ہاتہ کی چکنائی اور بدبو بہت جلد زائل ہوگی - اگر اسمین کسی قدر عمدہ سجّی بھی ملالی جاے تو جسم پر ملکر نہانے کیلئے نہایت نفع بخش ہوگا - صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ایک قوم ہے جسکے ہاتھون مین بدبو کا اثر دیر تک رہتا ہے اُنکے لئے یہ خاص دوا ہے - یہ پیسے ہوے چھلکے جب تانبہ کی دیگچی مین ڈالے جائین اور اُنمین ۱ حصہ پانی ملایا جاے پھر ۲ گھنٹہ تک برابر نرم آنچ پر پکایا جاے تو ٹھنڈا ہونے کے بعد اس پانی کا چھڑکاو ایک ایسے مقام کے لئے بیحد مفید ہوگا جہان چچڑیان زیادہ ہون جس انسان یا جانور کے جسم پر اس قسم کے کیڑے چمٹے ہوے ہون اُنکو چھڑانے کیلئے یہ پانی کام مین لایا جاسکتا ہے - جن زخمون یا پھوڑون مین بدبو پیدا ہوجاتی ہے اُنکی صفائی اور التیام کے لئے اس پانی سے دھونا بہت مفید ہے -

نر اور مادہ کے پھولون کے چھلکے خون اور صفرا کی حرارت کو فرو کرنے مین

بہت فائدہ دیتے ہین اسکے استعمال کے خاص طریقہ کو صاحب فلاحتہ النبطیہ نے دکھلایا ہے۔ فرماتے ہین کہ ان پھولون کے چھلکون کو پیس لو۔ اور اُس شربت مین جس کی تعریف اور ترکیب ہم پھل کے منافع مین بیان کرینگے اس طرح پر ملالو کہ ایک درہم برابر پھول کا سفوف ہو اور ۱۰ درہم برابر شربت اور پھر مجموعہ کے مساوی میٹھا پانی اور اُسی قدر گلاب اُسمین شامل کرو۔ یہ مکسچر متلی کو دفع کریگا۔ سوء ہضم اور خصوصاً ہیضہ کے مرض مین انسان کو بہت نفع دیگا۔ خون کی حدت صفرا کی گرمی اس سے دفع ہو گی۔

خرما کے پھولون کو خواہ نر کے ہون یا مادہ کے پتھر یا کانچ کے کھرل مین پیسکر سونگھنے سے متلی فوراً دفع ہو جاتی ہے اور یہ ہیضہ کی ابتدائی حالت مین بہت نافع ہے۔ معدہ کے تغیر کو بہت جلد دفع کرتا ہے اور شہوت کو بڑھاتا ہے۔ شہوت کے رُک جانے کی حالت مین اسکا سونگھنا بہت نفع دیتا ہے۔

اگر خرما کے پھولون کے چھلکون کو پیسکر گلاب کی پتیون کے ساتھ عرق گلاب مین تر کرین اور معدہ پر اُسکا لیپ کیا جاے تو متلی کو نافع اور معدہ کے لئے مقوی ہے اور فم معدہ سے سوء مزاجی کو دفع کرتا ہے۔ معلوم رہے کہ اس ترکیب مین پھولون کو ڈنڈیون سے الگ کر لینا چاہیے۔

مصنف فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ان پھولون کی ڈنڈیون کے منافع بھی کثیر ہین۔ ایک یہ ہے کہ اُن سے آگ جھاڑی جاتی ہے یعنی یہ چقماق کا کام دیتی ہین ان سے مسکو اکین بناتے ہین جنسے دانت مضبوط ہوتے ہین۔ ان سے رسّیان تیار ہوتی ہین جو مضبوطی مین شہرت رکھتی ہین۔ انکی آگ پر کلیجی یا نرم گوشت پکانے

سے اُسکا ذائقہ بڑھ جاتا ہے۔ انکی آگ پر مچھلی کا کباب بنایا جاے اور اُسکو گرما گرم پانی اور نمک مین ڈالکر ایک خاص قسم کی گھانس بھی اُسمین ملا دیجاے جسکو عربی مین صعتر اور فارسی مین آویژ کہتے ہین تو کباب نہایت سریع الھضم اور اسکی پخت نہایت کامل ہوگی بدینوجہ کہ اس آگ کی حدت بہت دھیمی اور نرم ہوتی ہے۔ اسکے بھُنے ہوے کباب مین خاص فوائد پیدا ہو جاتے ہین۔

اگر انڈون پر کسی قدر آٹا لگاکر ان ڈنڈیون کی آگ پر رکھدیے جائین تو نہایت لطیف نیم برشت تیار ہوتے ہین۔

اگر اس آگ پر بخورات سلگائی جائین تو ان کا اثر دیر تک رہتا ہے۔ اور یہ صفت اور ایندھنون مین معدوم ہے۔

صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ اگر طلع کو کھُرکھُرا پن اور سختی پیدا ہونے سے پہلے چھیلین اور اُسکے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کرین اور پھر سب کو ملاکر اُس قدر میٹھے پانی مین ڈالین جسمین وہ ڈوب جائین اور دھیمی آنچ پر پکاے جائین یہانتک کہ طلع اور اُسکے چھلکون کی قوت پانی مین نکل آئے۔ پھر اُن کو نچوڑ لیا جاے اور ٹھنڈا ہو جانے پر اُس پانی کو متلی والے شخص کو پلایا جاے جسکو پیاپے قے آتی ہو تو یہ پانی اُسکو نافع ہوگا۔ یہی پانی ہچکی کم کرنے کیلئے بھی نفع دیگا۔ اگر اس عرق کو چند مہینے تک رکھنا مقصود ہو تو اُسکو شکر ملاکر نہایت دھیمی اور ہلکی آنچ پر پکا لینا چاہیے اور بالائی کف وقت بوقت نکال دیا جاے تا آنکہ ہلکا سا قوام پیدا ہو جاے پھر اُسمین گلاب کا عمدہ عرق بمقدار مناسب ملا دیا جاے اور پھر اُسی دھیمی آنچ پر جوش کھاتے دین تو ایک نفیس شربت تیار ہو جائیگا جسکو سورائین نے حاقدایا کہا ہے۔

جس شخص کی آنکھون مین دائمی سُرخی ہے اُسکے لئے بھی یہ شربت مفید ہوگا۔

جب اس شربت مین سرکہ اور شہد شریک کرکے استعمال کیا جاے تو معدہ کے لئے مقوی کا کام دیگا۔

طلع پر بلح کا چھلکا ڈالا جاے اور ٹھیکرے کے توے پر نرم آنچ دیجاے۔ یہانتک کہ وہ بھُن جاے اور اُسکی بو پھیلنے لگے اور اُس سے کوئی چیز مثل عرق کے ظاہر ہو تو اُسوقت بھُنی ہوی شے کو پسے ہوے نمک کے ساتہ کھانا چاہئے یہ اُس بیمار کے لئے نافع ہے جسکو صفراے خلقہ کا عارضہ لاحق ہو جس سے اسفل مین خراش پیدا ہوتی ہے۔ اس علاج سے عارضہ رُک جائیگا اور شفا حاصل ہوگی

کبھی طلع کو دوسرے طریقہ سے بھُون کر کھاتے ہین۔ یعنی ایک تیز چھُری طلع کے سر مین چبھوئی جاتی ہے اور اُسی مقام پر روغن زیتون ٹپکایا جاتا ہے اور پھر گوندھا ہوا خمیری آٹا اُس پر لپیٹا جاتا ہے اس طرح پر کہ روغن زیتون کا ٹپکایا ہوا حصہ اُسکے اندر ہو جاے پھر تھوڑی دیر اُسکو رکھ چھوڑ کر اُسکے بعد سپید مٹی کا لیپ اُسپر چڑہایا جاتا ہے اور دھیمی آنچ کے گرم تنور مین رکھکر تنور کا مُنہ بند کر دیا جاتا ہے۔ تا آنکہ طلع بھُن جاے۔ پھر اُسکو نکالکر مٹی اور میدے کو اُس سے الگ کر دیا جاتا ہے۔ ایسا بھُونا ہوا طلع نہ صرف لذیذ ہوگا بلکہ مرض مذکور کو نفع دیگا۔

بھُونے ہوے طلع کو سِکباج[1] کے ساتہ پکانے سے نہایت خوشبودار اور پُر ذائقہ ہو جاتا ہے۔ طلع کو بھُون کر عمدہ سرکہ مین ڈالدین اور اجمود ہندی اور سداب اور جرجیل کتر کر انمین ملا دین اور ایک گھنٹہ کے بعد اُس سرکہ مین ذراسی زعفران پیسکر

[1] سکباج بقول صاحب محیط اعظم ایک قسم ہے مرکب غذا کی جسمین سرکہ ملایا جاتا ہے

شریک کرین اور سات دن کے بعد اونٹ کے گوشت کے ساتہ پکائین تو یہ مرکب گرم اور تیز مزاج والون کے لئے مصلح ہوگا اور اُنکو برودت پہونچائیگا جس شخص کو سُرخ پتی کا عارضہ ہو اُسکو بھی نفع دیگا۔ عرب کے رہنے والے اسکا استعمال گرمیون کے موسم مین ماہ ہاے حزیران[1] اور تموز[2] اور آب[3] اول کے نصف مین کرتے ہین۔ اور اسمین جُمّار اور کدو کے ٹکڑے بھی ملا دیتے ہین اور جب طلع نہ مل سکے تو صرف جُمّار سے کام لیتے ہین اُنکا خیال ہے کہ اسکا استعمال مختلف امراض کے لئے ایک قسم کی روک ہے۔ نر درخت کا طلع قبل ازین کہ وہ سخت ہوجاے ایسے معدہ کے لئے بہت بڑی دوا ہے جسمین حرارت اور یبوست سے فساد پیدا ہوا ہو۔ اور استرخار کا مرض اس حدتک ترقی کرچکا ہو کہ غذا کے ہضم ہونیسے پہلے انسان کو اجابت کی حاجت ہو تو مناسب ہے کہ نر درخت سے طلع لیا جاے اور اُسکو ٹکڑے کرکے ایسی شے مین بھگویا جاے جس سے طلع کا مزا نہ بدلے پھر طلع کے ٹکڑون کو مریض اپنے دانتون سے چبا ڈالے اور اُسکا رس نگل جاے تو یہ دوا اُسکے مرض کو دفع کریگی رواہا طبیب نے اپنی تصنیف مین بضمن بیانِ فصد ذکر کیا ہے کہ بعض لوگ ایسے ہوتے ہین جنکی فصد کھولتے ہی کثرت سے خون بہہ جاتا ہے تو ایسے طبائع کے لئے نر درخت کا طلع کوٹا جاے اور شراب کے سرکہ مین ملایا جاے اور فصد کھولی ہوی رگ پر ڈالا جاے اور مسلسل ٹپکایا جاے تو خون بہت جلد بند ہوجائیگا۔

(۸) بلح کے فوائد	جب مادہ خرما کے پھول مین بلح پیدا ہوجائین تو اُنسے بھی علاجات مین

[1] رومی مہینہ کا نام ہے جو مطابق ہوتا ہے اساڑہ کے۔ [2] رومی مہینہ کا نام مطابق ہوتا ہی ساون کے
[3] آب اول رومی مہینہ کا نام جو بھادون کے مطابق ہوتا ہے۔

بہت کام لیے جا سکتے ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ جب ہمکو قبض یا تبرید یا حبس کی حاجت ہو مثلاً پیشاب کی کثرت ہو۔ یا بدن کے کسی مقام یا زخم سے خون جاری رہے یا نکسیر پھوٹے یا بواسیر کی وجہ سے خون بہے تو اُسکے روکنے کے لئے بَلَح کا عرق جو کوٹ کر نکالا جاے نہایت نافع ہے اور استرخار معدہ کے لئے بھی بَلَح بہت نفع دیتا ہے۔ اسلئے کہ بَلَح معدہ کو سخت کر دیتا ہے اور اُسکے افعال کو قوی بنا دیتا ہے۔ ڈھیلے مسوڑہون اور ہلتے ہوے دانتون کو بھی درست کر دیتا ہے۔ جسوقت پتھر کے کھرل مین بَلَح کو کوٹ کر اُسکا عرق بے ہوش انسان کے حلق مین فرو کیا جاے تو ہر ایک قسم کی بیہوشی سے فوراً افاقہ ہو جاتا ہے۔ بَلَح اور جُمّار دونون کا مخلوط عرق کمزوری کے تمام اقسام کو مفید ہے۔ حکیمون نے اسکو مار اللحم کے قائم مقام کہا ہے۔ بَلَح اور جُمّار کے عرق کو پکا کر جُمّار کے ٹکڑے اُسمین چھوڑ دیے جائین اور ضعیف البدن شخص اُسکو کھاے تو کم قوتی بہت جلد دفع ہو جاتی ہے۔

جب بَلَح کو کوٹ کر اُسکا سفوف بنا لیا جاے اور پھر اُسمین گلاب کا عرق شریک کر کے ورم بدن پر لیپ کیا جاے تو ورم جاتا رہیگا۔ اگر نفخ کا آغاز ہو چکا ہو تو اُسکے لئے بھی فائدہ کریگا۔

(۹) بُسر کے فوائد صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ بُسر بہت سے امراض کیلئے مفید ثابت ہوا ہے۔ جیسے ذات الجنب کا عارضہ جسکا علاج بُسر کے کھانے سے ہوتا ہے۔ اسکو خلوے معدہ کے وقت کھانا چاہیے۔ اُسی وقت درد ٹھہر جائیگا۔ طبیبون نے کہا ہے کہ اگر بیمار کے لئے فصد یا قے کی نوبت آچکی ہو تو اسکا استعمال فصد اور قے کے بعد کرنا چاہیے ورنہ درد اُٹھنے کے ساتھ ہی۔ بعض وقتون مین بُسر کو پیس کر

اُسکا لیپ جگر اور سینہ اور معدہ اور تلی اور گُردون پر لگاتے ہین جو ان اعضا کے امراض کو دفع کر دیتا ہے۔

جو بُسر زیادہ شیرین ہوتے ہین اُن سے ستو بنایا جاتا ہے۔ اور اس ستو کو تجربہ کارون نے نہایت مقوی کہا ہے۔

اگر حصرم کے کوٹے ہوے عرق کو سرکہ اور آش برنج کے سانہ ملایا جاے۔ اور جُمّار اور کدو کے ٹکڑے اور صرف بکری کے بچے کا گوشت اُسمین ملا کر پکایا جاے تو اُس بیمار کو جسکو یرقان بارد کا مرض لاحق ہے۔ اُس گوشت کے ٹکڑون اور کدو اور جُمّار کے ٹکڑون کا کھانا بہت مفید ہوگا۔ بعض حکیمون کی راے ہے کہ اجمود دلایتی یعنی کرفس اور سداب کو پانی مین بھگویا جاے اور حصرم اور جُمّار کے ٹکڑے بھی اُس مین چھوڑ دیے جائین اور طلوع آفتاب کے وقت یا اُس سے پہلے بیمار کو کھلا دین اور اشتہا کے وقت میدے کی روٹی کے ٹکڑے اُسمین بھگو کر کھلا دین اور یہ عمل چند روز تک برابر جاری رکھا جاے تو یرقان دفع ہو جائیگا۔

(۱۰) رطب کے فوائد۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ خرما کا جو درخت انسانی میلہ کی کھاد سے پرورش پاتا ہے اُسکا بار انسان کے لئے نہایت مفید اور پرلے درجہ مین مقوی ہے۔ جب انسان کا میلا درخت کیلئے بمنزلہ غذا بنکر اُسکو شاداب کرتا ہے تو ایسے درخت کا پھل خاصکر انسان کے لئے کیون نہ فائدہ بخشے جسمین خود انسانی جزو موجود ہے۔ اگرچہ اُسکی صورت بدل گئی ہو۔ بعض قومون نے عادت کر لی ہے کہ وہ ہمیشہ اپنی غذا مین خرماے تر یا خشک کو شریک رکھتے ہین۔ اور اُنکے بدن اُس سے قوت حاصل کرتے ہین۔ حاضر المزاجی اور طبیعت کی تیزی

کی انسان مین ایک خاص قوت ہے جسکو غذاے خرما سے بڑا تعلق ہے۔ خرماے تر انسان کے بدن مین گرمی پہونچاتا ہے جس سے دماغ اور عقل پر بہت عمدہ اثر پڑتا ہے۔ بدن کی ترکیب اور تندرستی مین ترقی اور مہلک امراض کے لئے مانع اور عفونت بدن کے لئے دافع ہے۔ عفونت سے وہ ردی عفونت مراد ہے جو بدن کو ضائع کر دیتی ہے اور بعض اوقات جلا ڈالتی ہے۔ اگرچہ اس غذا کی تاثیر نفوس انسانی مین اُس قدر نہین ہوتی جسقدر غلون وغیرہ کی غذا سے ہوتی ہے۔ تاہم صحت بدن اور دفع عفونت مہلکہ کے لئے ایک ایسا لطیف اور خوش ذائقہ میوہ ہے جو ہم خرما وہم ثواب کا مصداق ہے۔ بعض علماے عرب نے لکھا ہے کہ خرما کو ہمیشہ استعمال کرنے والے انسانون کی عمرین دراز ہوتی ہین اور اسکی بڑی وجہ یہ ہے۔ کہ بدن کی تندرستی مدتون قائم رہتی ہے۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ خرماے تر کو دودہ کے ساتہ ہمیشہ کھانے والون کی عمرین ڈیڑہ سو سال سے متجاوز سُنی گئی ہین۔ صاحب فلاحۃ النبطیہ نے لکھا ہے کہ استعمال خرما کے لئے اُس درخت کی ترجیح جسکو انسانی میلے سے کھاد دیگئی ہو کہین ناظرین کو غلط فہمی مین مبتلا نہ کرے جو منافع خرما کے استعمال مین بیان ہوے ہین وہ محض اسوجہ سے نہین ہین کہ اُسکے درخت کو انسان کا میلا بطریق کھاد دیا گیا ہے بلکہ منافع اسلئے حاصل ہوتے ہین کہ وہ کھاد اجزاے نخل سے ملتی ہے اور اسی کھاد پر کیا منحصر ہے۔ سبز کھاد یا اور قسم کی کھاد خاصکر درخت خرما مین ایسی جزو بدن ہوتی ہے اور خرما کی خاص تاثیر سے اس خوبی کے ساتہ تحلیل ہو جاتی ہے جو اور کسی درخت مین کبھی نہین ہو سکتی اور اس خاص صفت مین درخت خرما کی بہت بڑی فضیلت ہے۔ درخت خرما کے اجزاے اصلیہ بنی آدم

کے اجزاے اصلیہ کے مشابہ اور مشاکل ہونے کی وجہ سے دونون آپس مین ایک دوسرے کے لئے شفا اور غذا اور مقوی مادہ کا فائدہ بخشتے ہین۔ خرما کے پھل بدن انسانی کے لئے عمدہ غذاؤن کے قائم مقام ہین۔ بینوشادس نے کہا ہے کہ جو لوگ ہمیشہ خرما کا استعمال رکھتے ہین۔ اُنکو جذام اور سرطان اور سلع کا عارضہ نہین ہوتا۔ اور اکثر سوداوی امراض جو دیر مین اچھے ہوتے ہین عارض ہی نہین ہوتے۔ خرما کے پھلون کی حلاوت شکر اور شہد سے فائق ہے۔ اسلئے کہ معتدل ہے۔ شہد و شکر کی حلاوت کو حکیمون نے تیز کہا ہے اور کشمش کی حلاوت۔ حلاوت حردہ سے تعبیر کی گئی ہے۔ خرما ہی کی حلاوت ہے۔ جو خیر الامور اوسطہا کا مصداق ہے۔ حکیمون نے اسپر اتفاق کیا ہے کہ خرما کے پھل جلد ہضم ہوجاتے ہین اور دیر تک معدہ مین نہین ٹھہرتے۔ جوہر خرما کو جوہر انسان کے ساتھ اتحاد ہے۔ یہی وجہ ہے کہ خرما سے خلط غیر صالح پیدا نہین ہوتی۔ بعض وقتون مین گوشت کی غذا روٹی اور ترکاریون کے ساتھ جسم انسان کے لئے غیر نافع ہوتی ہے۔ اور مولد امراض ثابت ہوی ہے برخلاف خرما کے جسکی شرکت کسی دوسری غذا کے ساتھ اُس غذا کی برائی کو بھی دفع کرتی ہے۔ خرما باعتبار ذائقہ کس کو نہین پسند ہے اور کون ایسا شخص ہے جسکو اُسکا ذائقہ نہ بھاتا ہو۔ خرما سے مربے۔ سرکہ۔ شراب اور بہت سے نافع شربت اور اچار بناتے ہین۔ ایک خاص قسم کا شربت اس سے بنتا ہے جو نہایت ہی ذائقہ دار اور نافع ہے۔ تجربہ کار حکیمون نے لکھا ہے کہ ملک بابل کے سمندر مین ایک خاص قسم کی گھانس پیدا ہوتی ہے وہ اپنی جڑون کے ساتھ کوٹی ہوی اور اُسکے سوا صواہری۔ حب الاس۔ حب الزبیب۔ اور تلخ اور شیرین بادام اور زیتون کے چھلکے اور کوٹی ہوی گٹھلیان اور انار کے چھلکے

اور بیج اور سوکھے ہوے پھل اور گلاب کی خشک پتیان اور (چھوٹی کشمش اپنی بیجون کے ساتھ کوٹی ہوی) یہ سب چیزین ایسی ہین جو شیرہ خرما مین بالانفراد یا بالاشتراک ملانے سے کیمیائی طریقہ پر ایک عجیب خوبی پیدا کرتی ہین - ان سے زیادہ مقوی اور نافع چیز انسان کے لئے مشکل سے تجویز ہوسکتی ہے -

نبیذ خرما شراب صالح کی ایک خاص قسم ہے جسمین کسی قدر نشہ، تو ضرور ہوتا ہے مگر کسی طرح پر اُسکا استعمال انسان کو نفع کے سوا ضرر نہین بخشتا - شرابون کے بعض اور اقسام کے نافع ہونے مین حکیمون نے بڑا مبالغہ کیا ہے لیکن اُنکی مضرت کے بھی وہ قائل ہین - پس ایسی چیز کب قابل تعریف ہوسکتی ہے جسکے فوائد کے ساتھ ضرر کا ڈر لگا ہوا ہو - اگرچہ ہم واقف ہین کہ ہر مفید چیز کا زیادہ استعمال بھی مضرت بخش ثابت ہوا ہے - خود معمولی غذا کو لیجئے جسکا استعمال غیر معتدل طریقہ پر بعض اوقات مین قریب قریب سم کے ہوگیا ہے - لیکن جس چیز کی ہم تعریف کر رہے ہین وہ ایسی بے ضرر چیز ہے جسکی بے اعتدالی کی مضرت اور چیزون سے بہت کم ہے - اور اعتدال کے منافع اور نافع چیزون سے بہت زیادہ - مصنف فلاحۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ ہماری یہ حکیمانہ رائے صرف اپنے ذاتی تجربہ پر منحصر نہین ہے بلکہ حکماے وقت نے اسکو کامل تجربون کے بعد تسلیم کیا ہے - لائق مصنف فرماتے ہین کہ ایک حصہ شیرہ خرما کا لیا جاے اور اُسی قدر خرما کے پھلون کا سرکہ اور اُتنا ہی پانی - پس ان تینون کو باہم ملاکر تانبے کی قلعی دار دیگچی یا مٹی کی پختہ ہانڈی مین دیر تک دھیمی آنچ سے پکایا جاے اور جو کچھ اُبال یعنی کف کے ذریعہ سے اُسکی سطح بالائی پر آے اُس کو نکال دیا جاے - یہان تک کہ اُبال کا آنا بند ہوجاے - پھر جب معلوم ہو کہ پکتے پکتے

پانی اڑ گیا اور شیرہ اور سرکہ کی مقدار باقی رہ گئی تب اُسکو ٹھنڈا کر لو اور کانچ کے صاف برتن مین اُسکو نکال لو۔ یہ چیز تشنگی کی روک اور بخار حارّہ یا دردسر کے لئے نہایت مفید اور مفرح ثابت ہوگی۔

بعض تجربہ کارون کی راے ہے کہ اسکو ٹھنڈے پانی مین ملا کر پینا چاہیے۔ اس شربت کے منافع کا ضبط کرنا بہت مشکل ہے۔ ہر زمانہ مین ہمارے تجربہ کی داد اطبا، وقت دے سکتے ہین۔ یہ شربت دفع قبض کے لئے ایک خاص صلاحیت رکہتا ہے اور ظاہر ہے کہ وہ چیز جسکا پہلا اثر دفع قبض ہے حکیمانہ اصول پر مجموعی ضرورتون پر کس حد تک مفید ہوگی مصنف خلاصۃ النبطیہ فرماتے ہین کہ مین نہایت تعجب سے کہتا ہون کہ گردے کی چربی اس طرح پر نہین پک سکتی کہ اُسکا کوئی جزو باقی نہ رہے۔ یہی کیفیت گہی کی ہے لیکن خرماے خشک و تر یا اُسکے شیرہ سے چربی اور گہی کے پورے اجزا تحلیل ہو جاتے ہین۔ آپ فرماتے ہین کہ چیپ دار خرما کا مین نے تجربہ کیا ہے جسکی شرکت سے چکنائی کا ثقل الگ ہو کر رہ گیا۔ جب اُسکو ٹھنڈا کیا۔ اور پہر نرم آنچ پر رکہا اور دُہوے ہوے گیہون کا کسی قدر آٹا اُسپر چھڑکا تو اُسکی تیاری بہت عمدہ ہوی وہ خبیص سے بھی زیادہ عمدہ تہا (خبیص ایک خاص غذا عربون کی ہے جو خرماے خشک کے ساتہ پکا یا جاتا ہے) اُسمین نہایت رقیق قوام آتا ہے۔ جو پیلا اور سیاہ ہوتا ہے گویا کہ وہ مربی ہے۔

آپ فرماتے ہین کہ جب کوئی انسان اُس مادہ خرما کے پہل لے جو کہ سفوف نہ ملنے کی وجہ سے انسان کے میلے سے بارآور ہوی ہو اور وہ پہل چربی یا گہی مین بہونا جاے تو دیکہا گیا ہے کہ بہت جلد بہنتا ہے اور زیادہ ذائقہ دار ہوتا ہے اور

اسکے اُبال مین زیادہ خوشبو ہوتی ہے۔ آپ فرماتے ہین کہ اس مادہ کے پھل سے
چمڑون کی دباغت بہ نسبت اور خرمون کے بہت عمدگی کے ساتھ ہوتی ہے یونتو
ہر ایک قسم کا خرما دباغت مین کام آتا ہے لیکن اس پھل کو جسکا حمل انسانی میلے
سے ہوا ہو ترجیح ہے۔ اس خاص پھل سے دباغت کیا ہوا چمڑا خوشبودار اور دیرپا
ہوتا ہے۔

توثامی نے کہا کہ خرما کے تمام اقسام کے پھل فرش یا کسی قیمتی کپڑے کے دھبون
کے لئے مصفی ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اسکی ترکیب اس طرح پر بیان کی ہے
کہ سجی کے پانی اور خرما سے تر کے عرق سے اُس دھبہ کو صاف کرنا چاہیئے بہت جلد
مٹ جائیگا۔ اگر عمدہ سجی کو لیکر کوٹا جائے اور ایک ظرف مین اُسکو رکھا جائے اور
میٹھا پانی اُسمین ڈالکر خوب پکایا جائے۔ پھر اُس کھولتے ہوئے پانی مین خرمائے
خشک ڈالکر لکڑی سے خوب ہلایا جائے۔ یہان تک کہ تمام خرما پانی مین تحلیل
ہوجائین تو ایسا پانی کپڑون کے دھبون کو عمدگی کے ساتھ صاف کریگا۔ خواہ
وہ کپڑا ریشمی ہو یا کتان اور روئی کا یا اور کسی چیز کا۔ کھجور کے سرکہ مین بھی یہ
تاثیر پائی گئی ہے مگر ضرور ہے کہ سجی کا جوش دیا ہوا پانی کھجور کے سرکہ کے ساتھ مخلوط
ہو۔ اگر اسمین چونہ بھی شریک ہو تو یہ مجموعہ کچے صابون کا کام دیگا۔

اقسام خرما سے ہیرون ایک بہتر قسم ہے (دیکھو اقسام خرما کے سلسلہ اول مین نمبر ۲)
جسکی جوارش یا اُسکا لیپ مسہل کا کام دیتا ہے اور اس جوارش کا تجربہ کرنے والا
بلکہ موجد طامثری کنعانی کا شاگرد (ماشا) ہے۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ نے اس شخص
کا ذکر فرمایا ہے۔ وہ کہتے ہین کہ اس شخص کو علم طب مین بڑا ملکہ تھا جب اُس نے

اس نسخہ کو اپنے اُستاد کے سامنے پیش کیا تو اُسنے بڑی تعریف کی اور خود بھی تجربہ کیا اور ماسی سورانی کو مطلع کیا۔ ماشا نے اس جوارش کو ایک ایسی مادہ خرما کے پھل سے بنایا تھا جو عمان مین پیدا ہوی تھی اور ہیرون کے مشابہ تھی۔ جب دوسری دفعہ اس جوارش کی تیاری خاصکر ہیرون سے ہوی تو اول سے زیادہ مفید ثابت ہوی۔

ہیرون سے جو لیپ ایجاد ہوا ہے اُسکا موجد ماسی سورانی ہے۔ اس لیپ کی تاثیرات عجیب ہین یہ اشیاء باردہ کو بدن سے تحلیل کر دیتا ہے جو سخت اور پتھریلی اور دیر مین پگھلنے والی ہون۔ جنکی نسبت اور اطبا نے بھی خاص طور پر اس بات کا ذکر کیا ہے کہ شیرہ خرما اُسکے لئے نافع ہے۔

خرما کے پھل مین تیاری بدن کی ایک خاص صفت ہے۔ جسکی مداومت سے اونٹ۔ گدھے اور اکثر چوپائے خواہ دودھ کے جانور ہون یا سواری کے فربہ ہو جاتے ہین۔ انسان کی فربہی کچھ تعجب خیز نہین ہے۔ حکیمون نے کہا ہے کہ خرما کے استعمال سے پہلے جسم کا گوشت بڑہتا ہے اور پھر چربی زیادہ ہوتی ہے۔

عرب کے فریس اور سمجھہ دار لوگ اپنے بچون کو بچپن ہی سے خرما کھلانے کی عادت ڈلتے ہین اور دودھ کے ساتھ خرما کی غذا بھی دیتے ہین۔ خرما کی شرکت دودھ کے ساتھ بہترین تلئین ہے۔ خصوصًا وہ خرما جو بیض النحدر سے حاصل ہوا ہو۔ (دیکھو اقسام درخت خرما کا نمبر ۳ صفحہ ۶۱) حکیمون نے لکھا ہے کہ سریع الاجابت اشخاص کا ذہن بہت تیز ہوتا ہے۔

ممالک عرب مین رواہطہ ایک نامی طبیب گزرا ہے۔ اور اُسکی رائے ہی کہ ایک ضعیف المعدہ اور ضعیف الہضم شخص بھی کبھی مرغوب غذا پالیتا ہے تو وہ فورًا ہضم ہو جاتی ہے۔ پس

خرما میں جبکہ بنفسہ ایک عام اور مرغوب حلاوت ہے تو اگر اُسکی غذا ہضم کے لئے خود تائید کرے اور انسانی جسم کو نفع پہونچاے تو کچھ عجب مت کرو۔ اطباے کروائین کی ایک خاص جماعت نے بیان کیا ہے کہ جب بعض اعضاے ظاہری مین درد پیدا ہو۔ جسکا سبب معلوم نہو تو خرما سے اُسکی گٹھلی نکال دو۔ اور بے تخم خرما کو آگ پر رکھو اور پھر اُسکو ایک ظرف مین اس قدر پانی ڈال کر چھوڑ دو جسمین خرما ڈوب جاے اور آنچ پر اُسکو پکاؤ۔ جب اُسکے تمام اجزا پانی مین گھُل کر شہد کی صورت پیدا کرین تو اُسمین خرما کے ہم وزن موم ملاؤ۔ اور ملون کا تیل تھوڑا تھوڑا اُسپر ڈالو اور اُسکو کسی چیز سے ہلاتے رہو جب وہ اچھی طرح سے ملجاے تو اُسکو ٹھنڈا کر لو۔ یہ ایک عمدہ قسم کی مومیائی ہے جسکا لیپ درد کے مقام پر مفید ہو گا۔

فارس اور بابل کے لوگ خرما سے ایسا عمدہ سرکہ بناتے ہین کہ جسکی ترشی سرکہ کے تمام اقسام پر فائق ہوتی ہے۔ یہ سرکہ اکثر شراب کی تاثیر رکھتا ہے۔

مثانہ کے استرخا کا مرض خرما کی مداومت سے دفع ہو جاتا ہے۔ گردہ کی سردی یا گرمی اُس سے دفع ہو گی بشرطیکہ اسکا استعمال غذا کے ساتھ ہو۔

آلہ منی کا ضعف خواہ کسی وجہ سے پیدا ہوا ہو۔ خرما کے استعمال سے دفع ہو جاتا ہے بشرطیکہ خالص خرما روٹی کے ساتھ کھایا جاے۔

حربایا ساحر نے ذکر کیا ہے کہ اگر روغن زیتون کے ساتھ پسے ہوے گوند۔ اور خرما کو ملاکر کمر کے اسفل مین اُسکا لیپ کرین اور اُسکو آگ کی گرمی پہونچائین تو باہ کیلیے بہت مفید ہو گا۔ اور یہ لیپ تمام بدن کو قوی کر سکتا ہے۔ وہ کہتا ہے کہ کثرت جماع کا تکان اس لیپ اور خرما کی غذا سے مطلق محسوس نہو گا۔

(۱۱) تمر کے فوائد۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ خرماے خشک انسان کے بدن مین گرمی پہونچاتا ہے جس سے دماغ اور عقل پر بہت عمدہ اثر پڑتا ہے۔ بدن کی تیاری اور تندرستی مین ترقی اور مہلک امراض کے لئے مانع اور عفونت بدن کا دافع ہے۔ قریب قریب وہی تمام منافع تمر مین ہین جو منافع کہ رطب کے متعلق بیان ہوے۔

خرماے خشک کے استعمال مین ایک خاص اثر یہ ہے کہ اُسکو کھانے والا شخص بشرطیکہ اُسکی مداومت کرے دور تک بے تکان پیدل سفر کر سکتا ہے۔ سیفوحا حکیم نے کہا کہ مین نے تکان دور کرنے کیلئے کسی چیز کو خرماے خشک سے بہتر نہین پایا۔ یہ شخص بڑا فلاسفر اور حکیم تھا۔ اور اسنے اپنے باپ کی حکمت اور تجربہ سے بہت کچھ فائدہ حاصل کیا۔

(۱۲) قسب کے فوائد۔ قسب کے فوائد کثیر ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ ذات الجنب کے عارضہ کے لئے یہ عجیب منفعت رکھتا ہے۔ خاوے معدہ کے وقت بیمار کو کھلانا چاہیئے۔ اُسی وقت ذات الجنب کا درد ٹھہر جاتا ہے۔ اور اُسکا شعلہ بجھ جاتا ہے اور یہ اُسوقت کھانا چاہیئے جب کہ مریض کو فصد اور قے سے فراغت حاصل ہوگئی ہو بشرطیکہ فصد اور اخراج خون اور قے کی ضرورت ثابت ہو۔ کبھی قسب کا ایک لیپ بنایا جاتا ہے جو نہایت نافع سمجھا گیا ہے جسکا نام ضماد القسب ہے۔ طب کی اکثر کتب مین اسکا بیان ہے۔ معدہ اور جگر اور سینہ اور تلی اور گردون پر یہ لیپ نفع بخش ثابت ہوا ہے۔

(۱۳) بعض اجزای خرما کی باہمی شرکت کے منافع ہین۔ صاحب فلاحتہ النبطیہ فرماتے ہین کہ بُسر کی تاثیر بلح کے قریب قریب ہے۔ بعض قوتون اور تاثیرات مین دونون شریک ہین اور بعض تاثیرات ان دونون کی اُنہین کے ساتھ خاص ہین۔ اسی طرح سوکھا ہوا خرما

بعض تاثیرات مین بُسر کے مساوی ہے اسلئے کہ یہ تینون معدہ کے لئے نافع ہین۔
بعض ضرورتون مین قسب اور بُسر مین مساوات کا حکم دیا جاتا ہے جیسے ذات الجنب
کا عارضہ جسمین ان دونون کا فائدہ مساوی ہے۔ جن امراض مین بُسر یا قسب مفید
ہے۔ اگر باتفاق یہ دونون نہ مل سکین تو ایسی حالت مین خلال کو انکا قائم مقام
سمجھنا چاہیئے۔ خلال خرما کا وہ درجہ ہے جو طلع حمل کو قبول کرنے کے بعد بلح سے
پہلے قائم ہو۔ پس خلال کے ٹکڑون کا مربی قسب کے شیرے کے ساتھ پیس کر
اُسکا ضماد کرنا۔ ضماد القسب کے قریب قریب موثر ہوسکتا ہے۔

(۱۴۲) نر درخت کے خاص منافع | نر درختونکی کثرت جو بعض وقت کاشت طریقہ اول
مستذکرہ باب نمبر (۶) اصل دوم متعلقہ فصل ہذا مین ہو جاتی ہے۔ اور ایک بڑے
عرصہ کے بعد اُسپر مطلع ہونے کا موقع ملتا ہے البتہ ناگوار خاطر ہوتی ہے۔ اگر مادہ
درختون کی تعداد کافی ہو اور نر درختون کو جنکی جوانی کا موسم پہونچ چکا ہے۔ قطع
نہ کرکے اُنسے فائدہ حاصل کرنا چاہین تو یہ بات سمجھہ رکھنے کے قابل ہے کہ اُن
کی ٹانکی یعنی تاسنے اور تراشنے سے جو شیرہ اُنسے حاصل ہوتا ہے وہ بہت قیمتی
چیز ہے۔ شیرہ کے قوام سے اعلیٰ درجہ کی شکر بنا سکتے ہین اور اُس سے معتدبہ فائدہ
حاصل ہوسکتا ہے۔ ایسی حالت مین تراش کا آغاز پھول کے نکل آنے پر ہونا چاہیئے
کمسن درخت کو تاسنے سے اُسکی قوت زائل ہو جائیگی۔ نمو مین تفرقہ لاحق ہوگا۔
بعض تجربہ کارون کا خیال ہے کہ درخت کا قد جب تک ۳ فیٹ کا نہولے اوسکی
تراش کا آغاز نہ ہونا چاہیئے وہ خیال کرتے ہین کہ ۵ سال کی عمر مین ۳ فیٹ کا
قد ہو جاتا ہے۔ ایک سال تراشنے کے بعد پھر اُس درخت کو اُسوقت تک نہ تاسنا

چاہیئے جب تک اُسکا قد اور ڈیڑھ فیٹ بلند نہو جسکے لئے تخمیناً اور تین سال کی مدت
درکار ہوگی گویا اُسوقت یعنی دوسری تراش مین درخت کی عمر آٹھہ سال کی ہو سکتی ہے
پھر تیسری تراش گیارہ سال کی عمر مین ہونی چاہیے اور چوتھی تراش ۱۴ سال کی عمر
مین۔ جسکے بعد دو دو سال کے فصل سے درخت تراشا جاسکتا ہے۔ ۲۰ سال کی عمر
مین درخت پختہ اور مستحکم ہوجاتا ہے اُسکی تمام قوتین تکمیل کو پہونچ جاتی ہین۔ ہر دوسرے
سال اُس سے تیرہ لے سکتے ہین۔ بعض باغبانان تجربہ کاران حدود کے مخالف ہین
اُنکی راے یہ ہے کہ پہلی تراش کے لئے نہ پانچ سال کی عمر کوئی چیز ہے اور نہ ۳ فیٹ
کا قد۔ اگرچہ یہ بات ممکن الوقوع ہے کہ ۳ فیٹ کے قد یا پانچ سال کی عمر مین درخت
کے پھول نکل آئین۔ جو زمینی قوت یا مرض لاحقہ کی وجہ سے ایسا ہوا کرتا ہے۔ لیکن
جوانی کی اوسط عمر دس سال ہے۔ جب تک درخت کو عمر شباب مین پھول نہ آئے اُسکی
تراش کا آغاز نہونا چاہیئے۔ مولف کو اس راے سے بالکل اتفاق ہے۔ صرف اسقدر
اضافہ کے ساتھ کہ اگر ۵ سال کے اندر درخت کو پھول آسے تو اُس پھول کو توڑ دینا
چاہیے۔ اسلئے کہ پانچ سال سے قبل درخت کی جوانی اُسکی کم طاقتی کا سبب ہے اسی
کتاب کے باب امراض مین ایک ایسی بیماری کا بھی بیان ہے جو درخت خرما کو عارض
ہوتی ہے۔ جسکی وجہ سے وقت سے پہلے پھول آجاتا ہے۔ پس سمجھہ لینا چاہیئے کہ
تجربہ کارون کی راے متذکرۂ بالا مین ۳ فیٹ کا قد ایک سرسری اور اندازی علامت
ہے۔ جسکے بعد پہلی تراش کے لئے پھول کا انتظار ضرور ہونا چاہیئے۔ اسکے بعد دوسرا
سال خالی چھوڑکر تیسرے سال مین تراش ہوسکتی ہے۔ اسی طرح ہر دفعہ تراش مین ایک
ایک سال کا درمیان مین خالی چھوڑنا ضروری ہے۔ اس طریقۂ عمل مین درخت ہمیشہ

کے لئے قوت دار رہے گا۔ کم قوتی کا مرض اُسکو کبھی لاحق نہ ہوگا۔ جس سال تراش کی باری ہے اُسمین اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ تراش روزانہ واقع نہو۔ بلکہ ایک دن آڑ۔ اور ایسی تراش کا سلسلہ ۳ مہینہ سے زیادہ مدت تک جاری نہ رکھنا چاہیئے۔ ہر ایک تراش دو انچہ سے زیادہ گہری نہ ہونے پاوے۔ جس درخت کو مادہ درختون کے لئے مخصوص کر رکھا ہے۔ اُسکو تراش سے مستثنے رکھنا چاہیئے۔ اسلئے کہ ایک درخت کی طاقت دو طریقون سے کام لینے کی متحمل نہین ہوسکتی۔ اسکے خلاف عمل کرنے کا یہ نتیجہ ہوگا کہ دوسرے سال اُسکا پھول کم قوت ثابت ہوگا۔ اُسکے جوہر سے جو عمل مادہ درخت مین کیا جائیگا اُسکا بار نہ مقدار مین زیادہ حاصل ہوگا اور نہ قد مین۔ تراش کے مقام پر کسی ظرف گلی کو چسپیدہ کرکے اُسی کے پتون سے باندہ دینا کافی ہے اور اس کام کے لئے عموماً قریب شام کا وقت مناسب خیال کیا گیا ہے۔ دوسری صبح مین اُس ظرف گلی مین شیرہ موجود رہے گا۔ اسی شیرہ کو آتش پر قوام دینے سے شکر بن سکیگی۔ محکمۂ زراعت ممالک مغربی وشمالی واودہ واقع مقام کانپور نے اپنے ماہواری رسالہ مفید المزارعین نمبر (۱) جلد ۱۴ اسکے صفحہ ۱۱ مین بیان کیا ہے کہ کھجور کے بہت سی درختون مین جب اوپر والے کلہ پر گھاؤ یا جسکو ٹہینٹ (ہندی مین جھبہ لگانا کہتے ہین جسکو ہمنے تراش سے تعبیر کیا ہے اور دکن مین تاسنا کہتے ہین) لگا دیا جاتا ہے تو اُس سے بکثرت میٹھا رس نکلتا ہے۔ جوش دینے سے یہ رس بھورے رنگ کی کچی شکر بن جاتا ہے۔ ہندوستان مین اسکو جیگری کے نام سے بولتے ہین۔ مندرجہ ذیل اقسام خاص کھجور سے بالفعل یہ عمل جاری ہے۔ (۱) بلرا کھجور (۲) تلی پاٹ کھجور۔ یہ دونون اقسام مقام لنگا پر ہوتے ہین (۳) چھوارا۔ یہ شمالی افریقہ اور مغربی ایشیا مین ہوتا ہے۔ (۴) گموٹی۔

اسمین شکر کی مقدار اور اقسام سے فائق ہوتی ہے۔ (۵) جزائر ملاکا و فلپائن کی کھجور
مین بھی شکر کی پیداوار زیادہ ہوتی ہے۔ عام خیال یہ ہے کہ جنگلی چھوارے اور تاڑ کے
درخت سے زیادہ اور کسی مین شکر نہین پیدا ہوتی۔ سالانہ پیداوار شکر کی ۱۵۰۵۳۶۵
من تک ہوتی ہے منجملہ اس پیداوار کے صرف بنگال کی پیداوار ۱۳۴۱۴۹ من ہے۔
دراصل اس قسم کی شکر کی پیداوار اور اسکا صرف خاصکر ہندوستان مین ہے۔ بہت
بڑی مقدار اس شکر کی کبھی تو اُسکے اصلی نام جیگری یا مشرقی ہند کی کھجور کی شکر
مگر اکثر اوکھ کی شکر کے نام سے باہر جاتی ہے۔ لندن کے بازار مین اس شکر کے دام
دس روپیہ سے بارہ روپیہ فی من تک اُٹھتے ہین۔ اس سے جو شکر نکالی جاتی ہے۔
چاہے وہ کسی درخت کی کیون نہو بالکل دیسی اوکھ کی شکر کی سی ہوتی ہے۔ ورا
فرق نہین ہوتا۔ البتہ اگر فرق ہے تو یہ ہے کہ صرف رس نکلکر شکر مین رنگت پیدا
کرتا ہے۔ اُسکے مزہ مین اور دیسی اوکھ کے رس کے مزہ مین کوئی فرق نہین ہوتا۔ مگر جب اسے
صاف کرڈالیے تو مغربی ہند کی صاف و شفاف شکر مین اور اسمین بالکل تمیز ہی نہین
ہوسکتی۔ اسکا رس ایسا بدذائقہ نہین ہوتا ہے۔ ایسا ہوتا ہے کہ گرم ملک کے باشندے
جہان پر یہ درخت بکثرت پیدا ہوتے ہین بلا تکلف اسکے رس کو کھاتے پیتے ہین۔ کھجور
کی شکر کی مجموعی پیداوار کا تخمینہ قریب قریب ۱۵۰۰۰۰ ٹن کے کیا گیا ہے۔ جو برابر
چوبیسوین حصہ اوکھ کی شکر کی پیداوار کے ہے اور مفید کامون مین لائی جاتی ہے

(۱۱) اندازۂ مصارف کاشت اور اندازہ قیمت بار کا بیان

اس بات کا اندازہ کرنا کہ خرما کی کاشت مین فی ایکر کسقدر مصارف ہونگے اور کسقدر

ثمرہ کس حیثیت کا حاصل ہوگا بہت نازک کام ہے۔ اسکی دو شکلین ہین۔ ایک یہ کہ خاصکر خرما کا باغ لگایا جائے۔ اور دوسری یہ کہ ایک کاشتکار اراضی کاشت مین خرما کی کاشت بھی کرے۔ شکل ثانی بہ نسبت شکل اول زیادہ نفع بخش ہے۔ لہذا پہلے اُسیکو دکھلانا مناسب خیال کیا جاتا ہے۔ ہماری راے مین امرا اور متمول صاحبون کے باغات سے خرما کی وہ کاشت زیادہ تر مفید ہے جو ہند کے کاشتکار اپنے کھیتون مین کرین۔ اسی آخرالذکر کاشت سے ہندوستان کو زیادہ نفع پہونچیگا۔ امیر اور مالدار لوگ تو مالدار ہی ہین۔ انکے باغات درحقیقت شان امارت مین داخل ہین۔ ہم نے اِنکے کسی باغ کو آج تک اس حالت مین نہین دیکھا جسکی آمدنی اُسکے خرچ کی متحمل ہو۔ اگر ان حضرات نے کھجور کے باغات لگانے کا ارادہ کیا اور اُسکے ابتدائی مصارف کی برداشت کی تو دس برس کے بعد بے شک اِنکو بھی اپنے خرچ کیئے ہوے روپیہ کا ثمرہ مل سکتا ہے۔ اور ایک مستقل آمدنی اُسکے ذریعہ سے قایم ہوسکتی اور اس مدت مین مصارف ابتدائی کی برداشت اُنکو ہوسکتی ہے۔ لیکن کاشتکارون کا گروہ جسکے پاس اُس کی ضروریات روزمرہ سے زیادہ روپیہ نہین ہے۔ اصول متذکرہ بالا پر کام نہین کرسکتا اور خدا کی شان ہے کہ اُسکو اس کام کے لئے جو سہولتین نصیب ہین اُن سے متمول افراد بالکل محروم ہین۔ ہنوز بین دو چار متمول اگر کاشتکاری زمینات بھی رکھتے ہون تو الشاذ کالمعدوم مین اُنکا شمار ہے۔ اگر متمول افراد کھیتی باڑی کے نتایج سے واقف ہون اور کاشتکاری سے دلچسپی پیدا کرین اور اراضی خود کاشت کو اپنی مالداری اور تمول کی ضروریات مین داخل کرلین تو بے شک اُنکو بھی کاشت خرما مین وہی تمام سہولتین حاصل ہوسکتی ہین۔ جو اسوقت غریب کاشتکارون کے حصہ مین ہین۔

سب سے پہلے ہم اُس غریب آدمی کی تصویر کھینچنا چاہتے ہین جو زراعت کے ارادہ سے میدان مین قدم رکھتا ہے اور دو ایکر کا ایک نمبر حاصل کرکے کام کرنا چاہتا ہے۔
(اس شخص کے مقابلہ مین وہ کاشتکار زیادہ خوش قسمت ہے جسکے پاس اسوقت ایک اراضی موجود ہے۔ اور کاشت کے پیشہ کو سالہاسال سے کرتا چلا آتا ہے)

اس نئے کاشتکار کو اسوقت دو قسم کے مصارف ناگزیر لاحق ہون گے۔ (۱) وہ جنکی ادائی سال بسال اُسکے ذمہ ہوگی۔ (۲) وہ جنکا خرچ صرف ایک بار لازم ہوگا اور کبھی اتفاق ہی سے اُسکو پھر خرچ کرنا پڑے۔

نمبر (۱) کی تفصیل

(۱) دو ایکڑ اراضی کا لگان جو گورنمنٹ کو ادا کرنا پڑے گا۔ اجناس باغات کی نوعیت کے لحاظ سے بندوبستی جمع کے مطابق ؎ روپیہ فی ایکڑ کے حساب سے۔ ﴾ ؎ سال

(۲) دو بیلون کی خوراک اضلاع تلنگانہ ملک نظام کے تجربہ سے ماہانہ صہ روپیہ کے حساب سے ﴾ ؎ ؎

(۳) دو دیہی ملازم کی ماہوار بحساب فی ماہ (سے) ؎ روپیہ مہینہ ۱۲ مہینہ کیلئے ؎ ؎

(۴) تخم کی خریداری کے لئے جو دو ایکڑ کی کاشت کے لئے درکار ہے اُن اجناس کے لیئے جن کا قد چھوٹا ہو۔ جیسے لہن۔ پیاز۔ تمباکو۔ فی ایکڑ عہ ۸ر دو ایکڑ کے لیئے ﴾ سے ؎

(۵) دو ایکڑ اراضی کے لیئے کھاد کی خریداری۔ ؎ ؎

ؔ؎ اجناس باغات کے لیئے دو ایکر کی آبرسانی دو بیل سے اچھی طرح ہوسکتی ہے۔

(۶) صادر مرمت موٹ و آلات کشاورزی وغیرہ۔	صہ سال
(۷) کلپچائی یعنی نکائی اور درو کا خرچ	عہ رر
میزان	ماللعہ

نمبر (۲) کی تفصیل

(۱) دو ایکڑ اراضی کے لیئے ایک باولی کی تیاری دیہاتی اصول پر	اللعہ
(۲) بیلون کی جوڑی کی خریداری کے لیئے جو اعلیٰ درجہ کے ہون	مار
(۳) آلات کشاورزی کے لیئے علی الحساب۔	عہ
میزان	صماللعہ

جو کاشتکار اسوقت زراعتی زمین رکھتے ہین اور زراعت کرتے ہین۔ خواہ وہ دو ایکڑ سے کم زمین رکھتے ہون یا بہت زیادہ۔ ان کی تین قسم ہین (۱) وہ جنکے پاس تری کی زمینات ہین۔ جن مین دھان کی کاشت ہوتی ہے۔ (۲) وہ جن کے پاس اجناس باغات کی زمینین ہین۔ (۳) وہ جنکے پاس خشکی کی اراضی ہین۔ ان تینون اقسام سے ہر ایک کے لگان کا نرخ مختلف ہے اور ذرایع آبرسانی کے لحاظ سے بعض زمینون مین صرف ایک باولی ہوگی یا نہوگی اور بعض مین کئی باولیان یا کسی تالاب یا کنٹہ یا نہر سے پانی چلتا ہوگا اسیطرح کسی کے پاس صرف دو بیل ہون اور کسی کے پاس اس سے زیادہ۔ علیٰ ہذا اجناس کاشت کی نوعیت بھی ہر ایک کے پاس جدا جدا ہوگی۔ پس جن ضروری مصارف کا تعین دو ایکڑ کے لئے ہم نے اوپر کر دیا ہے اگر وہ اُن کو مکمل کرنا چاہین تو بہ نسبت

ایک نئے مزارع کے اکثر ابواب مین انکو سہولت ہو سکیگی اور اکثر مصارف کو وہ بچا سکینگے مثلاً اراضی یا اوسکا ایک حصہ یا بیل پہلے سے موجود ہون۔ اسی طرح باولی بنی بنائی موجود ہو۔ اور آلات کشاورزی بھی بقدر ضرورت تیار ہون۔ غرض اُنکو ایک نئے کاشتکار کے مقابلہ مین اکثر سہولتین پہلے سے نصیب ہونگی۔

اس نئے کاشتکار کے لیئے مصارف کا جو اندازہ ہمنے دکھلایا ہے اُس مین بھی ایک معتدبہ حصہ اُسکو بچ سکتا ہے بشرطیکہ وہ

(الف) بیلون کی خوراک مین گانون کے گایران سے مدد لے اور اُنکو اپنے کھیت کی مینڈون پر چرائے یا فصل کے کٹ جانے کے بعد اپنی زمین ہی سے اُنکی چرائی مین کچھ نہ کچھ مدد لے یا کٹی ہوئی فصل کے بھوسہ وغیرہ سے کام چلائے۔

(ب) دیہی ملازم کی ماہوار کا ایک حصہ بچ سکتا ہے اگر وہ خود محنت کے ساتھ کام کرے یا خوش قسمتی سے اُسکے جوان لڑکے ہون یا اُسکی بیوی یا بیٹی یا اور عزیز جنکی پرورش اُسکے ذمہ ہے کھیت کے کام مین مدد دین۔

(ج) تخم کی خریداری کی رقم بھی سال دوم سے بچ سکتی ہے بشرطیکہ وہ اپنے کھیت کی پیداوار سے بونے کے قابل حصہ احتیاط کے ساتھ محفوظ کرلے۔

(د) کھاد کی خریداری مین بہت کچھ بچ سکتا ہے اگر وہ اپنے بیلون کا گوبر اور متالی اور اپنے گھر کی راکھ اور کچرا کوڑا۔ گھر کا میلا احتیاط کے ساتھ ایک خاص گڑھے مین محفوظ رکھے

(ہ) صادر مین بہت کچھ بچ سکتا ہے بشرطیکہ وہ جنگل سے لکڑی حاصل کرے جس کو گورنمنٹ نے اُسکے لیئے محصول سے معاف کیا ہے اور مردہ جانورون کے چمڑون کی حفاظت کرے۔

(۹) باولی کی تیاری مین بھی کوئی حصہ ضرور بیچ سکتا ہے اگر وہ اور اُسکی فیا بلی اپنی محنت کا حصہ اُس مین شریک کرے۔

اب ہم مداخل کا اندازہ عرض کرتے ہین جو دو ایکڑ اراضی سے اُسکو وصول ہوسکتا ہے اور اس بیان مین ہمارا تمثیلی بیان سرکار نظام کے ملک تلنگانہ کے نرخون اور اُسکے اوسط پر مبنی ہوگا۔

(۱) اگر پیاز کی کاشت کی گئی ہے تو دو ایکڑ مین ۴۰۰ من پختہ = ۱۶۰۰۰ آثار اُسکی پیداوار حاصل ہوسکتی ہے جسکے ۱۳۴ پلہ ہوئے (ایک پلہ = ۱۲۰ آثار) اور ایک پلہ کی قیمت کھیت پر عہ حاصل ہوتی ہے جسکی مجموعی رقم بقدر — ماسے

(۲) اگر تمباکو کی کاشت کی گئی تو دو ایکڑ مین ۴ کھنڈی کی پیداوار کا اندازہ کیا جاتا ہے جسکی ایک کھنڈی[1] کا اوسط نرخ (ے) ہے اور ۴ کھنڈی کی مجموعی قیمت۔ — مااللعہ

(۳) اگر لہسن بویا گیا تو اُسکی پیداوار کا اندازہ دو ایکڑ مین ۸۰ من پختہ کیا جاتا ہے اور ایک من کا اوسط نرخ (ے) ہے ۸۰ من کی مجموعی قیمت — مااللعہ

اس آمدنی سے مستقل مصارف سالانہ کو وضع کیا جائے تو نتیجہ ذیل نفع خالص کا حکم رکھتا ہے

نشان	نام جنس	اندازہ قیمت پیداوار	اندازہ خرچ مستقل سالانہ	تتمہ نفع خالص
۱	پیاز	ماسے	مااللعہ	ماسے
۲	تمباکو	مااللعہ	مااللعہ	مار
۳	لہسن	مااللعہ	مااللعہ	مار

[1] ایک کھنڈی = ۲۰ من خام = ۲۴۰ آثار۔

ہم اپنے ذاتی تجربہ سے عرض کرتے ہین کہ بلحاظ اوس عرق ریزی اور کفایت شعاری
کے جو کاشتکار کرتے ہین جنکے امکانات کی تفصیل ہمنے حرف (الف) سے (و) تک
بیان کی ہے تجربہ کار کاشتکار کو ہمارے اندازہ مُتبینہ سے کچھ زیادہ ہی بچ رہے گا۔

پس ایک کاشتکار جسکے پاس دو ایکڑ اراضی ہے جس مین وہ اجناس باغات کی
کاشت کرتا ہے اپنے سارے کھیت مین خرما کے تین سو درخت تقریباً صرف مینڈون
پر قایم کرسکتا ہے اس طرح پر کہ مشرق ومغرب کی سیدھ مین ۳۰ فیٹ کے فاصلہ سے
ایک ایک قطار قایم کیجائے۔ اور ہر قطار مین بارہ بارہ فیٹ کی فصل پر ایک ایک
درخت خرما کا لگایا جائے۔ قطارون کی سیدہ مشرق ومغرب مین اس لیئے مناسب
خیال کیجاتی ہے کہ دو قطارون کے درمیانی حصہ پر ان قطارون کے سایہ کا اثر
بہت کم ہوگا۔ اور بعض خاص قسم کے اجناس کو جیسے کہ لہسن۔ پیاز تمباکو۔ ادرک
وغیرہ ہین۔ خفیف سے سایہ سے کوئی نقصان نہین پہونچتا خاص کر ادرک کے لئے
تو سایہ دار مقام کو ترجیح ہے۔

اگر کاشت خرما کی وجہ سے کوئی حصہ مجموعی رقبہ کا۔ زراعت باغات مین نہ آسکیگا
تو اُسکا اندازہ کسی حالت مین کل اراضی کے اٹھوین حصہ سے زیادہ نہ ہوگا اور اسی
نسبت سے البتہ اوسکی موجودہ آمدنی کا آٹھوان حصہ قابل وضع ہوگا۔

اب ہم اُن مصارف کو بیان کرتے ہین جو کھجور کی کاشت مین کاشتکار پر عاید ہونگے
سب سے پہلے تخم کی خریداری ہے اور ۳۰۰ درختون کے لیے احتیاطاً ۶۰۰ تخم کا
اندازہ کیا جاتا ہے جسکی قیمت دو روپیہ سے زیادہ نہین ہے۔ اگر گورنمنٹ کی سرپرستی
سے اعلیٰ قسم کے تخم مفت عنایت ہون تو سبحان اللہ۔ ورنہ گورنمنٹ کے توسط سے

خریداری تخم اور تقسیم کا انتظام ہو کر کاشتکار سے اُسکی قیمت لیجانے کی صورت مین ہمارے اندازے سے اُسکی قیمت کسی قدر کم ہی ہو گی۔

تین سو درختون کے لئے تین سو گڑہے البتہ درکار ہون گے جنکو کاشتکار اور اوسکا ملازم بلا کسی صرفہ زاید کے بتدریج تیار کر سکے گا۔ اگر ان گڑہون کے لئے اجرت پر کام لیا جاے تو تقریبًا معہ صرف ہو نگے۔ ان کی آبرسانی کے لئے کوئی زاید صرفہ نہ ہو گا اس لئے کہ دو ایکڑ کے رقبہ کے لئے ایک کنوان اور دو بیل موجود ہین۔ پانی کی صدر نالیان قطارون کی سیدھ مین بنی ہوئی ہین۔ درختان خرما کی آب پاشی کا جو دن مقرر ہے اُس مین کھیت کا پانی اُن مخصوص نالیون سے دوڑایا جائیگا جو بیک کرشمہ دو کار کا مصداق ہو گا۔ بسا اوقات کھیت کی آبرسانی سے بھی کھجور کے درخت اپنا حصہ خود جذب کر لین گے۔ انکی کھاد کے لئے کسی جدید صرفہ کی ضرورت نہو گی وہی اندازہ بالکل کافی ہو گا جو دو ایکڑ کے سالم رقبہ کے لئے ہمنے اوپر دکھلایا ہے۔

۱۲ برس تک تحمل کے ساتھ کاشتکار کو ان درختون کی نگرانی البتہ کرنی پڑیگی اور اوس دولت کی امید پر جو ان درختون کی بدولت اُسکو متوقع ہے وہ ہر طرح سے اُن کی پرورش کر سکے گا۔ اس عرصٔ مدت مین انکی خشک شاخون اور پتون سے ایک حد تک ایندھن کی ضروریات کے لئے اُسکو سہولت حاصل ہو گی۔

۱۲ برس کے بعد جو تخمینہ ان درختون کی آمدنی کا کیا گیا ہے وہ حسب ذیل ہے۔ محققین یورپ سے جن اہل کمال نے اسکی جانب اپنی توجہ مبذول کی ہے۔ اُن کی رائے یہ ہے کہ فی درخت ۸۰ سیر یا دو من پختہ خرما حاصل ہو گا۔ اور یہ اندازہ ریاست

سرکار نظام کے خال خال درختوں سے بھی صحیح ثابت ہوا ہے۔ لیکن مولف کے لائق
عزیز مولوی عبید اللہ حسین کا ذاتی تجربہ یہ ہے کہ دو من کو اکثر مقدار خیال کرنا چاہیئے
اور اُس کا اقل فی درخت ایک من جسکا اوسط ۱½ من ہے۔

ابتدائی موسم کا پھل حیدرآباد مین فی روپیہ ایک سیر کے نرخ سے دو سیر تک
فروخت ہوتا ہے اور کبھی ۳ سیر تک بھی نوبت آئی ہے۔ لیکن یہ اندازہ تجارت کی
بڑی اسکیل پر محض بے حقیقت ہے۔ اگر ہم کامیابی کی حالت مین فی درخت للعہ روپیہ
یعنی فی روپیہ ۱۵ سیر کا اندازہ قایم کرین اور مجموعی تین سو درختوں سے محض اس
لحاظ سے کہ مادہ درختوں کی تعداد کے نسبت قیاسی اندازہ بہت مشکل ہے صرف
ڈیڑھ سو درخت پر حساب لگائین تو چھ سو روپیہ سال کی آمدنی مین کوئی شک نہین
ہے۔ نر درختوں سے شکر بنانے کا جو آسان طریقہ گذشتہ باب مین بیان ہوا ہے
اُسکے لحاظ سے باقیماندہ ڈیڑھ سو درخت کی آمدنی ہمارے اس حساب سے بالکل
خارج ہے جسکا اوسط ہر دوسرے سال مین عہ فی درخت سے ہرگز کم نہ ہوگا۔
پس اُسکو بھی شامل کرنے سے مجموعی آمدنی تین سو درختوں کی سالانہ سماصعہ
قرار پاتی ہے۔

ہم نے جسقدر بیان اندازۂ خرچ اور اندازۂ آمدنی کا کیا ہے اُس سے یہ نتیجہ
ضرور حاصل ہوتا ہے کہ اگر ایک معمولی شخص کھجور کا باغ لگانا چاہے تو اُسکو ابتداءً
سماصعہ کی رقم اپنی گرہ سے صرف کرنی پڑے گی اور ماللعہ کا مستقل خرچ ۱۲ برس
تک ہر سال گوارا کرنا ہوگا جسکے بعد درختان خرما سے اُسکو ہر سال اوسطاً سماصعہ
کی رقم وصول ہوگی۔ اور یہ آمدنی اُس مجموعی رقم کا معاوضہ سمجھی جائیگی جو ۱۲ برس

مین اُس نے اپنی جیب سے صرف کی ہے یعنی [illegible] × ۱۲ = [illegible] + [illegible]
= [illegible] گویا تقریباً [illegible] کی قیمت پر ایک ایسی جائداد ہاتھ آئی جس سے سالانہ
[illegible] وصول ہوتے ہین جس مین سے اُسکی نگہداشت کے لئے [illegible] سالانہ
رکھ چھوڑنے کے بعد بھی [illegible] کا خالص نفع بچ رہتا ہے جو [illegible] کے
مقابلہ مین ماہانہ فیصدی [illegible] سود کا حکم رکھتا ہے - اگر خیال کیا جاے کہ ہم نے خرچ
کے اندازہ مین نہایت جزرسی اور کفایت شعاری سے کام لیا ہے اور جمع کا اندازہ
نہایت سیر چشمی کے ساتھ کیا ہے تو مناسب ہوگا کہ فیصدی سود کی مقدار سے اور
چار آنہ چھ پائی گھٹا دین - پھر ملاحظہ فرمائیے کہ کیا ایسی جائداد کچھ کم قابل قدر ہے
جسکا منافع ہمکو ماہانہ فیصدی [illegible] روپیہ یا [illegible] سالانہ ہاتھ آیا -

ہمارے اس پُر احتیاط حساب مین اگر ہم نے اُس آمدنی سے مطلق اغماض کیا
ہے جو ہر سال اجناس باغات کی کاشت سے ہمکو وصول ہوتی رہی ہے - تو ہمارا
یہ اغماض دو خیال پر مبنی ہے (۱) یہ کہ اگر اس کام کا کرنے والا کوئی کنبہ والا کاشتکار
ہے تو اوس آمدنی کو ہمنے اُسکی معیشت کے لئے ایک سہارا سمجھا ہے جسکے بغیر اُسکی
بسر نہین ہوسکتی ہے (۲) اگر اس کام کا کرنے والا کوئی متمول شخص ہے جو اپنی عرق
ریزی کا حصہ اس کام مین شریک نہین کرسکتا تو اُس کے لئے کاشت اجناس کی
آمدنی کو تمام تر اُن نقصانات کے معاوضہ مین ہم نے چھوڑ دیا ہے جو اُسکو غیرون
پر بھروسہ کرنے کی وجہ سے لاحق ہونگے - ایک روشن خیال امیر نے ہم سے کہا کہ
ہم ایسے نادان نہین ہین کہ اپنے کام کو نوکرون کے بھروسہ پر چھوڑ دین اور اپنی
نگرانی سے کام نہ لین - ہر چیز کا حساب نہ رکھین - کفایت شعاری اور احتیاط سے

متمتع نہ ہون۔ ہم خود اپنے باغ اور کھیت کو دیکھا کرین گے۔ پیداوار کی خبر رکھین گے۔ جانورون کی نگہداشت کھاد کی تیاری مین باقاعدہ طریقہ پر متوجہ رہین گے۔ اجناس تیار شدہ کے فروخت کرنے مین ہوشیاری کے ساتھ معاملہ کرینگے۔ ذرایع آبپاشی کی مرمت وقت پر کیا کرین گے نوکرون کی غفلت اور بے ایمانی پر نگاہ رکھین گے مولف نے کہا کہ اگر آپ نے ایسا کیا تو وہ سالانہ آمدنی جسکو ہمنے دانستہ نظر انداز کیا ہے آپکے جیب مین ہوگی اور اس حالت مین سود کا نرخ اور زیادہ قدر کے قابل ثابت ہو جائے گا۔

ممکن ہے کہ ہمارا یہ اندازہ ہر ایک ملک اور ہر ایک مقام کے لیئے بلحاظ کمی بیشی نرخ کافی نہ ہو۔ اور بعض ملکون کی آب وہوا اور وہان کے باشندون کی رغبت اور کثرت استعمال اور نرخ کی وجہ سے بعض خاص ترکاریان یا چھوٹے قد کی فصلون کی کاشت پیاز اور لہسن اور تمباکو کے مقابلہ مین زیادہ مناسب حال اور فائدہ بخش ثابت ہو۔ یا کسی مقام پر کنوین کی تیاری مین ہمارے اندازہ سے کم صرفہ پڑے یا کہین کچھ زیادہ۔ علی ہذا مویشی کی قیمت کہین کچھ کم ہو اور کہین کچھ زائد یا کسی مقام پر کسی مشین یا کل کے ذریعہ سے آبرسانی کا کام سستے دامون نکلے یا کسی مقام مین خرما کی قیمت مقامی خصوصیات کی وجہ سے ہمارے اندازہ سے گران ہو یا ارزان۔ بیشک یہ تمام باتین ممکن الوقوع ہین۔ لیکن ایسی حالت مین ایک دوسرے کا جبر نقصان قریب قریب ہمارے اندازہ کے ہو جائیگا اور یہ بھی ممکن ہے کہ کہین اندازہ سے بہت زیادہ تفاوت واقع ہو۔ پس اگر تفاوت نقصان کے ساتھ رہا تو اُس مقام کی کم قسمتی خیال کرنا چاہیئے۔ مولف کی رائے مین ایسے بدقسمت مقامات پر مالدار اور متمول افراد کی

زیادہ توجہ درکار ہوگی جو اول اپنی گرہ سے روپیہ خرچ کرکے صبر واستقلال کے ساتھہ آخر پر اُس کا نفع اُٹھا سکین گے -

ہماری مضبوط راے ہے کہ تمام ہندوستان کے مقابلہ مین ممالک محروسہ سرکار نظام کو اس کام مین بہت بڑی کامیابی ہوگی اسلیئے کہ سرکار نظام نے اپنی رعایا کو معافی کی نعمت عطا کی ہے - دیسی ریاستون کو عموماً اور برٹش انڈیا کو خصوصاً کم سے کم ۳۰ سال کے لیئے اُسی سیرچشم اور فریسانہ پالسی پر عمل پیرا ہونا چاہیئے جسپر سرکار نظام کا مدامی عمل ہے - اعلی حکومت کی امداد اور توجہ سے اگر کاشتکارون کو درخت خرما کی کاشت مین کامیابی ہوئی تو ملک پر اُسکا کیا اثر ہوگا اور رعایاے مالگزاری کی مرفہ الحالی اور فارغ البالی مین کس قدر ترقی ہوگی اور کم ہنگامی اور قحط سالی مین کسقدر بوجھ گورنمنٹ کے سر سے ہلکا ہوگا اُس کا اندازہ ہر ایک گورنمنٹ ہم سے بہتر کر سکتی ہے اس لئے کہ سب سے آخری قحط سالی کی ڈراونی تصویر ابھی تک نظرون مین قایم ہے اگرچہ وہ پس پشت ہے -؎

مرد آخر بین مبارک بندہ ایست

گورنمنٹ آف انڈیا کی مختلف پریسڈنسیون مین سرکاری فارمس کا وجود اور زراعت کے محکمہ جات اور اُن کا اسٹاف اس کام مین رعایا کو بہت بڑی مدد پہونچا سکتا ہے لیکن دیسی ریاستون مین اسکے متعلق کوئی نہ کوئی خاص انتظام ہونا چاہیئے - ایسے غیر معمولی کامون کے لئے مقامی حکام مالگزاری سے بہت کم امید ہے کہ اُن کی توجہ خاص سے کاشتکارون کو مدد ملے -

اب ہم اپنی کتاب کو اس دعا پر ختم کرتے ہین کہ خداوند کریم برٹش انڈیا کو اس

کام کے متعلق امداد کی توفیق عطا کرے اور سرکار نظام کو جزائے خیر۔

اضعف العباد

عزیز جنگ

مولف۔ تاریخ النوایط۔ وسیاق دکن و علاج النباتات و کاشت ترکاری و شیرازہ دفاتر و عمدۃ القوانین و اعظم العطیات و خزینۃ الحساب و مصطلحات دکن و منتخب احکام مال سرکار نظام و صدر مجموعہ مالگزاری و فینانس سرکار نظام و مجموعہ قوانین مالگزاری جلد (۱) تا (۵) و عطیات آصفیہ و ذخیرہ کھاد و محبوب السیر۔

یکم آذر ۱۳۱۴ ف

[illegible]

بعض اُن الفاظ اور اصطلاحات کے معنی جو اِس کتاب مین مستعمل ہوے ہین

نشان سلسلہ	ردیف حروف تہجی	اصطلاح یا لفظ	زبان	معنی	صفحہ جس مین لفظ یا اصطلاح مستعمل ہوئی
۱	۲	۳	۴	۵	۶

الف

نشان سلسلہ	ردیف حروف تہجی	اصطلاح یا لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۱	آ	آب اول	رومی	رومی مہینہ کا نام مطابق ماہ بھادون	۲۳۰
۲	"	آب دندان	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۴۳
۳	"	آبکاری۔	"	سیندہی کا کاروبار۔	۷۳
۴	"	آبیار۔	"	سقہ یا کھیتون کو پانی دینے والا۔	۲
۵	"	آخور۔	"	جانورون کا چارہ۔	۱۲۳
۶	"	آدم۔	عربی	ایک فلاح کا نام۔	۱۰۷
۷	"	آدم۔	"	ایک پیمبر کا نام۔	۱۲
۸	"	آرٹکلز۔	انگریزی	آرٹکل کی جمع بمعنی مضامین۔	۷
۹	"	آزاد۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۲۷
۱۰	"	آس۔	عربی	ایک درخت کا نام جسکو فارسی مین	۱۱۴
۰	۰	۰	۰	مورد کہتے ہین اور ہندی مین ہیرا	۰
۱۱	"	آلبیومن۔	انگریزی	انڈے کی سپیدی۔	۲۲

نمبر	حرف	لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۱۲	آ	آویزہ-	فارسی	ایک قسم کی گھانس جسکو عربی مین صعتر کہتے ہین اور ہندی مین پودینہ	۲۳۰
۱۳	ب	اَبرعیل-	کسدانی	ایک ساحر کا نام-	۱۸
۱۴	"	ابکار-	عربی	جمع بکر- یعنی کنواری لڑکی-	۱۶
۱۵	"	اِبلتہ	"	ایک شہر کا نام-	۲۳۰
۱۶	"	ابن عیلان-	"	ایک عالم کا نام-	۱۷۵
۱۷	"	ابوترنجہ-	"	خرما کی ایک قسم-	۴۳
۱۸	ت	اَتباع-	"	مہین جڑین-	۱۹۸
۱۹	ث	اِثمار-	"	خرما کا ایک مرض-	۱۹۲
۲۰	ج	اجمود ہندی-	"	ایک ہندی دوا کا نام (محیط اعظم)	۲۳۹
۲۱	ح	اَحمر-	"	سُرخ رنگ-	۱۷۸
۲۲	خ	اَخلاط-	"	خلط کی جمع یعنی سودا- صفرا خون بلغم	۱۷۷
۲۳	ذ	اذار-	رومی	رومی مہینہ کا نام مطابق ماہ چیت	۱۱
۲۴	"	اذناب-	عربی	چھوٹی جڑین-	۱۹۷
۲۵	ر	اَرات	"	خرما کی ایک قسم-	۲۷
۲۶	ز	اِزالہ-	"	دُور کرنا-	۱۵۸
۲۷	"	اَزرق-	"	نیلگوں-	۱۷۸
۲۸	س	اَسافِل	"	ایک ملک کا نام-	۱۰۹
۲۹	"	اَسپغول-	فارسی	ایک دوا کا نام-	۱۵۱

۳۰	س	اِسترخاء۔	عربی	ڈھیلاپن اور ایک مرض کا نام۔	۲۳۱
۳۱	"	اسکیل۔	انگریزی	معیار۔	۲۵۲
۳۲	ش	اَشقر۔	عربی	وہ رنگ جو مائل بہ زردی وسیاہی ہو۔	۱۷۸
۳۳	ص	اَصفر۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۴
۳۴	"	اُصول النخل	"	درخت خرما کی جڑیں۔	۲۱۷
۳۵	ض	اضداد۔	"	جمع ضد۔ بمعنی مخالف۔	۱۴۹
۳۶	ظ	اَظفار القطا۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۶۴
۳۷	ع	اعظم الثمر۔	"	آم کی ایک قسم۔	۴۶
۳۸	غ	اغبر	"	مٹیالا رنگ۔	۱۶۲
۳۹	ک	اَکرید۔	کسدانی	خرما کی ایک قسم۔	۲۱۸
۴۰	"	اکسائڈ اف ایرن	انگریزی	فولاد کا مرکب۔	۱۲۰
۴۱	"	اِکلیل الملک۔	عربی	ایک قسم کی گھانس جسکو ہندی مین پڑ ننگ کہتے ہین۔ (محیط اعظم)	۱۸۹
۴۲	ل	اَلا ثمہ۔	"	خرما کی ایک قسم یا ایک خاص درخت	۶۱
۴۳	"	التیام۔	"	زخم کا بھر آنا چنگا ہونا۔	۲۱۰
۴۴	"	الجیریا۔	"	ایک ملک کا نام۔	۶۰
۴۵	"	اَلحَسَنی	"	ایضاً	۴۳
۴۶	"	المنحب	"	درخت خرما کی ایک قسم یا قسم خرما۔	۶۴
۴۷	"	العطش۔	"	"	"

۴۸	ل	القطار۔	عربی	درخت خرما کی ایک قسم یا قسم خرما۔	۶۴
۴۹	″	المغرونات۔	″	″	۶۵
۵۰	ن	انجارہ۔	″	مرض خرما کا نام۔	۱۷۳
۵۱	″	انجماد۔	″	جم جانا۔	۱۸۴
۵۲	″	انسار۔	″	مرض خرما کا نام۔	۱۷۵
۵۳	″	انسائکلوپیڈیا۔	انگریزی	ایک کتاب کا نام۔	۳۲
۵۴	″	انشقاق۔	عربی	مرض خرما کا نام۔	۱۸۳
۵۵	″	انشقاق الطلع۔	″	″	۱۹۱
۵۶	″	انفاتبانا۔	کسدانی	سرکشوں کی برہی۔	۱۷۶
۵۷	″	انقباض۔	عربی	ٹھٹھر جانا اور بستگی۔	۱۹۸
۵۸	و	اوقیہ۔	″	وزن = ۱۱ تولہ ۸ ماشہ۔	۲۲۴
۵۹	″	اوکھ۔	ہندی	نیشکر۔	۲۴۴
۶۰	ہ	اہواز۔	عربی	ایک ملک کا نام۔	۱۰۰
۶۱	ی	ایاس۔	″	ایک شخص کا نام۔	۲۷
۶۲	″	ایکڑ۔	انگریزی	ایک جریب = ۴۸۴۰ گز مکسر۔	۲۴۴
۶۳	″	ایلوا۔	ہندی	ایک قسم کی کڑوی دوا عربی میں صبر	۱۷۹
۶۴	″	ایندھن۔	″	جلانے کی لکڑی وغیرہ۔	۱۲۰
			ب		
۶۵	ا	بابانیس۔	کسدانی	ایک ملک کا نام۔	۱۵

۶۶	ا	بابل۔	عربی	ایک ملک کا نام۔	۱۶
۶۷	″	باردکھاد۔	اُردو	ٹھنڈی کھاد۔	۱۲۶
۶۸	″	باسانا۔	عربی	مرض خرما کا نام۔	۱۹۴
۶۹	″	باسقہ۔	″	درخت خرما کی ایک قسم۔	۵۶
۷۰	″	بالا۔	فارسی	″	۲۷
۷۱	د	بَدررو۔	″	موری۔	۱۲۶
۷۲	ر	بَراہی	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۴۴
۷۳	″	بَردی۔	″	گھانس کی ایک قسم۔	۸۹
۷۴	″	بَرسان	″	خرما کی ایک قسم۔	۲۷
۷۵	″	بَرشیشا۔	″	ایک عربی فلاج کا نام۔	۲۱۹
۷۶	″	بَرص۔	″	خرما کی بیماری۔	۱۶۱
۷۷	″	بَرنی۔	″	خرما کی ایک قسم۔	۲۷
۷۸	″	بُرودت۔	″	سردی۔	۱۷۰
۷۹	″	بریشا اکار۔	″	ایک عربی فلاج کا نام۔	۹۸
۸۰	س	بُسر۔	″	خرمائے خام۔	۲۱۶
۸۱	″	بُسرۃ۔	″	خوشہ خرما۔	۲۸
۸۲	″	بُسریہ۔	″	خرما کی ایک قسم۔	″
۸۳	″	بسطام۔	″	ایک شہر کا نام۔	۳۱
۸۴	ش	بشیش۔	″	خرما کی ایک قسم۔	۲۸

۸۵	ش	بشیش۔	عربی	بشاشس۔	۳
۸۶	ص	بصرہ۔	״	ایک شہر کا نام۔	۴۳
۸۷	ط	بطار۔	״	خرما کی ایک قسم۔	۲۸
۸۸	״	بطانہ۔	״	آستر۔	۲۲۲
۸۹	״	بطی۔	״	خرما کی ایک قسم اور فلاح کا نام۔	۲۸
۹۰	ل	بلبل شیراز۔	فارسی	سعدی علیہ الرحمہ۔	۶
۹۱	״	بلح۔	عربی	خرما کی ابتدائی حالت بدرجہ دوم۔	۲۱۷
۹۲	״	بلحاجی۔	״	مرض خرما کا نام۔	۱۹۵
۹۳	ن	بندر عباس۔	فارسی	نام جزیرہ۔	۴۳
۹۴	״	بنیوشاد۔	عربی	ایک حکیم فلاح کا نام۔	۱۸
۹۵	و	بونا۔	ہندی	پست قامت۔	۳۷
۹۶	״	بوناویا۔	جرمنی	ایک یورپین ڈاکٹر کا نام۔	۸
۹۷	״	بوشہر۔	فارسی	ایک شہر کا نام۔	۲۰۴
۹۸	ی	بیرمی۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۴۴
۹۹	״	بیض الخدر۔	״	خرما کے ایک درخت کا نام یا ایک قسم۔	۶۱
۱۰۰	״	بیضۃ الحمامہ۔	״	خرما کی ایک قسم یا درخت کا نام۔	״
۱۰۱	״	بیضۃ الخضر	״	״	״

پ

۱۰۲	ش	پشت	فارسی	نسل۔	۱۱۱

۱۰۳	ل	پلٹرا کھجور۔	ہندی	خرما کی ایک قسم۔	۲۴۳
۱۰۴	″	پلہ۔	″	وزن۔ ایک پلہ مساوی ۱۲۰ اثار۔	۲۴۹
۱۰۵	و	پوٹاش۔	انگریزی	دہاتی نمک۔	۱۱۹
۱۰۶	″	پونڈ۔	″	وزن = ½ اثار	۱۰۳
۱۰۷	ی	پیٹر۔	دکھنی	پینڈا۔	۲۱
		ت			
۱۰۸	ا	تاسنا۔	دکھنی	چھیبہ لگانا۔	۲۴۳
۱۰۹	ب	تبرید۔	عربی	ٹھنڈک پہونچانا۔	۲۳۱
۱۱۰	ت	تتریب۔	″	مرض خرما کا نام۔	۱۷۳
۱۱۱	ح	تحلیل	″	ہضم ہوجانا اور گھل جانا۔	۲۲۳
۱۱۲	خ	تخلیق۔	″	پیدا کرنا۔	۲
۱۱۳	″	تخویف۔	″	ڈرانا۔	۱۷۰
۱۱۴	د	تدلہ۔	″	خرما کی ایک قسم یا ایک درخت۔	۶۲
۱۱۵	ر	ترطیب۔	″	رطوبت پہونچانا۔	۱۶۸
۱۱۶	″	ترمس۔	″	باقلہ۔	۲۰۸
۱۱۷	″	تریفیہ۔	″	خرما کی ایک قسم یا نام درخت خرما۔	۶۲
۱۱۸	س	تسمید۔	″	خاص قسم کی کھاد کا نام۔	۱۲۴
۱۱۹	ش	تشرین ثانی۔	رومی	رومی مہینہ کا نام مطابق ماہ اگہن	۱۷۵
۱۲۰	غ	تغضوض ہجری۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۲۹

نمبر	حرف	لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۱۲۱	ق	تقاوی۔	عربی	وہ رقم جو کاشتکاروں کو بطور امداد دیجائے	۴
۱۲۲	ک	تکرات۔	”	خرما کی ایک قسم۔	۲۹
۱۲۳	”	تکریت۔	”	ایک شہر کا نام۔	”
۱۲۴	ل	تلقیح۔	”	مادہ خرما کو حاملہ کرنا۔	۱۲
۱۲۵	”	تلنگانہ۔	دکھنی	ملک کا وہ حصہ جسمیں تلنگی زبان بولی جائے	۶۸
۱۲۶	”	تلی۔	عربی	خرما کی ایک قسم اور بمعنی مالدار۔	۲۹
۱۲۷	”	تلی پاٹ۔	ہندی	کھجور کی ایک قسم۔	۲۴۳
۱۲۸	”	تلیین۔	عربی	دست لانیکا ہلکا علاج۔	۲۰۶
۱۲۹	م	تمر۔	”	خرمائے خشک۔	۲۱۷
۱۳۰	”	تمرق	”	خرما کی ایک قسم۔	۲۹
۱۳۱	”	تمر قائی	”	قسم خرما یا درخت خرما کا نام۔	”
۱۳۲	”	تموز۔	رومی	رومی مہینہ مطابق ماہ ساون۔	۲۳۰
۱۳۳	و	توتی	عربی	کشتی اور خرما کی ایک قسم۔	۲۹
۱۳۴	ھ	تھانولہ یا تھالہ۔	ہندی	کیاری۔	۸۶و۹۰
۱۳۵	”	تہامہ۔	عربی	ایک ملک کا نام۔	۳۱
۱۳۶	ی	تیر	فارسی	چھت کی کڑی۔	۲۱۹

ٹ

نمبر	حرف	لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۱۳۷	ا	ٹانکی۔	ہندی	چھبہ لگانا۔ تاسنا۔	۶۹

ش					
۱۳۸	م	ثمرۃ الکس۔	عربی	نر خرما کا پھول۔	۱۹۲
ج					
۱۳۹	ب	جبّار۔	عربی	خرما کے درخت کا نام۔	۵۶
۱۴۰	"	جبلی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۰
۱۴۱	ذ	جذام۔	"	خرما کا ایک مرض۔	۱۵۸
۱۴۲	"	جذع۔	"	تنۂ درخت خرما۔	۲۱۷
۱۴۳	ر	جرجیر	"	نرھرہ۔	۲۲۹
۱۴۴	ز	جزائی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۰
۱۴۵	"	جزمانی سورانی۔	کسدانی	ایک فلاح حکیم کا نام۔	۱۷۴
۱۴۶	ل	جلار۔	عربی	خرما کے درخت کا نام۔	۵۷
۱۴۷	"	جلید۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۰
۱۴۸	م	جمّار۔	"	درخت خرما کا گابھا یا مغز۔	۲۱۷
۱۴۹	ن	جناسریہ بصری۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۰
۱۵۰	و	جوز۔	"	"	"
۱۵۱	"	جوزی۔	"	"	"
۱۵۲	"	جوف۔	"	ایک ملک کا نام۔	۱۵
۱۵۳	"	جوف۔	"	اندر کا خالی حصہ۔	۱۱۵
۱۵۴	ھ	جھانکڑ۔	ہندی	کانٹی۔	۱۴۴

۱۵۵	ہ	جھاؤ۔	ہندی	درخت کی ایک قسم۔	۱۸۷
۱۵۶	"	جَہرُمی۔	فارسی	خرما کی قسم اور ایک شہر کا نام۔	۳۰
۱۵۷	ی	جیگری۔	انگریزی	خرما کی شکر کا نام۔	۲۴۳
		چ			
۱۵۸	ت	چِتان۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۴۴
۱۵۹	چ	چِھچڑی۔	ہندی	گوچڑی۔	۲۲۶
۱۶۰	ن	چِنار۔	فارسی	درخت کی ایک قسم۔	۱۸۷
۱۶۱	ہ	چہل گزی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۴
		ح			
۱۶۲	ا	حارکان۔	عربی	ایک جزیرہ کا نام۔	۱۴
۱۶۳	"	حاشک۔	"	درخت خرما کا نام۔	۵۷
۱۶۴	"	حاقِدایا۔	"	شربت کی ایک قسم۔	۲۲۸
۱۶۵	"	حایل	"	مرض خرما کا نام۔	۱۶۹
۱۶۶	ب	حَب الآس	عربی	تخم آس۔	۲۳۴
۱۶۷	"	حَبّ الزبیب	"	کشمش کے دانے۔	"
۱۶۸	"	حبّۃ الخضراء۔	"	میوہ کی ایک قسم۔	۴۹
۱۶۹	"	حَبس۔	"	روکنا۔	۲۳۱
۱۷۰	"	حَبّ کاکنج۔	"	تخم کاکنج (راجپوتکہ)۔	۱۸۹
۱۷۱	د	حَدادی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۱

نمبر	حرف	لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۱۷۲	د	حِدّت۔	عربی	گرمی۔	۱۲۲
۱۷۳	ر	حِربایا۔	”	ایک ساحر کا نام۔	۱۷۶
۱۷۴	”	حَرکان۔	”	خرما کی ایک قسم اور فلاح کا نام۔	۳۱
۱۷۵	”	حَریق۔	”	ایک ملک کا نام۔	۱۵
۱۷۶	ز	حَزیران۔	رومی	رومی مہینہ۔ مطابق ماہ اساڑھ۔	۸۳
۱۷۷	ص	حِصرم۔	عربی	خوشہ انگور و خرمائے خام۔	۲۱۷ و ۲۴۳
۱۷۸	ف	حِفظ ماتقدم۔	”	احتیاط قبل از وقت۔	۱۲۱
۱۷۹	ک	حَکایا۔	”	خرما کی ایک قسم۔	۳۱
۱۸۰	”	حِکّہ۔	”	خرما کے مرض کا نام۔	۱۵۷
۱۸۱	ل	حَلاوت۔	”	مٹھاس۔	۲۳۴
۱۸۲	”	حَلاوی۔	”	خرما کی ایک قسم۔	۴۵
۱۸۳	”	حَلایہ۔	”	”	۳۱
۱۸۴	”	حُلو۔	”	”	۴۵
۱۸۵	”	حُلوہ۔	”	”	۳۱
۱۸۶	”	حَلیہ۔	”	خرما کی ایک قسم اور ایک موضع کا نام	”
۱۸۷	م	حَمرائی یا حِمرائی۔	”	خرما کی ایک قسم۔	۴۵
۱۸۸	”	حُموضہ۔	”	مرض خرما کا نام۔	۱۸۴
۱۸۹	ن	حَنظل۔	”	اندرائن۔	۲۰۴
۱۹۰	و	حَوری۔	”	خرما کی ایک قسم۔	۳۲

خ					
۱۹۱	ا	خاتون شہابی	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۴۵
۱۹۲	″	خارو یا خارکو۔	″	″	″
۱۹۳	″	خاروخرما۔	″	رنج وراحت۔	۳
۱۹۴	″	خانیزی۔	″	قسم خرما۔	″
۱۹۵	ب	خباب۔	عربی	نام صحابی رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم	۲۷
۱۹۶	″	خَبیص۔	″	خاص غذا کا نام۔	۲۳۶
۱۹۷	ث	خثار الترس۔	″	قسم خرما یا درخت خرما کا نام۔	۶۳
۱۹۸	ر	خَریق۔	″	ایک قسم کی گھانس۔	۱۸۹
۱۹۹	″	خرطُوم۔	″	سونڈ۔	۲۰۱
۲۰۰	″	خُرک گوتو۔	فارسی	قسم خرما یا درخت خرما کا نام۔	۴۵
۲۰۱	″	خرماے ابوجہل۔	″	خرما کی ایک قسم۔	۳۲
۲۰۲	″	خَریف۔	عربی	نام فصل یعنی ساونی۔	۱۶۲
۲۰۳	س	خُستاوی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۳۲
۲۰۴	″	خِستہ۔	عربی	خرما کی ایک قسم یا قسم درخت خرما۔	۶۳
۲۰۵	ش	خُشک سالی۔	فارسی	قحط سالی۔	۴
۲۰۶	ض	خُضَریہ۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۲
۲۰۷	″	خُضیرا۔	″	درخت خرما کا نام۔	۵۷
۲۰۸	ل	خلار۔	″	خالی پن۔	۱۲۸

۲۰۹	ل	خَلاص۔	عربی	خرما کی ایک قسم اور ایک شہر کا نام	۱۵ و ۳۲
۲۱۰	״	خَلال۔	״	خرما کی ابتدائی حالت بلح سے پہلے۔	۲۴۱
۲۱۱	״	خلقہ۔	״	مرض انسانی۔	۲۲۹
۲۱۲	م	خَمری۔	״	خرما کی ایک قسم۔	۴۶
۲۱۳	ن	خُنثیٰ۔	״	نہ نر نہ مادہ۔	۱۶
۲۱۴	و	خواکوما۔	کسدانی	خرما کی ایک قسم۔	۴۳
۲۱۵	״	خُودرومی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۴۶
۲۱۶	״	خوشہ خَرک۔	״	״	״
۲۱۷	״	خُوص۔	عربی	درخت خرما کے پتے۔	۲۱۷
			د		
۲۱۸	ا	دامغان۔	عربی	نام شہر	۳۱
۲۱۹	״	دانِق۔	״	وزن = ۸ جو یا ۲ رتی۔	۱۱۴ و ۲۲۴
۲۲۰	ب	دَباغت۔	״	کچے چمڑے کو پختہ کرنا۔	۲۳۷
۲۲۱	״	دَبیری۔	فارسی	ایک ایرانی کپڑے کا نام۔	۱۴۰
۲۲۲	ر	دِرہم۔	عربی	ایک سکہ و وزن = ۳½ ماشہ	۲۱۲
۲۲۳	ش	دَشتی۔	فارسی	ایک حصہ ملک کا نام۔	۴۳
۲۲۴	ق	دِق۔	عربی	ایک مرض خرما کا نام۔	۱۵۱
۲۲۵	ل	دل پسند۔	فارسی	آم کی ایک قسم۔	۲۶
۲۲۶	ن	دِنگ سپید۔	״	خرما کی ایک قسم۔	۴۶

نمبر	حرف	لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۲۲۷	ہ	دَہری۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۴۷
		ڈ			
۲۲۸	ی	ڈیکا مالی۔	ہندی	ایک قسم کا گوند جسکو ہندی زبان مین کارنکا بھی کہتے ہین۔	۲۰۲
		ذ			
۲۲۹	ا	ذات الجنب	عربی	ایک مرض کا نام۔	۲۳۱
۲۳۰	ر	ذَرک۔	؍؍	خرما کی ایک قسم۔	۴۷
۲۳۱	و	ذَوانایا۔	کسدانی	ایک عالم۔ فلاح کا نام۔	۱۸
		ر			
۲۳۲	ا	رافوق۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۳
۲۳۳	ب	رَبیع۔	؍؍	نام فصل۔ ساڑہی	۱۶۲
۲۳۴	ج	رُجبیہ۔	؍؍	خرما کے درخت کا نام۔	۵۷
۲۳۵	ش	رَش۔	؍؍	خرما کی ایک قسم۔	۴۷
۲۳۶	ط	رُطب۔	؍؍	خرمائے تر۔	۲۱۷
۲۳۷	؍؍	رطب التبن۔	؍؍	قسم خرما و درخت خرما۔	۶۳
۲۳۸	؍؍	رَطل۔	؍؍	وزن = $\frac{1}{2}$ ثار۔	۲۱۲
۲۳۹	؍؍	رُطوبت۔	؍؍	تری۔	۱۷۷
۲۴۰	ع	رَعیل۔	؍؍	خرما کی ایک قسم۔	۳۳
۲۴۱	ق	رَقلہ۔	؍؍	نام درخت خرما۔	۵۷

۲۴۲	ق	رقیق کھاد۔	ہندی	کھاد کی ایک قسم۔	۱۲۳
۲۴۳	ک	رِکاب۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۴۸
۲۴۴	"	رِکاب۔	"	نام مرض خرما۔	۱۹۰
۲۴۵	و	رَواہا۔	کسدانی	ایک طبیب کا نام۔	۲۳۰
۲۴۶	"	رَواہطہ۔	"	"	۲۱۸
۲۴۷	"	رَوضہ۔	عربی	باغ۔	۲
۲۴۸	ی	ریگڑ۔	دکھنی	اعلیٰ درجہ کی کالی یا بھوری زمین۔	۶۷
۲۴۹	"	ریہہ	ہندی	چوڑ کی مٹی۔	۱۳۳
		ز			
۲۵۰	ا	زاہدی۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۴۸
۲۵۱	ح	زُحل۔	"	ایک منحوس ستارہ کا نام۔	۱۰۸
۲۵۲	ر	زَرد آلو۔	فارسی	ایک میوہ کا نام۔	۱۹۷
۲۵۳	ع	زُعری۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۳
۲۵۴	غ	زُغری۔	"	"	"
۲۵۵	ی	زین الدینی۔	"	"	۴۸
		س			
۲۵۶	ا	سابری۔		خرما کی ایک قسم۔	۳۳
۲۵۷	"	ساحورا۔	عربی	مرض خرما کا نام۔	۱۷۹
۲۵۸	"	سامران۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۹

۲۵۹	ب	سبارا۔	عربی	مرض خرما کا نام۔	۱۹۳
۲۶۰	"	سبز کھاد۔	اردو	کھاد کی ایک قسم۔	۱۲۳
۲۶۱	پ	سپستان۔	فارسی	لسوڑہا۔	۱۵۱
۲۶۲	ج	سجی۔	ہندی	ایک قسم کی گھانس کی راکھ۔	۲۳۷
۲۶۳	ح	سحب۔	عربی	خرما کی ایک قسم یا درخت خرما۔	۹۴
۲۶۴	"	سحرا۔	"	نام مرض خرما۔	۱۸۰
۲۶۵	"	سحق۔	"	نام درخت خرما۔	۵۷
۲۶۶	"	سحقہ۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۴
۲۶۷	"	سحوق۔	"	مادہ خرما کا نام۔	۱۱۲
۲۶۸	د	سد۔	"	خرما کی ایک قسم	۳۴
۲۶۹	"	سداب۔	"	ایک قسم کا درخت جسکو ہندی مین ساتری کہتے ہین۔	۲۲۹
۲۷۰	ر	سرخ پتی۔	ہندی	سرخ بادے کا عارضہ۔	۲۳۰
۲۷۱	"	سرخ دن۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۴۹
۲۷۲	"	سرطان۔	عربی	ایک بیماری کا نام۔	۲۳۴
۲۷۳	"	سریشی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۹
۲۷۴	ف	سفرجل۔	"	بہی۔ ایک قسم کا میوہ۔	۲۲۴
۲۷۵	ک	سکباج۔	"	ایک خاص قسم کی غذا۔	۲۲۹
۲۷۶	"	سکر۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۲۱۹

۲۷۷	ل	سِل۔	عربی	ایک مرض خرما کا نام۔	۱۵۰
۲۷۸	”	سِلاخ۔	”	درخت خرما کا نام۔	۵۷
۲۷۹	”	سُلّانی۔	”	”	۵۰
۲۸۰	”	سلب۔	”	”	۵۷
۲۸۱	”	سِلتّین۔	”	”	۵۸
۲۸۲	”	سَلع۔	”	نام بیماری۔	۲۳۴
۲۸۳	م	سُماطہ۔	”	نام مرض خرما۔	۱۸۰
۲۸۴	ن	سَندولہ۔	دکھنی	سیندھی کے درخت کا پھل۔	۱۴۶
۲۸۵	”	سِندھ۔	ہندی	نام ملک۔	۴۳
۲۸۶	”	سنگ راہ۔	فارسی	حائل و مانع۔	۵
۲۸۷	”	سُنّہ۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۴
۲۸۸	”	سَنہا۔	”	درخت خرما کا نام۔	۵۷
۲۸۹	و	سوڈا۔	انگریزی	کھاری دہات۔	۱۱۹
۲۹۰	”	سوعان سبز۔	فارسی	پیاز۔	۱۷۶
۲۹۱	ہ	سِہام الغراب۔	عربی	خرما کی ایک قسم یا درخت خرما کا نام	۶۴
۲۹۲	”	سَہج۔	”	بیماری ریاحی۔	۲۲۴
۲۹۳	”	سہ روزہ۔	فارسی	ایک مرکب خرما کا نام۔	۲۱۵
۲۹۴	”	شہریز۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۵
۲۹۵	ی	سَیال۔	”	بہنے والی چیز۔	۲۰۱

۲۹۶	س	رسیر۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۰
۲۹۷	"	سی سی۔	"	"	"
۲۹۸	"	سیفوحا۔	کسدانی	نام حکیم۔	۲۴۰
		ش			
۲۹۹	ا	شاملات۔	عربی	نام شہر۔	۴۳
۳۰۰	"	شاہولی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۰
۳۰۱	ب	شبارم۔	عربی	ایک قسم کی خاردار گھانس فارسی مین کا وشنک کہتے ہین۔	۱۷۶
۳۰۲	"	شباط	رومی	رومی مہینہ۔ مطابق پھاگن۔	۱۷۲
۳۰۳	"	شبرم۔	عربی	ایک قسم کی خاردار گھانس۔	۲۰۴
۳۰۴	ح	شحم النخل۔	"	تنہ درخت خرما کا مغز۔	۲۱۷
۳۰۵	ف	شفتالو۔	"	میوہ کی ایک قسم۔	۱۹۸
۳۰۶	ک	شکر۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۰
۳۰۷	"	شکری۔	"	"	"
۳۰۸	م	شمشاد۔	"	ایک خاص قسم کا درخت	۱۷۰
۳۰۹	ہ	شہری۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۵۱
۳۱۰	"	شہریز۔	"	"	۳۴
۳۱۱	"	شہلیہ۔	عربی	"	۳۵
۳۱۲	ی	شیخ علی۔	"	"	۵۰

۳۱۳	ی	شیخ کمالی۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۵۰
۳۱۴	"	شیرینی۔	فارسی	"	۵۱
۳۱۵	"	شیص۔	عربی	خرما کا ایک مرض۔	۱۸۸
۳۱۶	"	شیصا۔	"	نام درخت خرما۔	۵۸
۳۱۷	"	شیصبان۔	"	خرما کا ایک مرض۔	۶۶
		ص			
۳۱۸	ا	صابوغا۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۵
۳۱۹	ب	صُبار۔	"	خرما کا ایک مرض۔	۱۷۶
۳۲۰	"	صبیانا۔	"	ایک ساحر عربی کا نام۔	۸۷
۳۲۱	"	صُبیرا۔	"	خنثیٰ۔	۱۶
۳۲۲	ر	صرفان۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۵
۳۲۳	ع	صعب۔	"	سخت۔	۱۵۲
۳۲۴	"	صعتر۔	"	گھانس کی ایک قسم۔	۲۲۸
۳۲۵	"	صِعلہ۔	"	درخت خرما کا نام۔	۵۸
۳۲۶	غ	صُغریثا۔	"	ایک عربی فلاح کا نام۔	۷۹
۳۲۷	ن	صنبور۔	"	درخت خرما کا نام۔	۵۸
۳۲۸	"	صنوبر۔	"	ایک خاص قسم کا درخت۔	۱۶۸
۳۲۹	و	صواصری۔	"	نام دوا۔	۲۳۴
۳۳۰	ی	صیحانی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۵

		ض			
۳۳۱	ا	ضاحک۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۶
		ط			
۳۳۲	ا	طاہری۔	عربی	ایک فلاح عربی اور حکیم کا نام۔	۲۳۷
۳۳۳	ب	طباخ۔	"	باورچی۔	۲۲۵
۳۳۴	"	طبرزد۔	فارسی	خرما کی ایک قسم اور مصری۔	۳۶
۳۳۵	"	طبرنایاد۔	کسدانی	نام شہر۔	۳۸
۳۳۶	ر	طرفۃ العین۔	عربی	بہت جلد۔	۱۴۴
۳۳۷	ل	طلع۔	"	درخت خرما کا پھول۔	۲۱۷
۳۳۸	ی	طیاب بصری۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۶
		ظ			
۳۳۹	ف	ظفر القط۔	عربی	خرما کی ایک قسم یا نام درخت خرما۔	۶۴
		ع			
۳۴۰	ب	عبدسی۔	عربی	نام فلاح عربی۔	۲۱۸
۳۴۱	ج	عجوہ۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۶
۳۴۲	ر	عرعر۔	"	پہاڑی سرو۔	۲۰۸
۳۴۳	"	عریک۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۷
۳۴۴	ز	عزیز الثمر۔	"	آم کی ایک قسم۔	۲۶
۳۴۵	س	عسایا۔	"	مرض خرما کا نام۔	۱۹۳

۳۴۶	ش	عشاش۔	عربی	مرض خرما کا نام۔	۱۹۳
۳۴۷	؍؍	عُشری۔	؍؍	نام درخت خرما۔	۵۸
۳۴۸	؍؍	عِشق۔	؍؍	مرض خرما کا نام۔	۱۵۳
۳۴۹	ط	عَطیف۔	؍؍	ایک ملک کا نام۔	۱۵
۳۵۰	ف	عُفونت۔	؍؍	سڑاوٹ۔	۱۸۶
۳۵۱	ق	عُقم۔	؍؍	خرما کے مرض کا نام۔	۱۶۹
۳۵۲	؍؍	عَقیم۔	؍؍	بانجھ۔	؍؍
۳۵۳	ل	علی مہتاری۔	؍؍	خرما کی ایک قسم۔	۵۱
۳۵۴	م	عمّان۔	؍؍	ایک دریا کا نام۔	۲۳۸
۳۵۵	؍؍	عمل طائر۔	؍؍	حُقنہ۔	۲۲۳
۳۵۶	ن	عُنق۔	؍؍	ایک درخت کا نام۔	۵۸
۳۵۷	و	عَوانہ۔	؍؍	؍؍	؍؍
۳۵۸	؍؍	عُوجت۔	؍؍	خرما کی ایک قسم۔	۳۷
۳۵۹	؍؍	عَوہان۔	؍؍	گھانس کی ایک قسم۔	۱۸۹

غ

۳۶۰	ذ	غذق بن طاب۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۷
۳۶۱	ض	غضب المریخ۔	؍؍	مرض خرما کا نام۔	۱۷۹
۳۶۲	؍؍	غضیض۔	؍؍	تروتازہ۔	۲۹

ف

نمبر	حرف	لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۳۶۳	ا	فارمس۔	انگریزی	فارم کی جمع۔ وہ زمینات جو تجربہ فلاحت کے لئے مخصوص ہوں۔	۲۵۵
۳۶۴	"	فاسفرک ایسڈ۔	"	ہڈیوں کے جوہر کا تیزاب۔	۱۱۹
۳۶۵	ح	فحل۔	عربی	نام درخت خرما۔	۵۸
۳۶۶	"	فحل۔	"	ستارہ سہیل۔	۵
۳۶۷	ر	فرد۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۱
۳۶۸	"	فرسودہ۔	"	گھسا ہوا۔	۱۹۴
۳۶۹	"	فرسی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۵۱
۳۷۰	س	فسان۔	"	سلی۔	۱۱۶
۳۷۱	"	فسیلہ۔	عربی	نام درخت خرما۔	۵۹
۳۷۲	ل	فلاح۔	"	کسان۔	۹۰
۳۷۳	"	فلپائن۔	انگریزی	ایک شہر کا نام۔	۲۴۴
۳۷۴	و	فواد۔	عربی	بڑی جڑ۔	۱۹۷
۳۷۵	ی	فیاملی۔	انگریزی	بال بچے۔	۲۴۹
۳۷۶	"	فیض۔	عربی	نام شہر	۱۵

ق

نمبر	حرف	لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۳۷۷	ا	قادر پسند۔	فارسی	ایک خاص قسم کا آم۔	۲۶
۳۷۸	"	قاعد۔	عربی	درخت خرما کا نام۔	۵۹

۳۷۹	ا	قاف سایا	کسدانی	ایک ملک کا نام۔	۲۲۰
۳۸۰	ث	قثّار الحمار۔	عربی	کھکربیل۔	۲۰۴
۳۸۱	ر	قراثار۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۷
۳۸۲	"	قرثیا۔	"	"	"
۳۸۳	س	قسامی۔	"	مرض خرما کا نام۔	۱۹۸
۳۸۴	"	قسب۔	"	خرماے خشک بدرجۂ انتہا۔	۲۱۸
۳۸۵	"	قسط۔	"	کوٹ ایک قسم کی لکڑی۔	۱۸۷
۳۸۶	ط	قطران۔	"	درخت گرجن کا روغن۔	۳۰۵
۳۸۷	"	قطیعا۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۷
۳۸۸	م	قمر۔	"	چاند۔	۸۸
۳۸۹	ن	قندی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۱
۳۹۰	"	قنیقہ۔	عربی	"	۳۸
۳۹۱	و	قوثامی۔	"	ایک حکیم کا نام۔	۱۵
۳۹۲	ی	قیدی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۱

ک

۳۹۳	ا	کارعہ۔	عربی	درخت خرما کا نام۔	۵۹
۳۹۴	"	کارودکن۔	فارسی	خفتنی۔	۱۶
۳۹۵	"	کانون اول۔	رومی	رومی مہینہ مطابق ماہ پوس۔	۱۷۲
۳۹۶	"	کانون ثانی۔	"	" مطابق ماہ ماگھ۔	۸۳

۳۹۷	ب	کَب کَب۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۲
۳۹۸	ت	کتف۔	عربی	ایک شہر کا نام۔	۴۳
۳۹۹	"	کتان۔	"	ریشم کی ایک خاص قسم۔	۱۷۲
۴۰۰	ر	کرامی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۸
۴۰۱	"	کُردان۔	"	نام قبیلہ یا شہر	۱۰۰
۴۰۲	"	کرفس۔	"	اجمود ولایتی۔	۲۳۲
۴۰۳	"	کرمانا۔	"	ایک مرض خرما کا نام۔	۱۷۵
۴۰۴	"	کرناٹک۔	کنڑی	وہ ملک جسمیں کنڑی زبان بولی جاتی ہے	۷۹
۴۰۵	س	کسایا۔	عربی	خرما کی بیماری کا نام۔	۱۸۳
۴۰۶	"	کسب۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۵۲
۴۰۷	"	کسدانی۔	عربی	کسدان کا رہنے والا۔	۱۲
۴۰۸	ل	کلبر ور	"	ایک خاص قسم کی مٹی۔	۱۱۴
۴۰۹	"	کلچائی۔	دکھنی	نلائی یعنی کھیت سے کچرا نکالنا۔	۲۴۷
۴۱۰	"	کِلک سرخ۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۱۱۴
۴۱۱	ن	کُندرایا۔	کِسدانی	ایک شہر کا نام۔	۲۲۰
۴۱۲	و	کوکیش۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۸
۴۱۳	ھ	کھنڈی۔	تلنگی	وزن = ۲۰ من پختہ یا خام۔	۲۴۹
		گ			
۴۱۴	ا	گاوزمین۔	فارسی	وہ گائے جو بقول اہل لغت زمین کو اٹھائے ہوئے ہے	۴

۴۱۵	ا	گایران۔	دکھنی	وہ زمین جو جانورون کی چرائی کیلئے چھوڑی جاتی ہے۔	۲۴۸
۴۱۶	ڈ	گڈا۔	"	پیندا۔	۹۲
۴۱۷	ر	گرم کھاد۔	ہندی	کھاد کی ایک قسم۔	۱۳۲
۴۱۸	ل	گِل ارمنی۔	فارسی	ایک دوا کا نام۔	۱۱۵
۴۱۹	"	گُل خیرو۔	"	خیرو کا پھول۔	۱۸۹
۴۲۰	م	گموٹی۔	ہندی	کھجور کی ایک قسم۔	۲۴۳
۴۲۱	ن	گنتار۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۲

ل

۴۲۲	ا	لائم۔	انگریزی	چونہ۔	۱۱۹
۴۲۳	"	لاقح۔	عربی	درخت خرما کا نام۔	۵۹
۴۲۴	ب	لُب۔	"	گابہا یا وہ مقام جسمین سے گابہا نکلتا ہے	۱۱۷
۴۲۵	"	لُب اللباب۔	"	خلاصہ۔	۲
۴۲۶	خ	لُخ یا لوخ۔	"	ایک قسم کی گھانس جسکو ہندی مین گوندر یا ہیڑا کہتے ہین۔	۸۹
۴۲۷	ز	لَزج۔	"	چیپ دار۔	۱۹۷
۴۲۸	ق	لِقاح	"	نخلہ کو حاملہ کرنا۔	۱۹
۴۲۹	ن	لِنگا۔	ہندی	ایک شہر کا نام۔	۲۴۳
۴۳۰	و	لو لوئی۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۵۳

نمبر	حرف	لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۴۳۱	و	لوّن۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۳۹
۴۳۲	ی	لیف۔	"	پوست درخت۔	۲۱۷
۴۳۳	"	لین۔	"	درخت خرما کا نام۔	۵۹
		م			
۴۳۴	ا	ماسی سورانی۔	عربی	ایک حکیم سوران کا رہنے والا۔	۱۲
۴۳۵	"	ماشا۔	"	ایک حکیم کا نام۔	۲۳۷
۴۳۶	"	ماکولہ۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۳۹
۴۳۷	"	ماناپولی۔	انگریزی	ایک عملی۔	۶
۴۳۸	"	مایعات۔	عربی	پتلی چیزیں بہنے والی۔	۱۱۴
۴۳۹	ت	مُتنالی۔	ہندی	جانوروں کی کھندلی ہوئی گھانس۔	۲۴۸
۴۴۰	"	مُتغضہ۔	عربی	خرما کی ایک بیماری کا نام۔	۱۹۶
۴۴۱	"	مُتھالی۔	"	"	۱۸۸
۴۴۲	ث	مثقال۔	"	وزن۔ ۴½ ماشہ۔	۸۷ و ۲۱۲
۴۴۳	"	مُثنّی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۰
۴۴۴	ح	مُحلوی۔	"	"	"
۴۴۵	خ	مُخدّر۔	"	"	"
۴۴۶	"	مُخشیب یا مُخشب۔	"	"	۵۳
۴۴۷	ر	مراجیح۔	"	درخت خرما کا نام۔	۵۹
۴۴۸	"	مُرتاب۔	"	ایک فلاح کا نام۔	۹۸

۴۴۹	ر	مُردہ سنگ۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۳
۴۵۰	"	مَرزبان۔	"	"	"
۴۵۱	"	مَرزق۔	عربی	ایک شہر کا نام۔	۱۵
۴۵۲	"	مَرزن جوش۔	"	دودنہ۔	۱۶۱
۴۵۳	"	مرغوبہ۔	"	آم کی ایک قسم۔	۲۶
۴۵۴	"	مَرگِ مفاجات۔	فارسی	ناگہانی موت۔	۲۲۵
۴۵۵	"	مرہٹواری۔	مرہٹی	وہ ملک جہاں مرہٹی زبان بولی جاتی ہے۔	۶۹
۴۵۶	"	مِرّیخ۔	عربی	ایک ستارہ کا نام۔	۱۷۸
۴۵۷	ز	مُزنج۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۵۴
۴۵۸	"	مزوراوعی۔	کسدانی	ایک ملک کا نام۔	۱۴۲
۴۵۹	س	مِس احمر۔	عربی	سیلی۔	۱۱۶
۴۶۰	"	مُسدی۔	"	خرما کا ایک مرض۔	۱۶۵
۴۶۱	"	مسقط۔	"	نام شہر۔	۶۸
۴۶۲	"	مِسکی۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۰
۴۶۳	"	مُسلّا۔	"	"	۵۴
۴۶۴	ش	مُشان۔	"	"	۴۰
۴۶۵	"	مُشتری۔	"	ایک ستارہ کا نام۔	۸۸
۴۶۶	"	مُشنج۔	"	درخت خرما کا نام۔	۵۹

۴۶۷	ص	مصلی۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۵۴
۴۶۸	ض	مضار۔	"	نقصانات۔	۱۱۷
۴۶۹	غ	مغزار۔	"	خرما کے ایک مرض کا نام۔	۱۷۱
۴۷۰	ک	مکتوم۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۴۰
۴۷۱	"	مکرم	"	"	۴۱
۴۷۲	"	مکسچر۔	انگریزی	عرق مرکب	۳۲۷
۴۷۳	گ	مگنیشیہ۔	"	ایک سفید رنگ دہات۔	۱۱۹
۴۷۴	ل	ملاکا۔	ملیباری	ایک ملک کا نام۔	۳۴۴
۴۷۵	"	ملال۔	عربی	خرما کا ایک مرض۔	۱۵۷
۴۷۶	"	ملتان۔	پنجابی	ایک شہر کا نام۔	۴۳
۴۷۷	"	ملح الغرب۔	عربی	درخت غرب کا نمک جسکو فارسی مین نارون کہتے ہین۔	۲۱۹
۴۷۸	"	ملک سرخ۔	فارسی	کہجور کی ایک قسم۔	۵۴
۴۷۹	ن	مناب۔	عربی	ایک ملک کا نام۔	۴۳
۴۸۰	"	مندل۔	"	خرما کی ایک قسم	۵۵
۴۸۱	و	مورم۔	تلنگی	پتھریلی مٹی۔	۶۷
۴۸۲	"	موقیطا۔	عربی	مرض خرما کا نام۔	۱۸۰
۴۸۳	"	مولکہ۔	مرہٹی	پودہ کی نال یا انگوری۔	۹۱
۴۸۴	ہ	مہجنہ۔	عربی	درخت خرما کا نام۔	۵۶

نمبر	حرف	لفظ	زبان	معنی	صفحہ
۴۸۵	ی	میثالی۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۵۵
		ن			
۴۸۶	ا	نائٹروجن۔	انگریزی	ایک گیاس جو ہوا کے اجزائے ترکیبی میں بڑا جزو ہے	۱۲۰
۴۸۷	"	ناسپاتی۔	ہندی	آم کی ایک قسم اور ایک خاص میوہ۔	۲۶
۴۸۸	ب	نبیذ خرما۔	عربی	شراب کی ایک قسم۔	۲۳۵
۴۸۹	خ	نخل۔	"	درخت خرما۔	۵۹
۴۹۰	"	نخل الزبل۔	"	درخت خرما کی ایک قسم۔	۴۱
۴۹۱	"	نخل الوان۔	"	"	"
۴۹۲	"	نخلہ۔	"	مادہ خرما۔	۶۰
۴۹۳	"	نخلۃ اللعنت۔	"	خرما کی ایک قسم یا نام درخت خرما۔	۶۵
۴۹۴	"	نخلۃ عمیمہ۔	"	"	۶۰
۴۹۵	"	نخل مریم۔	"	"	"
۴۹۶	ر	نرم استخوان۔	فارسی	"	۵۱
۴۹۷	ز	نَزَع۔	عربی	پرورش کا انحطاط۔	۱۵۷
۴۹۸	غ	نغل۔	"	خرما کی ایک قسم۔	۵۵
۴۹۹	ف	نفخ۔	"	ریاح کا رُک جانا۔	۲۳۱
۵۰۰	م	نَمَام۔	"	ایک خوشبودار گھانس ہندی کالی تلسی۔	۱۲۲

۵۰۱	وٗ	نوامیس۔	عربی	مرض خرما کا نام۔	۱۷۳
۵۰۲	ی	نیر الدہنی۔	״	خرما کی ایک قسم۔	۵۵
			و		
۵۰۳	ا	والاجاہ پسند	فارسی	آم کی ایک قسم۔	۲۶
۵۰۴	״	وائل۔	عربی	ایک بادشاہ کا نام۔	۲۹
۵۰۵	ح	وحشی۔	״	خرما کی ایک قسم۔	۴۱
۵۰۶	״	ورل۔	״	جنگلی چوہا۔	۱۶۰
۵۰۷	ظ	وظیفۂ حسن خدمت	فارسی	پنشن۔	۵
۵۰۸	ن	ونڈ۔	تلنگی	چکنی مٹی۔	۶۷
۵۰۹	״	ونسال۔	عربی	خرما کی ایک قسم۔	۴۲
			ہ		
۵۱۰	ا	ہاجنہ۔	عربی	درخت خرما کا نام۔	۶۰
۵۱۱	״	ہارونی۔	״	خرما کی ایک قسم۔	۴۲
۵۱۲	ج	ہجر۔	״	نام شہر و قریہ۔	۳۹
۵۱۳	س	ہسروانا۔	کسدانی	ایک ملک کا نام۔	۳۸
۵۱۴	ل	ہلالی۔	فارسی	خرما کی ایک قسم۔	۵۶
۵۱۵	و	ہوشا۔	عربی	خرما کا ایک مرض۔	۱۸۱
۵۱۶	ی	ہیروت۔	״	خرما کی ایک قسم۔	۴۲
۵۱۷	״	ہیرون۔	״	״	״

ی

۵۱۸	ا	یاسانی۔	کسدانی	خرما کی ایک قسم۔	۴۲
۵۱۹	ب	یبوست۔	عربی	خشکی۔	۱۶۷
۵۲۰	ت	یتوع۔	"	زہریلی گھانس۔	۱۷۸
۵۲۱	ر	یرقان۔	"	مرض خرما کا نام۔	۱۶۲
۵۲۲	م	یمامہ۔	"	ایک شہر کا نام۔	۱۵

تمام شد

غلط نامہ فلاحتہ النخل یعنی کھجور کی کاشت

نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح	نشان صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱	۲	۳	۴	۱	۲	۳	۴
۶	۶	شیرار	شیراز	۹۷	۱۰	توسامی	توثامی
۱۶	۷	خفتہ	خفتیً	۹۹	۵	طبرنایا	طبرنایاد
۱۷	۲	دفعتاً	دفعتہً	۱۰۳	۳	نکلتی	نکلی
۱۸	۸	عشق	عشق کی	۱۰۶	۱۱	توسامی	توثامی
۲۸	۱	توسامی	توثامی	۱۰۹	۹	عوجت	عوجبت
۳۱	۴	بستام	بسطام	״	۱۰	״	״
۴۸	۱۴	زاہد	زہد	۱۱۰	۱۰	توسامی	توثامی
۵۴	۱۵	کمک	کمک کی معنی	۱۲۶	۴	چیز	جبر
۵۹	۱۷	چھجنہ	چُھجنہ	۱۲۸	۸	چاہنے	چاہیے
۶۳	۱۵	رطب التین	رطب التبن	۱۲۹	۱	گمی	کمی
״	۱۷	تین	تبن	۱۷۷	۲	زوانایا	ذوانایا
״	۱۸	رطب التین	رطب التبن	״	۷	اختلاط	اخلاط
۶۶	۱۴	سیس بان	سئیص	۲۲۹	۱۸	جرجیل	جرجیر
״	۱۵	شیبان	شیصبان	۲۴۲	״	دحلہ	دجلہ
۸۹	۱۷	توسامی	توثامی	۲۴۴	۹	ورا	ذرا